اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان تاجدار افغانستان

کا

سفرنامہ یورپ (باتصویر)

حصہ اوّل

جس میں ہندوستان، عدن، مصر، اٹلی، جرمنی، فرانس، انگلستان، روس اور بعض دیگر مشرقی ممالک کی سیاحت کے دلچسپ اور مفید حالات شرح و بسط کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اور آخر میں اعلیحضرت شاہ اور علیا حضرت شاہ خانم کے سوانح حیات بھی درج کئے گئے ہیں۔

مرتبہ

جناب مولانا زاہد القادری صاحب ادیب فاضل دہلی

ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لندن)

حامد حسین قریشی (فرید آبادی) خوشنویس کوچہ چیلاں۔ دہلی نے

بعد اخذ حق اشاعت دائمی

جامع ملیہ برقی پریس دہلی میں چھپوایا

جون ۱۹۲۸ء

اظہارِ محبّت

اعلیٰحضرت غازئ مشرق شاہ امان اللہ خاں تاجدار افغانستان کے اس دلچسپ سفرنامے کو میں انتہائی خلوص اور محبّت کے ساتھ اپنے معزز و محترم دوست عظمت مآب عالی جناب سیٹھ **ابوبکر صاحب مصوّر** رئیس اعظم بمبئی کے نامِ نامِ اسم گرامی کے ساتھ منسوب کرتا ہوں +

اور عزیزم سیٹھ **داؤد محمد ابّا جمعہ** اور عزیزم سیٹھ **محمد حسین محمد ابّا جمعہ** (روسائے بمبئی) کو بھی اس انتساب میں شریک کرتا ہوں +

محمد زاہد القادری غفرلہ
کوچۂ چیلاں۔ دریا گنج دھلی

۲۷ مئی ۱۹۲۸ء

قسم اول میں ۲۶ رنگین فوٹو ہیں

قسم دوم میں ۲۶ ...

سلسلہ مطبوعات نمبر (۲۲)

قریشی بکڈپو کوچہ چیلان دہلی

اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان تاجدار افغانستان کے

سفرنامہ یورپ

حصہ اول

جس میں ہندوستان۔ عدن۔ مصر۔ اٹلی۔ جرمنی۔ فرانس۔ انگلستان۔ روس
وغیرہ ممالک کی سیاحت کے دلچسپ اور پُراز معلومات حالات
شرح اور بسط کے ساتھ لکھے گئے ہیں

شروع میں

اعلیحضرت شاہ اور علیا حضرت شاہ خانم کے سوانح حیات بھی درج کئے گئے ہیں

مرتبہ

جناب مولانا زاہد القادری صاحب ادیب فاضل) حامد حسین قریشی۔ فرید آبادی ثم دہلوی

ممبر رائل ایشیاٹک سائٹی (لندن)

ناشر
قریشی بک ڈپو۔ کوچہ چیلان دہلی

(مطبوعہ جامعہ ملیہ پریس دھلی)

تیسرا ایڈیشن ستمبر ۲۸ء قیمت قسم اول عہ قسم دوم ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰحضرت شاہ غازی امان اللہ خان خلد اللہ ملکہ تاجدار افغانستان

کے

حالاتِ زندگی

ولادت اعلیٰحضرت شاہ امان اللہ خاں (خلد اللہ ملکہ) ۲ر فروری ۱۸۹۱ء کو کابل میں تولد ہوئے اور اس وقت ان کی عمر ۳۶ سال ہے ٭

قلمی تصویر اعلیٰحضرت کی صورت وشباہت نہایت دلکش ہے آپ ایک نہایت وجیہ نوجوان ہیں۔ قد میانہ، جسم بھرا ہوا، رنگ سرخ وسفید۔ چہرہ پر رعب۔ آنکھیں بڑی بڑی داڑھی صاف۔ مونچھیں کتری ہوئیں ٭

قابلیت علمی اعلیٰحضرت کی مادری زبان پشتو ہے لیکن آپ بالعموم فارسی میں کلام کرتے ہیں اور فارسی میں آپ کو مہارت خصوصی ہے اسکے علاوہ اعلیٰحضرت عربی اور ترکی خوب جانتے ہیں اور عربی تعلیم آپ نے باقاعدہ حاصل کی ہے ٭

سفیر متعینہ افغانستان دہلی کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت کو اردو زبان سے خاص دلچسپی ہے۔ اور اسی وجہ سے اعلیحضرت نے اس کو باقاعدہ سیکھنا شروع کیا ہے امید ہے بہت جلد اس زبان میں بھی بخوبی تحریر وتقریر کا ملکہ حاصل کرلیں گے۔ فرانسیسی اور انگریزی سے اعلیٰحضرت کو کسیقدر واقفیت ہے لیکن مہارت تامہ حاصل نہیں ٭

میں اپنے حقِ امارت سے دست بردار ہوتا ہوں ؛

اِس انقلابِ حکومت کے متعلق ایک میرے معزز افغانی دوست نے جو کابل کی انجمن سیاسیہ کے رکن ہیں یہ بیان کیا کہ جب امیر حبیب اللہ خاں مرحوم کی تجہیز و تکفین کی اطلاع کابل میں پہونچی تو شاہزادہ امان اللہ خاں نے کابل میں تمام امراء و رؤسا کو جمع کیا۔ اور اِن کے سامنے ایک دل نشین تقریر کی۔ جس کے ہر لفظ سے رنج و غم ٹپکتا تھا۔ اس تقریر کو سنکر اُمراءِ کابل اور اعیانِ دولت نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ یا حضرت! اس میں شک نہیں کہ واقعۂ شہادت ایک اَلمناک واقعہ ہے۔ ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جو حضرت مرحوم سے قلبی محبت نہ رکھتا ہو۔ لیکن مشیّتِ ایزدی کے سامنے کسی کی مجال نہیں قدرت کے اسرار تک ہماری عقل کی رسائی ناممکن ہے۔ اس لئے صبر کرنا ہمارا فرض ہے۔ اس کے بعد نہایت صاف لفظوں میں ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ سردار نصر اللہ خاں امیر مرحوم کے حقیقی بھائی ہیں۔ اور نہایت نیک ہیں اور سردار عنایت اللہ خاں حضرت امیر مرحوم کے سب سے بڑے صاحبزادے اور ولیعہد ہیں۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ ان دونوں بزرگوں سے نظامِ حکومت قائم نہیں رہ سکے گا۔ اسلیئے ہم کافی غور و فکر کے بعد آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے بعد تمام اُمراء و اَعیانِ دولت نے اعلیٰحضرت شاہ امان اللہ خاں کے ہاتھ پر وفاداری کی بیعت کی ؛

بیعت کے بعد اُمراء و اَعیانِ مملکت نے اس حقیقت کو محسوس کیا کہ انقلاب کے موقع پر نظم و نسق کے متعلق فوری کارروائیاں مؤثر ہوتی ہیں۔ اور تاخیر و تعویق سے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ پس تمام اعیانِ دولت نے فوراً مراسمِ تخت نشینی ادا کرنیکا ارادہ کیا۔ اور اسی وقت مراسم اَدا کئے گئے۔ اعلیحضرت امان اللہ خاں کو اسیوقت تخت پر بٹھایا گیا۔ اور نذریں پیش کی گئیں۔ اور سلامی کی توپیں چلیں اور فوجی جھنڈ

سلامی کے نغمے گائے۔ بعد ازاں ایک فرمان شاہی جاری کیا گیا جس میں تخت نشینی کا اعلان تھا ؎

جلال آباد میں جب شاہ امان اللہ خان کی تخت نشینی کی اطلاع پہونچی تو سردار عنایت اللہ خاں اور سردار حیات اللہ خاں نے غور و فکر کے بعد یہی مناسب سمجھا کہ امان اللہ خاں کی اطاعت کر لی جائے۔ اور تخت سے دستبرداری دیدی۔ چنانچہ امیر نصر اللہ خاں نے فوراً اپنا تحریری بیان شاہ امان اللہ خاں کی خدمت میں روانہ کیا۔ جس کا مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے ؎

فرزند عزیز امان اللہ خاں کو بندہ حقیر نصر اللہ خاں کی طرف سے دعا کے بعد معلوم ہو کہ میں نے اپنے بعض دوستوں کی خواہش کے بموجب امارت افغانستان کو قبول کر لیا تھا۔ اور آپ کو اس کی اطلاع دیدی تھی۔ مگر اب جبکہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ کابل کی رعایا نے آپ کے حضور میں بیعت کر لی ہے اور آپ کو دولت افغانستان کا رئیس منتخب کر لیا ہے تو میں امارت سے دستبردار ہوتا ہوں۔ مجھے آپ کی امارت سے انکار نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک بیدار مغز، جفاکش اور روشن خیال خادم وطن خیال کرتا ہوں اور آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان عزیز کو عروج و کمال عطا فرمائے۔ میں عنقریب کابل حاضر ہو کر باقاعدہ بیعت کرنیکی عزت حاصل کروں گا ؎

دستخط نصر اللہ خاں

اس تحریری بیان کے ساتھ سردار عنایت اللہ خاں اور سردار حیات اللہ خاں نے بھی اپنا بیعت نامہ ارسال کیا۔ اور جلال آباد کی سپاہ نے بھی عقیدت نامہ ارسال کیا۔

اعلان استقبال اعلیٰ حضرت شاہ امان اللہ خاں نے تخت نشین ہونیکے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ انگریزی سفیر کو بلا کر اسے مطلع کیا کہ آج سے افغانستان بالکل آزاد اور خود مختار ہے۔ اسکی داخلی و خارجی حکمت عملی میں کسی کی نگرانی کو دخل نہیں اور آج سے ہم ہر طرح

کے اثر اقتدار سے آزاد ہیں۔ اور کسی طاقت کو ہمارے کاموں میں دخل دینے کا حق حاصل نہیں۔ تم ہمارے اس اعلان سے اپنی حکومت کو بھی مطلع کر دو ۔

اہل افغانستان کے نام پیغام اعلانِ استقلال کے بعد اعلیٰ حضرت نے اہلِ افغانستان کے نام ایک پیغام شائع کیا۔ جسکا مضمون یہ ہے۔ اے ملتِ غیور! اور لے عسکرِ باشجاعت اللہ کا حقیر بندہ یعنی تمہارا خادم امان اللہ خاں صدق و اخلاص کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جس وقت سے تاجِ سلطنت کو میرے سر پر رکھا تھا تو میں نے باوازِ بلند تم سے کہدیا تھا کہ میں اس تاج و تخت کو اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ میں اور تم سب مل کر ایک خیال پر متحد ہو جائیں گے اور عزم و استقلال کے ساتھ وطن کی خدمت انجام دیں گے۔ اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ آؤ اب عبرت انگیز عزم و استقلال کیساتھ وطن کی خدمت کا فرض انجام دو۔ میں نے افغانستان کے استقلال کا اعلان کر دیا ہے۔ اور اور انگریزوں کو مطلع کر دیا ہے کہ ہماری دولت افغانستان داخلی و خارجی امور میں ہر طرح کے اثر و اقتدار سے بالکل آزاد ہے۔ اور ہم آج بالکل خود مختار ہیں۔ آج سے افغانستان کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو دنیا کی دوسری آزاد اور خود مختار سلطنتوں کو حاصل ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا یہ اعلان ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ اور اہلِ وطن کے لیئے ایک بشارتِ عظمیٰ ہے ۔

اب میں اپنے رفقاء کار یعنی اعیانِ دولت اور افسرانِ فوج کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ پوری ذمہ داری۔ فرض شناسی اور غیر معمولی مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں۔ قوم کی فلاح کا خیال رکھا جائے۔ کسی پر کسی طرح کا جبر و تشدد اور ظلم و استبداد نہ ہو۔ شرع شریف کے احکام کا احترام کیا جائے۔ قوانینِ ملکی کی پابندی کی جائے۔ اور اپنے استقلال کی زبردست حفاظت کیجائے۔ (دستخط امان اللہ خاں)

انگریزوں سے جنگ جونہی اعلیٰ حضرت شاہ امان اللہ خاں نے افغانستان کی آزادی کا اعلان

کیا۔شہنشاہیت پسند حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور انگریزی سفیر جو اس باختہ ہو گیا جب
سفیر نے گورنر سے اپنی حکومت کو اعلیٰ حضرت کے اعلان سے مطلع کیا تو عجیب عجیب چہ میگوئیاں
شروع ہوئیں۔ اور افغانستان و برطانیہ میں باقاعدہ سلسلہ گفتگو جاری ہوا۔ مسلسل یادداشتیں
اور جوابی یادداشتیں بھیجی جا رہی تھیں کہ دفعتاً شعلۂ جنگ بھڑکا۔ اور لڑائی شروع
ہوگئی۔ جنگ کی ابتدا کی تفصیل وکیفیت یہ ہے کہ ۹ رمئی ۱۹۱۹ء کو ایک افغانی لشکر
جس کی تعداد چار ہزار تھی۔ آٹھ توپوں کے ساتھ لنڈی کوتل سے روانہ ہو کر سرحد کے
ایک مشہور مقام عیشں خیل پر قابض ہو گیا۔ پھر وہاں سے جانب شمال روانہ ہو کر اُن
تمام مواضع پر قابض ہو گیا۔ جو ہندوستان کے صوبۂ سرحدی میں واقع ہیں اور جو
گورنمنٹ ہند کے مقبوضات میں ہیں۔ اس افغانی حملہ نے گورنمنٹ کو پریشانی میں
ڈال دیا۔ اور یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ افغان جوش میں بھرے ہوئے ہیں اور افغانستان
کی طرف سے باقاعدہ اعلان جنگ ہو چکا ہے۔ افغانی لشکر نے کچھ اسقدر سرعت کے ساتھ
جنگ کا آغاز کیا کہ ہندوستانی فوج فوراً اسکی مدافعت پر تیار نہ ہو سکی بہرحال جس طرح
بھی ممکن ہوا ہندوستانی فوج کو جنرل کرداکر کے زیر کمان افغانی لشکر کی پیش قدمی روکنے
کے لئے خیبر سے روانہ کیا گیا۔ اور پھر سرعت کیساتھ فوجی انتظامات شروع کئے گئے
ہندوستانی سپاہ نے عیش خیل پر افغانیوں سے مقابلہ کیا۔ اور بدشواری ان کو پسپا
کیا۔ اس معرکہ آرائی میں فریقین کے معمولی نقصانات ہوئے۔ اس پھیر چھاڑ کے دو گھنٹہ
بعد افغانی لشکر نے پھر پیشقدمی شروع کی۔ اور انتہائی سرعت اور مستعدی کے ساتھ صوبۂ
سرحد کے کئی مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اور لنڈی کوتل کے محاذ کے علاوہ "جزکالی" پر قبضہ کر لیا۔
اور وادیٔ اکرم کے قریب پہونچکر چترال کے علاقے میں مورچے قائم کئے۔ اور پھر تیزی اور
ہوشیاری کیساتھ آگے بڑھکر بنوں اور وزیرستان کے نواحی موضع پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور پھر
قندھار سے آگے بڑھکر حمین کے علاقہ میں مورچے قائم کرنیکا ارادہ کیا۔ اس حیرت انگیز پیشقدمی

سے ہندوستانی فوج کو سخت پریشانی ہوئی اور مزید کمک کا انتظار ہونے لگا۔

یہ صورتِ حال واقع ہونے پر برطانوی افسروں نے جارحانہ کارروائیاں شروع کیں پشاور میں مارشل لا جاری کیا۔ اور پشاور کے افغانی پوسٹ ماسٹر کو گرفتار کر لیا۔ اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے افغانستان کی شہری آبادی پر بم کے گولے برسائے۔

جب افغانستان کی شہری آبادی پر بم کے گولے برسائے گئے تو سپہ سالار افغانستان نے فوراً پولیٹیکل ایجنٹ خیبر کے نام ایک چٹھی لکھی کہ میں آزاد افغانستان کے فرماں روا ہز میجسٹی شاہ امان اللہ خاں کی حکومت کی طرف سے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ برطانوی افسروں نے افغانستان کی آبادی پر بم کے گولے برسائے ہیں۔ یہ ایک خلاقی جرم ہے۔ ہمارے پاس وائسرائے ہند کی ایک چٹھی آئی ہے ہم اس پر غور کر رہے ہیں برطانوی افسروں کو لغو حرکتوں سے باز رکھا جائے۔

کمانڈر انچیف افغانستان کی چٹھی پر کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ اور جنگ بدستور جاری رہی۔ پولیٹیکل ایجنٹ خیبر کی خاموشی سے اہل افغانستان جوش میں آگئے۔ اور انہوں نے ہوائی جہازوں کی بمب باری کے انسداد کی طرف توجہ کی۔ ۱۷ مئی ۱۹۱۹ء کو ہندوستان کا ایک شاندار ہوائی جہاز افغانستان پہونچا۔ اور اس نے علاقہ افغانستان میں بم گرائے افغانیوں نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ اس پر گولیاں برسائیں۔ اور گولیوں کا نشانہ بنا کر نیچے گرا لیا۔ اور ہوا بازوں کو گرفتار کر کے گولے برسانے کا خوب مزہ چکھایا۔ اس کے بعد پھر کسی ہوائی جہاز نے بم برسانے کی جرأت نہیں کی۔

۱۸ مئی ۱۹۱۹ء کو ایک حیرت انگیز پیشقدمی کر کے صوبہ سرحد کے مشہور مقام "ڈاکہ" پر حملہ کیا۔ ہندوستانی فوج نے مقابلہ کیا اور نہایت شدید جنگ کی لیکن افغانی لشکر نے نہایت استقلال سے کام لیا۔ اور جب لڑائی دیر تک جاری رہی تو افغانی توپچیوں نے نہایت سختی سے دشمن پر گولہ باری کی۔ برطانوی جرائد نے اس کو ایک خونریز

جنگ قرار دیا +

۱۹ مئی ۱۹۱۹ء کو جمرود" اور علی مسکو پر بھی نہایت سخت جنگ ہوئی ۔ یہاں تک کہ رات کو بھی لڑائی جاری رہی ۔ صبح کو پشاور سے ایک تازہ دم فوج جمرود بھیجی گئی ۔ جب افغانیوں نے اس کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو صحرائے ٹیکری میں چلے گئے ۔ اور باوجود تلاش کے ان کا پتہ نہ چلا ۔ یہ افغانیوں کی عجیب عادت ہے کہ لڑنے کے بعد دشمن کو ایک موقع پر چھوڑ کر آہستہ سے دوسری طرف چلے جاتے ہیں اور غنیم کو پریشان کرتے ہیں +

۲۰ مئی ۱۹۱۹ء کو سرحدی علاقے کے مختلف محاذوں پر افغانیوں نے نہایت سختی سے حملے کیے ۔ اور محاذ جنگ کو اپنی حکمت عملی سے اسقدر طول دیدیا کہ ہندوستان کی فوجی قوت کو دشواریاں محسوس ہوئیں ۔ ۲۱ مئی کو بھی تقریباً تمام محاذات پر شدید لڑائی جاری رہی ۔ ان معرکہ آرائیوں میں شدید نقصانات ہوئے ۔ ہندوستانی سپاہ کے نقصانات اس وجہ سے زیادہ ہوئے کہ جنگی محاذات عموماً پہاڑی علاقوں میں افغانی سپاہ حسب موقع پہاڑیوں میں داخل ہو جاتی ہے ۔ اور جب اچھا موقع دیکھتی ہے تو اطمینان سے مقابلہ کرتی ہے ۔ ہندوستانی سپاہ کے لیے یہ مشکلات ہیں کہ وہ پہاڑی علاقوں سے ناواقف ہے ۔ اور ایک ایک انچ جگہ کے لیے اس کو سر بکف ہو کر مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ اور افغانی سپاہ چونکہ پہاڑی علاقوں سے خوب واقف ہے ۔ اس لیے جب وہ مقابلہ میں کمزور ہو جاتی ہے تو مقابلہ کی سمت کو چھوڑ کر دوسری طرف غائب ہو جاتی ہے ۔ اسوجہ سے اس کے نقصانات بھی زیادہ نہیں ہوتے +

۲۶ مئی ۱۹۱۹ء کو افغانیوں کی ایک تازہ دم فوج نے جو جنرل نادر خاں کے زیر کمان تھی ۔ سرحدی علاقے کے مشہور مقام "اسپین دم" پر قبضہ کر لیا ۔ اور ہندوستانی سپاہ کو وہاں مصلحتاً پسپا ہونا پڑا ۔ ۲۷ مئی کو افغانی لشکر نے بالائی ٹوچی پر سخت حملہ

کیا۔ جسکو ہندوستانی سپاہ برداشت نہ کر سکی۔ اور مصلحتاً اسکو وہاں سے پسپا ہونا پڑا۔
۲۸ مئی کو خوست کے محاذ پر افغانی سپاہ نے معقول طاقت کی نمائش کی۔ بہر مقام تھل پر نہایت سخت حملہ کیا۔ افغانی توپ خانہ کی شدید گولہ باری سے بعض مواقع پر ہندوستانی فوج کو نقصان اٹھانا پڑا۔ موقع کی نزاکت کا احساس کر کے کمانڈر انچیف ہند نے معقول فوج بھیجنے کا انتظام کیا ہے ⁂

۲۹ مئی کو جنرل نادر خاں نے وزیرستان پر شدید حملہ کیا۔ ہندوستانی سپاہ نے استقلال سے مقابلہ کیا۔ مگر پھر بھی جنرل نادر خاں وزیرستان میں داخل ہو گئے۔ ۳۰ مئی کو معلوم ہوا کہ سرحدی قبائل بھی افغانیوں کے بہکانے سے جنگ میں شریک ہوتے جاتے ہیں۔ یکم جون کو محسودی قبائل نے جنڈولہ پر حملہ کر دیا ⁂

جون ۱۹۲۸ء کی ابتدائی تاریخوں میں بھی جنگ جاری رہی اور سرحدی اضلاع کے قبائل نے بھی ہندوستانی فوج پر چھاپے مارے۔ یہاں تک کہ سرحدی جرگوں نے رات کے وقت پشاور میں گھسکر صدر بازار کو لوٹ لیا۔ اور کچا گوڑی کے اسٹیشن پر ایک فوجی ٹرین کو پٹڑی سے اُتار کر نقصان پہنچایا ⁂

وسط جون میں مقام میران شاہ پر بعض قبائل نے حملہ کیا۔ اور قلعہ منڈی کے قریب سرکاری تار کاٹ ڈالے۔ اور محسودی قبائل نے کوہاٹ کے قریب آکر ہندوستانی پر گولیاں چلائیں۔ اور بعض جگہ سے ریلوے لائن اکھاڑ ڈالی۔ اور محسودیوں کے بعض دستوں نے دریائے ٹوچی کو بھی عبور کر لیا۔ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی سرحد پر بھی بھی چھاپے مارے۔ ان چالاکوں نے یہ عجیب طریقہ اختیار کیا ہے۔ کہ خاکی وردی پہنکر پہاڑیوں سے نکلتے ہیں۔ اور باقاعدہ کوچ کرتے ہوئے انگریزی سپاہ میں شامل ہو جاتے ہیں ان کی عیاری کا حال اس وقت معلوم ہوا۔ جب انہوں نے انگریزی سپاہ میں شامل ہو کر انگریزی سپاہیوں پر ہاڑیں ماریں۔ ان کی چالاکی سے سخت نقصان ہوا۔ بہر صیبت یہ

ہے کہ یہ لوگ اپنا کام کر کے پہاڑیوں میں روپوش ہو جاتے ہیں۔ اور پتہ نہیں چلتا۔ وسط جون میں یہی معلوم ہوا کہ آفریدی قبائل نے بھی لشکر تیار کیا ہے اور اس نے علاقۂ خیبر کی بعض چوکیوں پر بھی حملہ کر دیا۔ ان کی کثرت کے سبب ہندوستانی فوج کو مصلحتاً پسپا ہونا پڑا۔ اور نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ سرحدی مقامات پر ایک عجیب پہاڑی سلسلہ ہے۔ اور عجیب دشوار گذار گھاٹیاں ہیں اور خوفناک درے ہیں۔ اور چاروں طرف ایسے آزاد قبائل ہیں جو جدید اسلحہ سے آراستہ ہیں اور وہ فطرتاً نہایت جنگ جو واقع ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ شاہ افغانستان نے جنگ چھیڑنے سے پہلے ہی اس کا انتظام کر لیا تھا۔ کہ حکومت ہند کی فوجی قوت کو ایک جگہ جمع ہو کر مدافعت کرنے یا حملہ کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ تاکہ قوت منتشر ہو جائے اور مصارف کثیر کے ساتھ ہی نقصان کثیر بھی اٹھانا پڑے۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ محاذ جنگ ایک ہزار میل میں پھیلا ہوا ہے۔ اور مشکلات بڑھتی جا رہی ہیں ؛

مصالحت جنگ جب حکومتِ ہند نے یہ اچھی طرح محسوس کر لیا کہ حکومت ہند جنگ کی ان مشکلات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ جو افغانستان نے پیدا کر دی ہیں اور فی الواقع ایک ہزار میل کے طویل محاذ کا سنبھالنا نہایت دشوار ہے۔ اور زیادہ عرصہ تک جنگ کو کامیاب طریقے پر جاری رکھنا ناممکن ہے۔ کیونکہ صوبہ سرحد کے مقامات سے سرحدی قبائل کا حکومت ہند کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا ایک ہولناک بات ہے۔ پس فوراً مصالحت کی تحریک پیش ہو گئی۔ اور ۲۴ جولائی ۱۹۱۹ء کو فریقین کے نمائندے راولپنڈی میں جمع ہوئے انگریزوں کی طرف سے سر ہملٹن گرانٹ اور افغانستان کی طرف سے سردار اعلیٰ احمد خاں مقرر ہوئے تھے۔ مسلسل گفت و شنید کے بعد ۸ اگست ۱۹۱۹ء کو معاہدۂ صلح پایۂ تکمیل کو پہونچا۔ اور جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ اہل بصیرت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس جنگ سے افغانستان نے شاندار کامیابی حاصل کی اور اس کو ایک شاندار استقلال حاصل ہو گیا جو اس کا اصل مقصود تھا +

جشن استقلال جنگی تفکرات سے فارغ ہو کر اعلی حضرت نے کابل میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا۔ جس میں دوسرے ملک کے نمائندے بھی شریک تھے۔ اعلیحضرت نے اس جلسہ میں ایک معرکۃ الآرا تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "برادران ملت! آپ کی تشریف آوری پر میں خوش آمدید کہتا ہوں آپ بھائیوں کو دیکھ کر مجھے بہت مسرت ہوئی ہے خدا کا شکر و احسان ہے کہ میں آج آپ کے سامنے آزاد اور خود مختار افغانستان کے خادم کی حیثیت سے تقریر کرنے کھڑا ہوں، بھائیو! آزادی ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اگر کوئی اس حق کو چھیننا چاہتا ہے تو وہ غاصب ہے۔ ہر انسان کو اپنے دل میں جذبہ حریت پیدا کرنا چاہئے اور جذبہ حریت کے ساتھ ہی جذبہ مساوات پسندی بھی۔ وہ وقت گذر گیا جب رؤسائے قبائل فرمان روایان ملک اور امراء شہر اپنے آپ کو نائب خدا سمجھتے تھے۔ اور ضعیفوں اور غریبوں پر ظلم کرتے تھے۔ اب زمانہ مساوات پسندی کا ہے۔ کاش آپ کے دلوں میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ صفحۂ دنیا پر کوئی شخص بھی آپ سے بڑا اور اعلیٰ نہیں ہے۔ اکثر اشخاص مجھکو بادشاہ کہتے ہیں۔ لیکن خدا شاہد ہے میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں ایک حقیر انسان ہوں یہ ملک و ملت کا فقط ایک خادم ہوں۔ میری نظر میں وزیر اعظم اور ایک غریب مزدور مساوی الرتبہ ہیں۔ اور میرے نزدیک ایک حاکم اعلیٰ اور ایک دہقان ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ دونوں میں کوئی تفاوت نہیں +

عزیزان من! میرا ڈرائیور ایک ہندوستانی شخص ہے شروع میں جس وقت یہ میرے پاس آیا تھا تو ہاتھ باندھکر میری ہر بات کا جواب دیتا تھا۔ اور میرے پاس آتا ہوا ڈرتا اور لرزتا تھا۔ میں نے اسکی پست ذہنیت پر افسوس کیا اُس سے کہا کہ تو میرا بھائی ہے مجھ میں اور تجھ میں کوئی تفاوت نہیں۔ آئندہ ہاتھ جوڑ کر میری بات کا جواب نہ دینا۔ اسنے غور کیا میری نصیحت کو سنا اور صحیح نتیجہ پر پہونچا۔ اب یہ اپنے آپ کو میرے جیسے ایک انسان سمجھتا ہے۔ میں نے اس سے بار بار کہا ہے کہ ہر ایک شخص کے صرف فرائض میں فرق ہے ورنہ بحیثیت انسان کے سب برابر ہیں۔ امان اللہ اور اسکے موٹر ڈرائیور میں سر مو تفاوت نہیں۔ میرے دوستو! جہاں تک ممکن ہو اپنے دل و دماغ کو مضبوط بناؤ اور عزم و یقین کی قوت سے

کام ہو۔ حق تعالیٰ کا کرم نہایت وسیع ہے۔ جو شخص عزم و عمل سے کام لیگا کامیاب ہوگا۔

ملت افغانیہ کی خدمتگذاری کی عنان سنبھالنے سے کئی سال پیشتر جب کہ میری عمر چھوٹی تھی۔ میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ میں ایک عالیشان عمارت کے قریب ایک سرسبز و شاداب زمین پر کھڑا ہوا ہوں۔ اور ایک بزرگ ایک صندوق میرے کندھوں پر رکھنا چاہتے ہیں میں نے اس کے اٹھانے سے نہ صرف انکار ہی کیا بلکہ اس مقدس ہستی سے دُور جا کھڑا ہوا۔ اس بزرگ نے کئی دفعہ تقاضا کیا کہ اس صندوق کو اپنے کاندھوں پر اٹھالو۔ لیکن میں انکار پر انکار کرتا چلا گیا۔ اس بحث و گفتگو کے دوران میں میرے ایک ہندوستانی استاد وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے میری طرف بہ نظر غائر دیکھکر مجھے اپنے پاس بلایا اور بتاکید کہا کہ تم درود شریف پڑھ کر اس صندوق کو اپنے کاندھوں پر اٹھالو۔ ان کی بات کا مجھپر بہت اثر ہوا اور میں نے حسب الارشاد درود شریف پڑھکر اس صندوق کو اٹھالیا۔ اور دور تک لیگیا اس خواب کی صحیح تعبیر اگرچہ میں اس وقت نہ سمجھ سکا لیکن پھر بھی میں نے جو کچھ اندازہ کیا۔ اس کی وجہ سے میرے دل میں ایک غیر معمولی عزم و استقلال پیدا ہوگیا۔ اور اسدن سے میرے دل میں قدرتی طور پر دلیری اور عزم بالجزم اور خدمت ملت کی ایک مضبوط بنیاد قائم ہوگئی۔ غرض میں یہ کہتا ہوں کہ عزم یقین ہی میں وہ طاقت مضمر ہے جو ہر مشکل سے مشکل بات کو آسان کر دیا کرتی ہے ؎

سنہ ۱۹۱۹ء کے ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ میری تخت نشینی درحقیقت مشیت الٰہی کا کرشمہ ہے۔ بظاہر کوئی صورت ایسی نہ تھی کہ ملت افغانیہ کی خدمت گذاری کا تاج اپنے سر پر رکھہ سکتا۔ میرا باپ جلال آباد میں شہید کر دیا گیا تھا۔ ارکان سلطنت اور میرے تمام رفقا تمام کے تمام مجھسے دور جلال آباد میں پڑے تھے۔ نامساعدت زمانہ کا یہ عالم تھا کہ اس کی مثال تلاش سے ہی دستیاب ہوگی۔ دنیائے اسباب میں میرے لئے کوئی سہارا نہ تھا۔ کابل میں تنہا تھا۔ اور میرا معین و مددگار خدائے واحد القہار تھا۔ پھر یہ کرشمہ کیسے

وقت میرے بڑے بھائی عنایت اللہ خاں اور ان سے چھوٹے لیکن مجھ سے بڑے حیات اللہ خاں موجود تھے۔ لیکن پھر بھی قدرت نے میرا ہی انتخاب کیا اور مجھے ملتِ افغانیہ اور ملتِ اسلامیہ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت میرے سچے خواب کی صحیح تعبیر مجھے معلوم ہوئی۔ تخت نشین ہونے کے بعد ہی ایک ہی علاقہ کی بغاوت کی خبر میرے کان میں آئی اور میں نے اس طرف توجہ کی۔ خدا کی شان ہے کہ میرے ترغیب دینے سے پہلے ہی رعایا نے باغیوں کو گرفتار کرکے میرے پاس کابل بھیج دیا۔ غزنی میں جو بغاوت کا فتنہ برپا ہوا وہ بھی قدرت الٰہی سے فرو ہو گیا۔ اور غزنی کی رعایا نے باغی حاکم کو پابجولاں میرے دربار میں بھیج دیا۔ غرض باری تعالیٰ کے فضل و احسان سے سب کام حسب منشاء پورے ہو گئے +

جب ذرا اطمینان حاصل ہوا تو غور و فکر کرنے کے بعد میں نے افغانستان کے استقلال اور افغانستان کی آزادی کے مسئلے کو نمائندگانِ ملک کے سامنے پیش کیا۔ میں نے اپنے اہل وطن اور اپنے وفادار اعیان دولت سے صاف لفظوں میں کہا کہ جب تم نے افغانستان کی فرمانروائی یا ملت افغانیہ کی خدمت کا بار میرے ہی کندھوں پر رکھا ہے۔ تو میں اس حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ میری دلی آرزو یہ ہے کہ افغانستان اغیار کے اثر و اقتدار اور تمام پابندیوں سے آزاد ہو جائے۔ اس موقع پر سپہ سالار افواج افغانیہ نے فوج کی ابتری اور اسباب اسلحہ کی عدم موجودگی کی داستان سنا کر مجھے اپنے خیال سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی لیکن میں نے قوم کے جذبات پر گہری نظر ڈال کر مضبوطی کے ساتھ چند ضروری امداد پورے کئے اور اعلان استقلال کے عزم پر ایک مضبوط چٹان کی طرح جما رہا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں مجھے اس بارے میں تو شک تھا کہ میں امان اللہ ہوں یا نہیں، لیکن خدا شاہد ہے حصول استقلال کے متعلق مجھے شک نہ تھا۔ چنانچہ میں عزم بالجزم کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور میں نے انگریزی سفیر کو بلا کر اعلان کر دیا کہ افغانستان آج سے آزاد اور خود مختار ہے +

اس کے بعد حالات سے مجبور ہو کر ہمیں تلوار نکالنی پڑی۔ اور میدان جنگ میں کو دنا پڑا۔ پھر دنیا

نے دیکھ لیا کہ کس طرح خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں استقلال اور آزادی کی نعمت عطا فرمائی
پس میں یقین کرتا ہوں کہ جس قوم کے سینے میں آزادی کے صحیح جذبات موجود ہیں وہ یقیناً
ایک نہ ایک دن بلا ئے مقصود سے ہمکنار ہوگی۔ اور اس کی ایک زندہ مثال ملت
افغانیہ ہے ؎

میں اس موقعہ پر اس حقیقت کا اظہار ہی مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے اقوام مشرق سے دلی ہمدردی
ہے۔ اسلئے میں مشرق کو یہ پیام دینا چاہتا ہوں کہ وہ بھی اگر منزل مقصود پہونچنا چاہتا ہے تو امان
اللہ کی طرح عزم بالجزم کر کے صحیح راستہ اختیار کرے۔ میں یقین کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ
آزادی ہر شخص کا پیدائشی حق ہے اور مسلمان تو کبھی محکوم ہو ہی نہیں سکتا۔ (منقول از الجمعیتہ)

اس معرکۃ الآرا خطبہ سے اعلیٰ حضرت شاہ امان اللہ خاں کی حریت پروری، وطن پرستی اور
مساوات پسندی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور ان کے لطیف جذبات وافکار کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے
اب ہم اعلیحضرت کے طرز فرماں روائی پر روشنی ڈالتے ہیں ؎

طرز حکمرانی اعلیٰ حضرت غازی مشرق کا طرز حکمرانی و فرمانروائی بلاشک وشبہ سب سے نرالا ہے
اعلیٰ حضرت نے سلطنت کے تمام کاموں اور تمام معاملات کو سات محکموں پر تقسیم کر دیا ہے۔
(۱) محکمۂ جنگ۔ (۲) محکمہ امور خارجیہ (۳) محکمہ داخلیہ (۴) محکمۂ مالیات (۵) محکمہ عدل وانصاف
(۶) محکمہ امور عامہ (۷) محکمۂ تجارت ؎

اعلیٰ حضرت نے ان ساتوں محکموں کے لئے ہفتے کے سات دن مقرر فرمائے ہیں، مقررہ
ایام میں اعلیٰ حضرت چند گھنٹوں میں اس محکمہ کے وزیر کے ساتھ صلاح ومشورہ کرنے اور ان کو
ہدایات دینے میں صرف کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے یہ دستور بھی مقرر فرما دیا ہے کہ حضور انور نماز
جمعہ کے بعد عامۃ المسلمین کے روبرو تقریر فرماتے ہیں اور لوگوں کو مذہبی، ملکی، اقتصادی، اور
معاشرتی امور کے متعلق مشورے دیتے ہیں ؎

احکام دین کی پابندی اعلیحضرت عقائد واعمال کے اعتبار سے نہایت پکے مسلمان ہیں۔

صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ زہد و اتقا کے شائق۔ اور نہایت خدا ترس اور خوش معاملہ ہیں روشن خیال۔ علمار و صلحا کی قدر کرتے ہیں اور جھوٹے مکار مولویوں اور صوفیوں سے سخت متنفر اور بیزار ہیں۔ زینت آرا سریر حکومت ہونیکے بعد سے خوشامدی مولویوں اور مکار صوفیوں نے باریاب ہونیکی سعی کی لیکن اعلیٰ حضرت نے صاف انکار کر دیا۔ ہمارے محترم دوست علامہ غلام حیدر خاں صاحب افغانی کا بیان ہے کہ افغانستان میں پابندی صوم و صلوٰۃ کا اہتمام دوسرے ملکوں کی نسبت زیادہ ہے۔ اعلیٰ حضرت خود بھی احکام دین کے پابند ہیں۔ اور اپنے رفقار و احباب کو بھی مذہبی احکام کی پابندی کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔ افغانی وزار کے دفاتر اور فوجی افسران کے مراکز" ارک شاہی" کے اندر واقع ہیں۔ جونہی نماز کا وقت آتا ہے حضرت خود ہی سب کام چھوڑ کر مسجد میں تشریف لیجاتے ہیں۔ اور سب وزرار و حکام کو بھی تاکید کرتے ہیں کہ سب کام چھوڑ کر اپنے خالق و مالک کے حضور میں سر جھکاؤ۔

"ارک شاہی" میں نہایت خوب صورت اور نہایت شاندار مسجد بنی ہوئی ہے۔ نماز کے وقت تمام اہل کار اور ملازم مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور نہایت شاندار جماعت ہوتی ہے۔ عام اسلامی مملکتوں کے دستور کے مطابق افغانستان کے دفاتر میں بھی جمعہ کے دن تعطیل ہوا کرتی تھی۔ لیکن ایک دن صدر الصدور امور مذہبی نے اعلیٰ حضرت سے شکایت کی کہ جمعہ کی تعطیل سے ناجائز فائدہ اٹھا کر بعض اہل کار اور ملازم نماز جمعہ میں شامل نہیں ہوتے یہ رپورٹ ملاحظہ فرما کر اعلیٰ حضرت نے فوراً حکم جاری کیا کہ آئندہ سے جمعہ کی بجائے جمعرات کی تعطیل ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمعہ کے دن تمام ملازم، وزرار امرار اہل کار اور افسران فوج اور حکام یکجا جمع ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ اور وہ منظر دیکھکر بے اختیار اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تمجید اور اعلیحضرت کے لئے ترقی اقبال کی دعا زبانوں سے نکلتی ہے۔

غربا نوازی اعلیحضرت غربا و مساکین کے حال پر خاص توجہ فرماتے ہیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بھیس بدل کر غریبوں کے محلوں میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور ان کے حالات سے

واقفیت حاصل کرکے ان کی ضروریات و احتیاجات کو پورا کرتے ہیں اور اُن کو فائدہ پہونچاتے ہیں۔ مذکورۂ بالا صفاتِ محمودہ اور اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے افغانستان کے تمام باشندے اعلیٰ حضرت سے بہت ہی عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ اور ان کی ترقی و اقبال کے لئے دعا کرتے ہیں۔ حق تبارک و تعالیٰ بطفیل سید الانام صلے اللہ علیہ وسلم اعلیٰ حضرت غازی مشرق کو بیش از بیش عروج و کمال عطا فرمائے:- آمین

عُلیا حضرت ملکہ افغانستان کے حالات

اس امر سے شاید بہت کم اشخاص واقف ہوں گے کہ علیا حضرت ملکۂ افغانستان سولڈ شام" ہے اور وہ افغانستان سے وطنی تعلق نہیں رکھتی ہیں ؛

"ثریا بانو" ۲۴ اپریل ۱۸۹۹ء کو ارض شام میں پیدا ہوئیں۔ اور آپ کے بچپن، اور بلوغ کا زمانہ وہیں گذرا اور وہیں آپ نے تعلیم حاصل کی ؛

علیاحضرت شاہ خانم کی صورت وشباہت نہایت دلکش ہے۔ قدرت نے آپ کو حسن و جمال کی نعمت فیاضی سے عطا کی ہے۔ قامت میانہ، جسم بھرا ہوا۔ رنگ سرخ و سفید۔ آنکھیں بڑی بڑی۔ کتابی چہرہ، سیاہ بال۔ غرض ہر چیز قابل تعریف ہے۔ علیاحضرت کے والد ماجد علامہ محمود طرزی افغانی النسل ہیں اور نہایت جید فاضل ہیں۔ بعض سیاسی مصلحتوں کی بنا پر انہوں نے شام میں بود و باش اختیار کی اور وہیں شادی کی۔ علیا حضرت کی والدہ خالص شامی النسل ہیں علیاحضرت کی مادری زبان عربی ہے۔ لیکن آپ کے والد چونکہ افغانی النسل ہیں اور ان ہی کی نگرانی میں تعلیم و تربیت حاصل کی ہے۔ اس لئے آپ کو فارسی اور پشتو میں بھی مہارت خصوصی ہے۔ اس کے علاوہ آپ فرانسیسی زبان بھی جانتی ہیں۔ حق تعالےٰ نے شاہ خانم کو جس طرح حسن و جمال کی نعمت فیاضی کے ساتھ عطا فرمائی ہے اسی

طرح عقل و فہم، ذہانت، وذکاوت اور تحریر و تقریر کی استعداد و قابلیت بہی بدرجہ اتم واکمل عطا فرمائی ہے۔ ان محاسن کے باوجود علیا حضرت نہایت وسیع الخلق، انکسار پسند اور ہمدرد ملت ہیں +

۱۹۱۹ء میں جب افغانستان وانگلستان کے مابین جنگ ہوئی اور افغانستان کو حصول آزادی کے لیے میدان میں آنا پڑا تو علیا حضرت نے نہایت استعجاب انگیز کارنامے انجام دیئے۔ آپ دوران جنگ میں بنفس نفیس افغانی فوجوں کی چھاؤنیوں میں تشریف لے جاتی تہیں۔ اور افغانی سپاہیوں کے دلوں کو شجاعت اور استقلال کے جذبات سے معمور کر دیتی تھیں۔ دوران جنگ میں اعلیٰ حضرت شاہ غازی نے عہد کیا تہا کہ جب تک افغانستان آزاد اور خود مختار نہ ہو جائے گا اور انگلستان کے اقتدار سے نجات حاصل نہیں ہو جائیگی۔ میں بستر پر نہ سوؤنگا۔ اور نہایت سادہ غذا کہاؤں گا۔ علیا حضرت نے بھی اس موقع پر اپنے جوان بخت تاجدار شوہر کے ساتھ نہایت سادہ زندگی بسر کی۔ اور وہی غذا تناول فرمائی جو عام سپاہی کہاتے ہیں اس کے جذبۂ حب وطن، جرات وہمت اور صبر و استقلال کا فی اندازہ ہو سکتا ہے

افغانستان کا ہر فرد وبشر علیا حضرت کے اخلاق فاضلہ اور کریمانہ برتاؤ کی وجہ سے ان کے نام پر جان دیتا ہے اور ان کی ترقی عمر کے لیے بارگاہ قدس میں دست بدعا ہے +

علیا حضرت نے طبقۂ نسواں کی تعلیم و ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے افغانستان میں جو عظیم الشان سعی و کوشش کی ہے وہ لائق صد تحسین و آفرین ہے۔ امید ہے کہ یورپ کا سفر کرنے کے بعد علیا حضرت اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر طبقۂ نسواں کی اصلاح و تعلیم سعی بلیغ فرمائیں گی +

ہز امپیریل مجسٹی ملکہ ثریا فرانسیسی لباس میں

فہرست مضامین سفرنامہ شاہ افغانستان خلداللہ سلطنتہ ✤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان خلد اللہ ملکہٗ کی سیاحت یورپ

عزم سفر

۱۶- نومبر ۱۹۲۶ء کو اعلیحضرت شاہ امان اللہ خاں "خلد اللہ ملکہٗ" نے بعض اراکین مملکت سے مشورہ کرنے کے بعد "سیاحت یورپ" کا عزم فرمایا۔ اور ۱۷- نومبر ۱۹۲۶ء کو مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا:-

سفر یورپ کے متعلق اعلیحضرت کا فرمان

میں سب سے پہلے حق تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھ کو خادم ملت اور خادم وطن ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ اس کے بعد میں اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہوئے مسرت محسوس کرتا ہوں کہ خدائے قدوس کی تائید اور عزیزان وطن کی مساعدت اور اس خادم وطن "امان اللہ" کی حقیر مساعی سے "افغانستان" کو اطمینان و سکون اور عروج و کمال حاصل ہوا:-

الحمد للہ کہ افغانستان نے اپنے استقلال کے سائے میں موجودہ متمدن دنیا کی تازہ اجتماعی حیات حاصل کر لی ہے اور آج اُس کا شمار دنیا کی زندہ قوموں میں ہو رہا ہے:-

یہ "حیات" جس کی آرزو قوم کے ہر فرد کو ہوتی ہے اس بات کی مقتضی ہے کہ ہم دنیائے موجودہ کی تمدنی ترقیات سے واقف ہو کر ترقی و خوشحالی کی راہ پر روز بروز بڑھتے چلے جائیں۔ اور اپنے عزائم میں جمود و سکون پیدا نہ ہونے دیں۔

"دورِ استقلال" کے اِن آٹھ سالوں میں جو کچھ معلومات ہمارے ذہن میں تھیں ان کو معرضِ شہود میں لانے کے متعلق ہم نے کوتاہی اختیار نہیں کی۔ اور مفید ترین آئین و قوانین نافذ کئے۔ میں نے خود سلطنت کے اکثر حصوں کا دورہ کیا اور نافذ شدہ قوانین کے نتائج و اثرات کو بنظر غائر دیکھا۔ الحمد اللہ کہ میں نہایت مطمئن ہوں :۔

ترقی کے میدان میں ایک اور قدم

حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے ارادہ کیا ہے کہ یورپ کا سفر اختیار کیا جائے۔ اور وہاں کے آئین و قوانین اور طرقِ اصلاح و تنظیم اور وہاں کی صنعت و حرفت اور ساری ترقیوں کے متعلق عینی معلومات حاصل کی جائیں جو چیزیں ہمارے ہاں نہیں ہیں۔ اور جن کی ہمیں حاجت ہے چاہے وہ نظریات و معلومات ہوں یا "آلات و ادویات" بقدر امکان اور بقدر استطاعت حاصل کی جائیں۔ اور حسب ضرورت اپنے وطن میں ان کو رواج دیا جائے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا یہ سفر بہت سی کامیابیوں کا حامل ہوگا۔

یہ سفر کچھ لائق استعجاب نہیں ہے۔ اکثر بادشاہوں نے جنہیں اپنی سلطنت اور اپنی قوم کی ترقی کی فکر تھی۔ داخلی اصلاحات کے بعد ممالک خارجہ کا سفر کر کے وہاں کے حالات اور وہاں کی تمدنی ترقیات پر تبصرہ کیا ہے اور مفید تجربے حاصل کئے ہیں۔ ان ہی خیالات و محسوسات کے ماتحت میں نے "یورپ کی سیاحت" کا

ارادہ کیا ہے۔ یورپ کی سلطنتوں کو جب ہمارے ارادے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ہمارے سیاسی تعلقات کو مدنظر رکھکر سرکاری طور پر ہمیں اپنے ملک میں آنے کی دعوت دی۔

سفر کی غرض و غایت

اگرچہ میں نے مقصدِ سیاحت کو اجمالاً بیان کر دیا ہے۔ لیکن ممکن ہے بعض اشخاص کو سمجھنے میں دشواری محسوس ہو اس لئے میں واضح طور پر اپنے سفر کی غرض و غایت کو ظاہر کر دینا چاہتا ہوں:۔

میں دو مقصد لیکر یورپ جانا چاہتا ہوں۔ پہلا مقصد یہ ہے کہ یورپ کی بہترین اور مفید چیزیں اپنے وطن میں رائج کروں۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ یورپ کو بتاؤں کہ "افغانستان" بھی خدا کی وسیع زمین میں ایک ملک ہے اور کرۂ ارض کے نقشہ میں موجود ہے۔ ان تصریحات کے ساتھ ہی میں اس بات کو بھی ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ یورپ میں کئی چیزیں ایسی ہیں جن کی ہمیں کوئی طلب نہیں اور جن سے ہم کو قطعاً دلچسپی نہیں۔ لیکن پھر بھی ہمیں یورپ جا کر بہت کچھ سیکھنا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ جس چیز کو میں پسند کروں گا وہ میری سلطنت میں رائج ہو جائے گی۔ میں ترقی کا خواہشمند ہوں اور ترقی کے ہر راستے کو غور و فکر کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ یورپ کے اسباب ترقی و عروج کو بچشمِ خود دیکھوں اور جو امور کہ فی الاصل مفید ہیں۔ ان کو اپنے ملک میں رائج کروں۔ اس کے سوا کوئی اور غایتِ سفر نہیں ہے میں بارگاہِ قدس میں دست بدعا ہوں کہ وہ مجھے کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

اہم اور ضروری ہدایات

ایسے زمانہ میں جبکہ میں یورپ جا رہا ہوں۔ میرے وفادار ارکان سلطنت کا یہ اہم فرض ہے کہ وہ انتہائی فرض شناسی اور مستعدی کے ساتھ اپنے علاقے کی حکومت کے انتظام کی طرف متوجہ ہیں۔ اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر حکومت کے تمام کاموں کو باحسن وجوہ انجام دیں۔ اور ایک لمحے کے لئے بھی اپنے فرائض سے غفلت اختیار نہ کریں۔ میری خواہش ہے کہ میری سیاحت کے زمانہ میں میری پیاری رعایا کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اور بدرجہ کامل امن و سکون قائم رہے۔ حکام کو لازم کہ اعلیٰ حکومت کے تمام احکام کی ہوشیاری اور دیانتداری کے ساتھ تعمیل کریں۔ اور قوم کے امن و آسایش کے قیام کا ہر لحہ خیال رکھیں۔ اور ہر وقت عدل و انصاف کو پیش نظر رکھیں۔ تاکہ کسی پر ایک ذرے کے برابر بھی ظلم نہ ہونے پائے۔ اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

اعلیٰ افسروں کو چاہئے کہ وہ زبردست حکام کے کاموں کی نگرانی کریں۔ اور اگر ذرا بھی اُن کو اپنے فرائض سے غافل پائیں تو فوراً تنبیہ و تہدید کریں۔ اور ان کو ان کے فرائض کی جانب متوجہ رہنے کی تاکید کریں۔

میرے زمانہ سیاحت میں سلطنت کے تمام امور "مجلس وزراء" کے اختیارات سے حل اور فیصل ہونگے۔ میرے اختتام سفر اور مراجعت یعنی کابل واپس آنے تک میری وکالت "سردار اعلیٰ" محمد ولی خاں وزیر حربیہ کریں گے۔ اور جن امور کا تعلق میری ذات سے ہے۔ ان کو بھی سردار موصوف انجام دیں گے۔ پس ہر مجلس اور ہر محکمے کے ذمہ دار ارکان کا فرض ہے کہ وہ میری عدم موجودگی میں وکیل مشارٌ الیہ کی طرف رجوع کریں۔ اور اپنے اپنے فرایض کو ہوشیاری کے

ساتھ انجام دیں۔

"کابل سے میری روانگی ۲۔ دسمبر ۱۹۲۷ء کو بوقت دس بجے عمل میں آئے گی۔ سفر کا راستہ کابل، قندھار، چمن، کراچی، بمبئی، عدن، پورٹ سعید، اور مصر مقرر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد وقت کے اقتضار کے موافق یورپ کے ممالک میں سفر کرنے کا پروگرام مرتب ہو جائے گا۔

(دستخط) اعلیٰحضرت غازی امان اللہ خان خلد اللہ ملکہٗ[۱]

کابل سے روانگی کا اثر انداز نظارہ

اعلیحضرت جلالت الملک شاہ امان اللہ خان ۱۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کو سیاحت یورپ کے لئے کابل سے "بسواری موٹر" روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت شاہی موٹر کے گردو پیش ہزاروں آدمیوں کا ہجوم تھا۔ اور ہر شخص فرطِ محبت میں بیتابانہ جوش کے ساتھ اپنے محبوب راعی کی قدمبوسی حاصل کرنا چاہتا تھا:۔

اعلیٰ حضرت آسمانی رنگت کے لباس میں ایک شاندار پیکرِ حسن و جلال نظر آرہے تھے۔ سر پر خوبصورت سیاہ ٹوپی تھی جس پر سفید طرۂ شاہانہ عجیب بہار دے رہا تھا۔ ہمراہی بھی نہایت خوبصورت لباس میں ملبوس تھے۔ علیا حضرت ملکۂ معظمہ نہایت عمدہ لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھیں۔ ہمراہیوں میں سردار اعلیٰ غلام صدیق خاں وزیر امور خارجہ اور سردار اعلیٰ شیر احمد خاں رئیس مجلس شوریٰ اور سردار اعلیٰ علی احمد خاں گورنر کابل اور فیلڈ مارشل عبدالرحمٰن خان اور سردار امین خان دکن وزارت خارجیہ اور ڈاکٹر رفقی بک شاہی سرجن اور کپتان نواب خان طرزی اور کرنل غلام دستگیر خان اور کرنل محمد عمر خان

[۱] یہ فرمان جلال آباد کے مشہور اخبار اتحاد مشرق سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

چیف آف دی جنرل سٹاف اور سردار احمد خان صدر جمعیتہ مملکت، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

شاہی موٹر کی تزئین و آرائش میں ایک خاص حسن و جمال پیدا کیا گیا تھا۔ چاروں طرف پھولوں کے ہار لٹکے ہوئے تھے اور داہنی طرف "شاہی نشان" لگا ہوا تھا۔ جب روانگی کا وقت قریب آیا اور اعلیٰ حضرت نے موٹر میں قدم رکھا تو ایک عظیم الشان ہجوم نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْب کا نعرہ بلند کیا۔ اور شاہی بینڈ نے ایک افغانی قومی گیت گایا۔ اور تمام ارکینِ سلطنت اور زعمائے ملت نے خلوص و محبت کے ساتھ "اَمَانُ اللّٰہِ فِیْ اَمَانِ اللّٰہ" (اعلیحضرت امان اللہ خاں کی امان میں) کہا۔ اور بعض نے یہ شعر پڑھا ؎

بسفر رفتنت مبارکباد　　به سلامت روی و باز آئی

اعلیحضرت کابل سے روانہ ہو کر قندھار پہنچے اور وہاں شاہی کیمپ میں تین دن قیام فرمایا۔ پھر ۱۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کو ۱۰ بجکر ۵۴ منٹ پر سرحد کو عبور کیا۔ سرحد کو عبور فرماتے وقت ۱۰۱ توپوں کی شاہی سلامی دی گئی۔ اور سرحد سے چمن ریلوے سٹیشن تک تمام راستے میں صف بستہ فوج نے شاندار خیر مقدم کیا۔ اور شاہی ہوائی بیڑے کے تین دستوں نے مشائعت کی:۔

سرزمین ہند میں تاجدار افغانستان کا ورود مسعود

۱۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کو اعلیٰ حضرت شاہ و علیا حضرت شاہ بیگم افغانستان نے چمن میں نزول اجلال فرمایا۔ چمن میں آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل اور چیف کمشنر بلوچستان اور جنرل افسر کمانڈنگ انچیف اور دیگر معزز اراکین حکومت اعلیحضرت کے استقبال کو موجود تھے۔ شاہی توپخانہ نے ۱۰۱ توپوں کی سلامی اُتاری:۔

بعد ازاں اعلیٰحضرت ۱۱ بجکر ۱۵ منٹ پر شاہی سپیشل میں سوار ہوئے۔ سپیشل کی نگہبانی کے لئے ۹ ہوائی جہاز مقرر تھے۔ جو برابر پرواز کر رہے تھے، شاہی ٹرین ۴ بجکر ۲۶ منٹ پر کوئٹہ پہنچی۔ پلیٹ فارم پر لوگوں کا بہت ہجوم تھا۔ اور اسٹیشن کو جھنڈیوں سے خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ اس موقع پر بھی گاڑی سے اُترتے ہی شاہی توپخانے نے ۳۱ توپوں کی سلامی اتاری۔ اعلیٰحضرت ایک سُرخ موٹرکار میں سوار ہوئے۔ خاکی وردی زیب تن فرما رکھی تھی۔ ملکہ معظمہ مصاحبات کے دوسری موٹر میں سوار ہوئیں۔ جو سیاہ لباس میں ملبوس تھیں اور سر سے پیر تک برقعہ میں تھیں جس وقت شاہی موٹر کیمپ کی طرف روانہ ہوئی تو ایک عظیم الشان ہجوم نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ اور فوجی باجے نے افغانستان کا قومی ترانہ گایا۔ اور فضائے آسمانی میں ہوائی جہازوں نے عجیب انداز سے سلامی دی۔ روانگی کے وقت اعلیٰحضرت نے ہجوم کی طرف متوجہ ہو کر سلام کیا اور دعائیہ جملے ارشاد فرمائے۔ پھر کیمپ میں پہنچکر کھانا تناول فرمایا۔ چند ساعتوں کے بعد آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل نے حاضر ہو کر شرف باریابی حاصل کیا۔ اور ہز میجسٹی شاہ جارج پنجم اور ہز اکسلنسی وائسرائے کے پیغامات خیر مقدم پڑھ کر سنائے۔

ہز میجسٹی شاہ جارج پنجم کا پیغام ہز میجسٹی امان اللہ خان کے نام

میں خلوص اور محبت کیساتھ اپنی اور اپنی رعایا کی طرف سے اپنی مملکت میں آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ کے سفر کے لئے دعا کرتا ہوں۔ میں ہز میجسٹی کا اپنے (دارالحکومت لندن) میں خیر مقدم کرنے کی مسرت حاصل کرنیکا متمنی ہوں اور اسکا یقین کرتا ہوں کہ یہ تشریف آوری ہمارے دونوں ممالک کے آئندہ تعلقات کیلئے خوشگوار ترین نتائج پیدا کرنے کا باعث ہوگی۔ "جارج"

وائسرائے کا پیغام

میں اعلیحضرت کے سرزمین ہند پر قدم رنجہ فرمانے پر اپنی اور باشندگان ہند کی جانب سے پُرتپاک خیر مقدم عرض کرتا ہوں۔ اور یقین کرتا ہوں کہ اس ملک کی یہ مختصر سی تشریف آوری ایک قابل یادگار سیاحت کے لئے پیش خیمہ ثابت ہو گی۔

"ارون"

۞ ۞ ۞

"کوئٹہ" میں چند گھنٹے قیام کرنے کے بعد اعلیحضرت شاہی اسپیشل میں سوار ہوکر کراچی روانہ ہوئے۔ اور راستہ کے پُرلطف مناظر کو دیکھکر بہت محفوظ ہوئے۔ ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو ۲ بجکر ۳ منٹ پر اعلیحضرت نے کراچی کنٹونمنٹ اسٹیشن پر نزولِ اجلال فرمایا۔ اسٹیشن پر چیف کمشنر سندھ اور دیگر معززارکان استقبال کے لئے موجود تھے۔ پلیٹ فارم پر لوگوں کا بہت ہجوم تھا جس وقت ملک معظم گاڑی سے برآمد ہوئے تو توپوں کی شاہی سلامی دی گئی۔ فوجی باجے نے خیر مقدم کا ایک ترانہ گایا۔ اعلیحضرت نے حاضرین کو سلام کیا۔ اور ایک خوبصورت موٹر میں بیٹھ کر شاہی کیمپ میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر استراحت فرمانے کے بعد سہ پہر کو اعلیحضرت ایک گارڈن پارٹی میں شریک ہوئے جو باشندگان کراچی کی جانب سے دی گئی تھی۔ اس موقع پر اعلیحضرت کی خدمت میں سندھی مسلمانوں ہندوؤں، پارسیوں اور سکھوں کی طرف سے متعدد سپاسنامے اور عقیدت نامے پیش کئے گئے جنمیں سے ایک عقیدت نامہ کا مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

یہ "سپاسنامہ" محمڈن ایسوسی ایشن جمعیتہ افاغنہ، جمعیتہ خلافتہ صوبہ سندھ اور تمام مسلم جماعتوں اور انجمنوں کی طرف سے پیش کیا گیا تھا۔ اس کے ایک ایک

حرف کو اعلیحضرت نے نہایت غور و فکر کے ساتھ سُنا اور بہت پسند فرمایا۔ وہ یہ تھا:۔

اعلیحضرۃ شاہ غازی امان اللہ خان کی خدمتمیں

مسلمانان سندھ کی جانب سے سپاسنامہ

درخدمت رفعت منزلت اعلیحضرت پادشاہ اسلام ہز میجسٹی غازی امان اللہ خان تاجدار افغانستان

حضور والا! ہم صوبۂ سندھ کے تمام مسلمان (جن میں محمڈن ایسوسی ایشن جمعیتہ افاغنہ، اور جمعیتہ خلافت کے ارکان بھی شامل ہیں) کامل اخلاص و عقیدت کے ساتھ اعلیحضرت کے عزم یورپ اور سرزمین کراچی میں نزول اجلال فرمانے پر ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے اور مرحبا کہتے ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں نہایت خلوص کے ساتھ دست بدعا ہیں کہ وہ قادر ذوالجلال اعلیحضرت کی ذات قدسی صفات کو ملت اسلامیہ کیلئے بے پایاں برکات اور بے پایاں ترقیات کا موجب بنائے اور اعلیحضرت کے عزم سیاحت کو بصد کامرانی پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین۔

بہ سفر رفتنت مبارکباد   بہ سلامت روی و باز آئی

حضور اقدس! آج ہم اہل سندھ ایک حریت پرور اسلامی تاجدار کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ یہ ہمارے لئے ایک سعادت عظمیٰ ہے اور باعث مسرت ہے عالی منزلت! ہم انتہائی صدق و اخلاص کیساتھ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ حضور کی ذات گرامی میں ایسی درخشاں خصوصیات اور قابل قدر صفات موجود ہیں جو یقیناً مستقبل قریب میں ملت اسلامیہ کی ظفر و کامرانی کا باعث ہونگی اور تمام اہل بصیرت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضور کی وجود میں ایک ایسی قوت موجود ہے جو ملت افغانیہ کی غیر محدود ترقی کی حامل اور کفیل ہے۔ اور اعلیحضرت

اسی قوت کی وجہ سے ملت افغانیہ کی ضروریات واحتیاجات کو محسوس ومعلوم کرکے ان کی ترقی وفلاح کے لئے ساعی ہیں۔ حضور کی یہ ملت پروری مایۂ صد ناز اور لائق مبارکباد ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ حضور کی عالی دماغی اور بیدار مغزی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ملتِ افغانیہ حیرت انگیز طریق پر ترقی وعروج کے مدارج طے کر رہی ہے۔ اور یہ حضور کے عزم واستقلال ہی کا صدقہ ہے کہ آج متمدن اقوام عالم میں ملتِ افغانیہ کو ایک وقیع اور ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ اللھم زد فزد

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضور والا! ہمیں اس حقیقت کے اظہار کی بھی اجازت دیجئے کہ حضور کو جس طرح آزادی وحریت اور عدل ومساوات کی تحریکیں محبوب ہیں اسی طرح ہم کو بھی محبوب ہیں۔ اور ہم ان حقائق کو معلوم کرکے بیحد مسرور ہیں کہ حضور کی سرپرستی میں افغانستان کی تمام رعایا امن وسکون واخلاص ومحبت کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے۔ اور افغانستان کے تمام مختلف المذہب باشندے یعنی مسلمان، ہندو، سکھ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور غمگسار ہیں۔ یہ محض حضور کی عدل پروری اور مساوات نوازی کا صدقہ ہے۔ ہم اس مربیانہ شفقت کا احترام کرتے ہیں۔ جو حضور اپنی رعیت کے مختلف فرقوں پر بلا فرق وامتیاز فرماتے ہیں۔ اور بالیقین آئیں فرمانروائی کی یہ ایک ممتاز ترین خصوصیت ہے۔ جس سے حضور کی ذات گرامی متصف ہے۔ آخر میں ہم سب صدق واخلاص کے ساتھ ملتِ افغانیہ کے عروج وکمال پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ اور بارگاہ قدس میں دست بدعا ہیں کہ وہ رب جلیل، اپنے صالح بندوں کے طفیل سے ملت افغانیہ کو بیش از بیش ترقی عطا فرمائے اور علیحضرت کی عزت وحیات میں برکت عطا کرے۔

"زندہ باد" اعلیحضرت غازی امان اللہ خان }
"پائندہ باد" دولتِ مستقلہ خداداد افغانستان } آمین

سپاسناموں اور عقیدت ناموں کے جواب میں اعلیحضرت نے فارسی زبان میں ایک اہم اور معرکۃ الآرا تقریر کی جس کا لفظ بلفظ ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

کراچی میں اعلیٰحضرۃ شاہ افغانستان کی تقریر

میں تمام برادران ہند کا نہایت شکرگزار ہوں کہ انہوں نے نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ میرا خیر مقدم کیا۔ اور جس وقت سے میں نے سرزمین ہندوستان پر قدم رکھا ہے۔ اس وقت سے اس لمحے تک ہندوستان کی تمام ملتوں نے از حد محبت و لطف کا اظہار کیا۔

میں خصوصیت کے ساتھ تمام ہندوؤں، پارسیوں اور سکھوں کے محبت بھرے جذبات اور اُن کے پرجوش خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضرات! آپ نے اپنے سپاسناموں میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ میں اپنی رعایا کے ساتھ منصفانہ اور مربیانہ سلوک کرتا ہوں۔ میں اس سلسلہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں افغانستان کے باشندوں سے وقتاً فوقتاً کہا کرتا ہوں میں کہا کرتا ہوں کہ "میں رعایا کا خدمت گزار ہوں"۔ یہ کوئی رسمی جملہ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں فی الواقع اپنے آپ کو رعایا کا خدمتگزار یقین کرتا ہوں (نعرہائے تحسین)

عزیزان من میں یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میری زندگی کا عزیز ترین مقصد صرف یہ ہے کہ میں اپنی رعایا کی فوز و فلاح اور ترقی کے لئے سعی و کوشش کرتا رہوں۔ اور حتی الامکان رعایا کو فائدہ پہنچاؤں۔

جب میری رعایا کو اطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے۔ اور جب میری رعایا

ترقی کی منزلیں طے کرتی ہے ۔ تو مجھے قلبی مسرت محسوس ہوتی ہے اور میں خدائے قدوس کا شکر ادا کرتا ہوں "۔

حقیقت یہ ہے کہ رعایا کی تکلیف میری تکلیف ہے اور رعایا کا آرام میرا آرام ہے ۔ میں ہمیشہ رعایا کی آواز کو غور و فکر کے ساتھ سنتا ہوں ۔ اور ان کی خواہشات معلوم کر کے ان کو آرام پہنچانے کی سعی کرتا ہوں جب کبھی مجھ سے کوئی اچھا کام انجام پا جاتا ہے ۔ اور اس کو میری رعایا پسند کرتی ہے تو میں عظیم و جلیل خوشی محسوس کرتا ہوں ۔ اور خدائے ذوالجلال سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھکو ملک و ملت کی خدمت کی مخلصانہ توفیق عطا فرمائے (نعرہائے تحسین)

برادران من ! میری سلطنت میں ہر شخص کو خواہ وہ مسلمان ہو یا ھندو یا کسی دوسری ملت سے تعلق رکھتا ہو" مساویانہ "حقوق حاصل ہیں اور بلحاظ حقوق کے میں خود بھی اپنے آپ کو کوئی فوقیت اور برتری نہیں دینا چاہتا ۔

وہ زمانہ گذر گیا جب کہ دنیا "استبداد" کے عذاب الیم میں گرفتار تھی ۔ اور فرمارو ایان ملک اور امرائے شہر اور روسائے قبائل عزتوں اور راحتوں کے مالک بنے ہوئے تھے ۔ اور غربا و مساکین کا موضوع زندگی صرف اطاعت اور محکومی تھا ۔ یہ زمانہ ترقی اور مساوات کا ہے ۔ غلامی اور محکومی کا نہیں ہے ۔ میرے نزدیک تمام اہل ملک مراتب حقوق اور قواعد مملکت میں مساوی ہیں ۔ اور کسی شخص کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ہر قسم کی فضیلتوں اور ہر طرح کے اثر و اقتدار کو اپنی ملکیت قرار دے آج فطرت کا قانون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ شخصی استبداد کوئی چیز نہیں اور تمام انسان مساوی الرتبہ ہیں ۔ (نعرہائے تحسین)

عزیزان من ! اگر کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے تو میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں ۔ وہ بات یہ ہے کہ موجودہ زمانے کے بعض ناسمجھ اور نادان ملاؤں نے

مذہب کی آڑ لیکر ایک افسوسناک حالت پیدا کردی ہے۔ ان طمع پرست اور تنگ خیال ملاؤں نے محض اپنے نفس کا اتباع کرکے مذہب کو بدنام اور رسوا کردیا ہے اور خدا کے بندوں کو فتنہ و فساد پر آمادہ کرکے دنیا کے امن کو خطرے میں ڈالدیا ہے مذہب کا مقصد یہ ہے کہ خدا کے بندے خدا کی پرستش کریں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں خصوصاً اسلام کا مقصود تو یہ ہے کہ خلق خدا کو خدا پرستی کی دعوت دی جائے اور خدا کے بندوں کے ساتھ محبت کی جائے اور اس حقیقت کو ظاہر کیا جائے کہ اس عالم فانی کے سوا ایک عالم باقی بھی ہے۔ پس ہر شخص کو اس آنے والے سفر کے لئے ذخیرہ حسنات بہم پہنچانا چاہئے اسلام نے جس طرح تزکیہ نفس کے لئے عبادات کا ایک بہترین مجموعہ پیش کیا ہے۔ اسی طرح دنیاوی فوز و فلاح کے لئے معاملات کا ایک واضح دستور العمل مرتب کردیا ہے۔ اور اقوام عالم کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرنے اور خدا کے بندوں کے ساتھ محبت کرنے کی بہترین تعلیم دی ہے۔ لیکن نہایت افسوس ہے کہ ناسمجھ اور نادان ملاؤں نے مذہب کی بہترین تعلیمات کو یکسر نظر انداز کرکے نفس کی خواہشات کی پیروی شروع کردی ہے۔ جس کا انجام نہایت خطرناک ہے۔ قرون ماضیہ کے علمائے کرام نہایت حق پرست اور انصاف پسند تھے۔ ان کی تاریخ بتا رہی ہے کہ جس قدر انہوں نے امتثال احکام الٰہی اتباع اوامر شریعت اور جاہ طلبی اور نفس پرستی سے احتراز کیا ہے اسی قدر اللہ تعالےٰ نے انہیں عزت عطا فرمائی ہے چونکہ موجودہ زمانے کے علماء نے اپنی ممتاز ترین خصوصیات کو چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے آج ان کی کوئی وقعت نہیں۔ ہر جگہ اور ہر ملک میں وہ ذلیل و خوار ہیں۔ اور اگر نفس پرستی اور ریاکاری سے انہوں نے احتراز نہیں کیا۔ تو اور بھی زیادہ ان کو ذلیل ہونا پڑے گا۔ یاد رکھئے اسلام کسی خاص جماعت کی تعظیم تکریم پر مجبور

نہیں کرتا - اسلام کی نظروں میں اگر کوئی بزرگی ہے تو پرہیزگاری کی - کوئی احترام ہے تو محض اس شخص کے لئے جو متقی ہے - اور بردے - اسلام اگر کوئی شخص فخر کر سکتا ہے تو اپنے حسن عمل پر ۔

ایک دوسری جماعت جو دنیا کو بجائے فائدے کے نقصان پہونچا رہی ہے - وہ جاہل پیروں اور جاہل صوفیوں کی جماعت ہے - ہندوستان سے بہت سے گمراہ پیر گداگروں کی حیثیت سے افغانستان جاتے ہیں - اور وہاں اپنے مکروفریب کا جال پھیلاتے ہیں - اور خلق خدا کو گمراہ کرتے ہیں - مجھے معلوم ہے کہ افغانستان سے بھی بہت سے فقیر ہندوستان آتے ہیں - اور ادھر اُدھر بھکاریوں کی طرح پھرتے ہیں - اور لوگوں میں ہیجان پیدا کرتے ہیں - میں بہت صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے لوگ اپنے ملک کے لئے بوجھ ہیں اور اپنے ملک کے بدنام کرنے والے ہیں - اور حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کی وجہ سے آج مذہب بدنام ہو رہا ہے - اور مذہبی تعلیمات کی طرف سے بدگمانی پیدا ہو رہی ہے میں بالیقین اس قسم کی ملائیت اور صوفیت سے بیزار ہوں - اور ایسے نادان ملاؤں اور جاہل صوفیوں کے طرز عمل پر اظہار نفرت کرتا ہوں - الغرض تحسین علماء و مشایخ کا یہ فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے اعمال کی اصلاح کریں - اور اپنے وقار کی حفاظت کریں - اور پھر اپنے ملک و قوم کی ترقی کے لئے سعی و کوشش کریں - جو علماء اور مشایخ صرف اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی میں منہمک ہیں اور اپنی ذاتی اغراض پوری کرنے کے آرزومند ہیں وہ کبھی ملک و ملت کی مخلصانہ خدمات انجام نہیں دے سکتے اور کوئی سمجھدار شخص ان کا احترام کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتا -

اب میں دوسری موضوع پر چند الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں - سندھی

پارسیوں کے سپاسنامے میں ایک جملہ پڑھاگیا ہے کہ" افغانستان ایران کا فرزند ہے"
مجھکو علم نہیں کہ افغانستان ایران کا فرزند ہے، یا اس کے برعکس ہے۔
لیکن میں واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اب باپ بیٹے کی خصوصیت کا زمانہ نہیں۔ بلکہ
تمام قوموں اور تمام جماعتوں میں اتحاد قائم کرنے کا ہے۔ اور مساواتِ حقوق
کا ہے۔ میں سب ملت کے افراد سے محبت کرتا ہوں۔ اور خدا کے تمام بندوں کو اپنا
بھائی سمجھتا ہوں، (نعرہائے تحسین)

میں جس وقت کابل سے روانہ ہورہا تھا تو تیس ہزار سے زائد اشخاص مجھے الوداع
کہنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ اس مجمع میں ہر مذہب اور ہر ملت کے ماننے
والے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میری نظر میں سب مساوی الرتبہ ہیں۔ اور میں سبکو
اپنا بھائی سمجھتا ہوں ؎

میں سنیوں سے اور شیعوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں صرف اسلام کے قانون
کا پابند ہوں۔ اور شیعوں سنیوں کے جداگانہ خیالات سے متاثر نہیں ہوں۔
کیونکہ میں تمام رعایا کا خدمت گذار ہوں۔ میں اس حقیقت پر یقین رکھتا
ہوں۔ تمام بنی آدم ایک دوسرے کے اعضا ہیں۔ جب ایک عضو میں درد ہوتا
ہے تو دوسرے اعضا بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی آدمی کو تکلیف
پہونچتی ہے تو میں درد محسوس کرتا ہوں اور بے چین ہوجاتا ہوں۔ میری خواہش
ہے کہ ہر شخص اس حقیقت پر غور کرے۔ اور خدا کرے سب بندوں کے ساتھ
حسن سلوک سے پیش آئے۔ میں اب سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ ایک دوسرے
کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرو۔ اور ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرو۔ اور
آپس میں مل جل کر رہو آپس میں جسقدر اختلافات ہیں ان سب کو دفن کردو۔
اور برادرانہ دوستانہ تعلقات قائم کرکے خوشی و مسرت سے زندگی

بسر کرو۔ اب میں ایک جملہ اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں آپ کا مہمان ہوں۔ اور آپ سب میرے میزبان ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ مجھے چائے پینے کی اجازت دیجئے۔ اور آپ سب حضرات بھی چائے پینے کی خوشی میں شامل ہوں۔

تقریر ختم کرنے کے بعد اعلیحضرت معہ ملکہ معظمہ کے ایک خوبصورت شامیانے میں داخل ہوئے۔ اور چائے نوش کی پھر موٹر میں سوار ہو کر شاہی کیمپ میں تشریف لے گئے۔ دوسرے دن علی الصباح اعلیحضرت نے کراچی کے مشہور مقامات کی سیر کی اور ورک روڈ کے "ہوائی بیڑے" کے اسٹیشن کا معائنہ فرمایا۔ پھر کیمپ میں واپس تشریف لائے اور بعض ارکان حکومت اور بعض خادمانِ ملت کو باریاب ہونے کا شرف بخشا ؛

۱۲ دسمبر ۱۹۲۷ء کو ۴ بجکر ۴ منٹ پر اعلیحضرت معہ ملکہ معظمہ اور معہ ہمراہیوں کے جہاز "منیلا" پر سوار ہوئے اور بمبئی تشریف لے گئے۔

بمبئی میں اعلیحضرۃ شاہ افغان کا ورود مسعود

خیر مقدم کا نظارہ

اعلیحضرت نے ۱۴ دسمبر کو چار بجکر ۳۰ منٹ پر بمبئی میں نزول اجلال فرمایا ہز ایکسلینسی لارڈ اروِن کے دفعۃً علیل ہو جانے کے باعث اعلیحضرت کے استقبال کے لئے گورنر بمبئی سر فریڈرک سائکس ہمراہ اور دیگر معززارکانِ حکومت کشتیوں میں سوار ہوکر جہاز "منیلا" پر گئے اور اعلیحضرت کا پُر جوش خیر مقدم کیا۔ اور

وہاں سے اعلیٰ حضرت کے ساتھ "باب الہند" میں واپس آئے۔ جہاں لیڈی ارون نے استقبال کیا جسوقت اعلیٰ حضرت "باب الہند" میں داخل ہوئے۔ تو فوراً بندرگاہ کے توپ خانے نے سلامی اتاری اور سرکاری بینڈ نے خیر مقدم کا ترانہ گایا۔

بعد ازاں بمبئی کے اعلےٰ حیثیت اور ممتاز اشخاص نے حاضر ہوکر سلام کیا اعلیٰ حضرت نے نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ جھک کر سلام کا جواب دیا۔ پھر مجتمع فوج کا معائنہ فرمایا۔

اس کے بعد جلوس مرتب ہوا سب کے آگے لانسرز ہارس کے کئی دستے روانہ ہوئے پھر گوڑے کا توپخانہ روانہ ہوا۔ پھر اعلیٰ حضرت شاہ اور علیا حضرت ملکۂ معظمہ بسواری موٹر شاہی اعزاز کے ساتھ گورنمنٹ ہاؤس کی طرف روانہ ہوئے علیا حضرت ملکۂ معظمہ نقاب ڈالے تھیں۔ شاہی موٹر کے ساتھ گورنر بمبئی برہنہ تلوار لئے ہوئے حفاظت کا فرض ادا کر رہے تھے اور شاہی موٹر کے پیچھے لیڈی ارون بھی ایک کھلی ہوئی گاڑی میں جا رہی تھیں

جو راستہ جلوس کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اس کی تمام سڑکیں رنگ برنگ کی جھنڈیوں سے آراستہ تھیں اور دونوں طرف صف باندھے ہوئے لاکھوں آدمی مشتاق زیارت تھے۔ سرکاری فوج سے آگے اہل بمبئی کا عظیم الشان ہجوم تیز قدمی کے ساتھ چل رہا تھا، اور تقریباً چار میل تک ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے جن میں ہر قوم اور ہر ملت کے نمائندے شامل تھے، ان تماشائیوں میں سب سے زیادہ دلکش نظارہ افغانوں کی جماعت کا تھا جو

"تابندہ باد نیر اقبال شاہ امان اللہ خان"

کی پرجوش اور دل نواز صدائیں بلند کر رہے تھے۔ غرض تمام راستہ خیر مقدم کے نعروں

کے ہجوم سے پٹا پڑا تھا جن میں مسلمانان زیادہ نمایاں تھے، جہاں جہاں بادشاہ کی سواری گذرتی تھی، مجمع نعرہائے مسرت اور پھولوں کی بارش سے اظہار عقیدت و محبت کرتا تھا۔

اعلیٰ حضرت اس پرجوش خیر مقدم سے بہت مسرور و محظوظ معلوم ہوتے تھے اور برابر سلام کا جواب دے رہے تھے۔ اور بعض اوقات تمام اقوام کے مجمع کے خیر مقدم کو سواری میں ایستادہ ہو کر قبول فرماتے تھے۔ جب اعلیٰ حضرت کی سواری گورنمنٹ ہاوس کے قریب پہنچی تو شاہی توپ خانہ نے سلامی اُتاری اور سرکاری بینڈ نے خیر مقدم کا نغمہ گایا۔

پھر بصد اعزاز و احترام اعلیٰ حضرت معہ رفقاء کے گورنمنٹ ہاؤس میں داخل ہوئے اور محافظ دستۂ اعزازی کا معائنہ فرمایا۔ اور بعض افسران فوج کو گفتگو سے معزز فرمایا۔ اسکے بعد حضور پرنور آرام گاہ میں تشریف لے گئے اور چند لمحے سکون حاصل کیا۔ شام کو حکومت کی طرف سے اعلیٰ پیمانہ پر شاہی ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ شاہی ضیافت کی وجہ سے گورنمنٹ ہاؤس کے خوبصورت اور روح افزا باغات بجلی کی روشنی سے بقعۂ نور بنے ہوئے تھے۔ "شاہی ضیافت" رائل گارڈن کے عظیم الشان اور خوبصورت کمرے میں دی گئی۔ یہ کمرہ زریں و طلائی نقوش اور بیل بوٹوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ مہمانوں کی تعداد ایک سو چالیس تھی جن میں بعض والیان ریاست اور بمبئی کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران اور شہر کے بعض ممتاز حیثیت رؤسا و امراء شامل تھے، جن میں ہز ہائنس سر آغا خان۔ سر فاضل بھائی کریم بھائی۔ سر محمد یوسف اور سیٹھ ابوبکر محمد ابا جمعہ اور داؤد سیٹھ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اعلیٰ حضرت جب طعام سے فارغ ہوئے تو اعلیٰ حضرت ہز ہائنس، کمرانیکل اور

پائنیر کے نمائندوں نے باریاب ہونے کی اجازت چاہی اعلیٰ حضرت نے ان کو شرف باریابی عطا فرمایا اور "استفسارات" پیش ہونے پر ارشاد فرمایا کہ

ہم اپنے وطن کی اصلاح و ترقی کے کام میں منہمک ہیں۔ لیکن ہماری رفتار بہت سست ہے، ہم اسی سلسلہ میں یورپ کی سیاحت کے لئے جا رہے ہیں اور خدا نے چاہا تو ہمیں مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی، ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ اصلاح و ترقی کے سلسلہ میں ہمیں ہندوستان سے کوئی معقول مشورہ نہیں ملتا، کیونکہ ماہرین فن اور بیدار مغز اشخاص ہمارے پاس نہیں پہنچ سکتے اور ان کی حکومت ان کو ہمارے پاس پہنچنے کی اجازت ہی نہیں دیتی۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے۔ کہ کسی زمانہ میں ہم کسی ملک کے خلاف جارحانہ کارروائی کریں۔ ہم جارحانہ کارروائیوں کو پسند نہیں کرتے، ہم ہمیشہ امن کے خواہاں ہیں اور اپنے وطن کی ترقی چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم پر حملہ کیا گیا تو ہم نہایت سختی کے ساتھ اس کا جواب دیں گے اور اپنے ملک اپنے وطن اور اپنی قوم کی زبردست حمایت وحفاظت کریں گے اور اگر ہم کو کسی نے دھمکی دی تو ہم بھی اس کا جواب دھمکی کی صورت میں دیں گے، بہرحال ہم کسی پر زیادتی نہیں کرنا چاہتے، فی الحال ہماری ہمسایہ اقوام کے ساتھ ہمارے تعلقات دوستانہ ہیں اور امید ہے کہ رفتہ رفتہ بہتر ہوتے جائیں گے، اگر یہ صورت حال نہ ہوتی تو میں یورپ کا سفر ہی اختیار نہ کرتا۔

ہندوستان کے باشندوں کا ذکر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ میں ہندوستان کے مختلف المذاہب باشندوں کا نہایت شکرگذار ہوں کہ انہوں نے نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ میرا خیر مقدم کیا میری خواہش ہے کہ وہ امن و سکون کے ساتھ زندگی بسر کریں اور فتنہ و فساد سے احتراز کریں اور آپس میں مل جل کر رہیں

موقع پر اسباب کو صاف لفظوں میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے اور میری قوم کو ہندوستانیوں کی تمناؤں سے ہمدردی ہے اور ان کی نہایت نظر سے بھی کامل ہمدردی ہے ،

اقوام مشرق کی انجمن کا ذکر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ مشرق کا اتحاد میری دلی تمنا ہے میں چاہتا ہوں کہ مشرق کی تمام طاقتیں متفق و متحد ہو کر اپنی اصلاح و ترقی کے لئے عظیم الشان کوشش کریں اور اپنی عزت و حیات کی حفاظت کریں۔

پھر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ میری "سیاحت یورپ" کی غرض و غایت یہ ہے کہ میں مغربی اقوام کے اسباب ترقی و عروج کو بچشم خود ملاحظہ کر کے جو امور کہ مناسب ہوں ان کو افغانستان میں جاری کرنا چاہتا ہوں اور یورپ پر یہ حقیقت ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ "ارض الہیٰ" پر افغانستان بھی ایک ملک ہے اور کرۂ ارض کے نقشہ میں موجود ہے اسکے سوا میری کوئی اور غرض نہیں ہے۔ اس کے بعد سلسلۂ گفتگو ختم ہو گیا۔

---
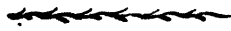
۵ ار دسمبر ۱۹۲۷ئہ کو ہز ایکسلنسی وائسرائے نے اعلیٰ اہتمام کے ساتھ اعلیٰ حضرت کو ایک گارڈن پارٹی دی جس میں حضور پر نور معہ ملکۂ معظمہ کے شامل ہوئے۔

دوسرے دن ۱۶ ار دسمبر ۱۹۲۷ئہ کو ڈونگری کے میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جسکے تفصیلی حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ڈونگری کے میدان میں دو لاکھ مسلمانوں کا اجتماع

اعلیٰحضرت شاہ افغانستان کا پُرجوش خیر مقدم

انجمن اسلامیہ بمبئی جمعیتہ خلافۃ اور جامعہ ملیہ کی جانب سے سپاسنامے

مسلمانان بمبئی نے اعلیٰحضرت شاہ افغانستان کی خدمت میں عقیدتنامے پیش کرنے کے لئے ڈونگری کے وسیع میدان میں ایک شاندار پنڈال بنایا تھا۔ جس میں تقریباً اسی ہزار مسلمان جمع تھے،

مسلمانوں نے اس موقع پر جس جوش اور مسرت کا اظہار کیا بلاشک وشبہ وہ لاثانی تھا۔ ہر طبقہ اور ہر خیال کے مسلمان اپنے جلیل القدر اور رفیع المرتبت مہمان کے حضور میں اپنے خلوص ومحبت اور جوش مسرت کا اظہار کرنے کے لئے بے قرار نظر آتے تھے،

جس وقت اعلیٰحضرت عظیم المنزلت بصد جاہ وجلال پنڈال میں داخل ہوئے تو اس وقت مسلمانوں کا جوش وخروش حد سے متجاوز تھا۔ اللہ اکبر کے پرجوش اور فلک شگاف نعروں سے کم ازکم ۱۵ منٹ تک فضا گونجتی رہی۔ پنڈال میں داخل ہوکر اعلیٰحضرت نے خلوص ومحبت کے ساتھ حاضرین کو سلام کیا اور نصر من اللہ وفتح قریب کی دل نواز صداؤں میں ڈائس پر جلوہ فرما ہوئے۔ سب سے پہلے ایک خوش الحان مدنی قاری نے قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھا۔ بعد ازاں مسیح الملک حکیم حافظ اجمل خاں صاحب نے اعلیٰحضرت سے درخواست کی کہ مسلمانان بمبئی کے سپاسنامہ خیر مقدم کو بارگاہ عالی میں پیش کرنے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔

اعلیٰحضرت نے ازراہ لطف وکرم رضامندی کا اظہار فرمایا۔

اجازت حاصل ہونے پر سر ابراہیم رحمت اللہ صدر مقامی مجلس استقبالیہ نے انجمن اسلامیہ کی طرف سے ایک عقیدت نامہ پڑھ کر سنایا جسکے مضمون کو اعلیٰحضرت نے بہت پسند فرمایا۔

پھر مولانا ابو الکلام آزاد نے جمعیتہ مرکزیہ خلافت کی جانب سے سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا پھر مسیح الملک حکیم حافظ اجمل خاں صاحب نے جامعہ ملیہ کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا بعد ازاں بمبئی کے ہر دل عزیز اور نامور رئیس سیٹھ ابوبکر صاحب مصور نے اپنا فارسی قصیدہ پڑھا۔

اعلیٰحضرت نے ہر مضمون کو نہایت غور و فکر کے ساتھ سنا اور پھر ڈائس پر کھڑے ہوکر عقیدتناموں اور سپاسناموں کے جواب میں ایک نہایت فصیح و بلیغ تقریر فارسی میں فرمائی جس کا ترجمہ ہز ایکسلنسی افغان قونصل جنرل اردو میں کرتے جاتے تھے۔ ترجمہ یہ ہے۔

ڈونگری کے جلسے میں اعلیٰحضرت کی تقریر

برادران ملت! جس جوش و خروش اور خلوص و محبت کے ساتھ آپ حضرات نے میرا خیر مقدم کیا ہے۔ میرا قلب اس سے بہت متاثر ہے۔ میں آج کے اس عظیم الشان مظاہرے کو جو میری یعنی اسلام کے ایک ادنی خادم امان اللہ کی" محبت کا اظہار ہے۔ ہمیشہ یاد رکھوں گا میں نے انتہائی خوشی اور مسرت کے ساتھ متعدد سپاسنامے سنے جو آپ کے رہنماؤں نے پیش کئے ہیں میں ان کو شکریہ بے حد مسرور ہوں اور آپ کا بے حد شکر گذار ہوں آپ نے اپنے سپاسناموں میں حق تبارک و تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ میرا سفر بخیر و عافیت اختتام پذیر ہو۔ میں یورپ کا سفر اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ اپنے ملک اور

اپنے مذہب کی ترقی و فلاح کے اسباب و وسائل پر غور کروں اور اپنی قوم اور اپنے مذہب کی خدمت کروں۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کسی خاص وقت میں آپ حق تعالی سے دعا کریں کہ وہ قادر ذوالجلال مجھے اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور میری سیاحت یورپ افغانستان کی ترقی وخوش حالی کا باعث ہو۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے ملک اور اپنی قوم کی خدمت میں مصروف رہوں اور عدل و انصاف کے ساتھ اپنے فرائض انجام دوں میری سلطنت میں اس وقت بہت سے ہندوستانی امن وعافیت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اور خلوص ومحبت کے ساتھ افغانوں کی تکلیف و راحت میں شریک ہوتے ہیں۔ میں مساوات حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایک لمحے کے لئے بھی کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ میری سلطنت میں ہندوؤں کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور وہ آپس میں بھائیوں کی طرح رہتے اور ایک دوسرے کے رنج وراحت میں شریک ہوتے ہیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ افغانستان میں ذات یا عقیدے کی کوئی تخصیص نہیں۔ ہر ہندوستانی میری سلطنت میں بخوشی آسکتا ہے اور امن وعافیت کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ ہماری مہماں نوازی سب کے لئے عام ہے، میں اس سے پہلے بھی اس حقیقت کو ظاہر کر چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ خدا کے بندوں کی خدمت کرنا میرا محبوب ترین فرض ہے۔ اگر مجھ سے کوئی عمدہ خدمت انجام پا جاتی ہے تو میں بے حد مسرور ہوتا ہوں اور خدا کا شکر ادا کرتا ہوں میں باعتبار مساوات حقوق کے اپنے آپ کو ایک بندۂ حقیر سمجھتا ہوں اور اپنے آپ کو افضل و برتر خیال نہیں کرتا میری رعایا

کا ہر فرد میرا بھائی ہے اور میں یقیناً اپنی رعایا کا ادنیٰ خدمتگذار ہوں (نعرہائے تحسین)
میں آپ کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سب آپس میں مل جل کر زندگی
بسر کیجئے اور اپنے دلوں کو بغض و عناد سے پاک کر کے محبت و موانست کے جذبات
پیدا کیجئے۔ پھر آپ اپنے ملک کی بہترین خدمات انجام دے سکیں گے۔

حکیم اجمل خاں صاحب نے ابھی ابھی مجھ کو جامعہ ملیہ اسلامیہ کی طرف
توجہ دلائی ہے اور تمام امور سے آگاہ کیا ہے۔ میں اس کی سرگرمیوں اور
کارگذاریوں کے متعلق معلومات حاصل کر کے بے حد خوش ہوا ہوں اور
میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک مفید ترین درسگاہ ہے۔ میری خواہش ہے کہ
مسلمان نوجوانوں کو ایسی تعلیم دینی چاہیئے جو انکو پہلے قوم پرور بنائے اور پھر ان کو اپنے
مذہب کا سچا خادم بنائے۔ میں جامعہ ملیہ کی ترقی سے ہمیشہ دلچسپی لیتا رہونگا۔

آخر میں "میں" پھر ایک دفعہ اپنے مسلمان بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا
ہوں اور ان کے محبت بھرے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔
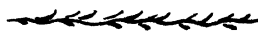
اعلیٰحضرت کی تقریر ختم ہونے پر حاضرین جلسے نے "زندہ باد سلطان
امان اللہ خاں غازی کی پُرجوش صدائیں بلند کیں اور صدق و اخلاص
کے ساتھ اعلیٰحضرت کا شکریہ ادا کیا،

اسکے بعد اعلیٰحضرت موٹر میں سوار ہو کر گورنمنٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔
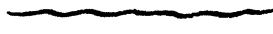
نوٹ۔ روس کے حالات سفر آپ اس حصہ میں ملاحظہ فرمائیں اس کے آگے
ٹرکی سے لے کر کابل تک کے حالات دوسرے حصہ میں ملاحظہ فرمائیں

پتہ۔ حامد حسین خوشنویس دہلی

جلسے کے بعض اہم واقعات

(۱) ڈونگری کے عظیم الشان جلسے میں اعلیٰ حضرت شاہ امان اللہ خاں خلد اللہ ملکہ نے تمام حاضرین اور قائدین کے ساتھ انتہائی محبت، دلی ہمدردی اور مساوات کا برتاؤ کیا اور شاہانہ تمکنت، غرور، تکبر، تکلف اور خود پرستی سے بے نیاز ہوکر غریب مسلمانوں کو گفتگو سے معزز فرمایا۔

(۲) سپاسناموں کے پیش ہونے کے بعد جب اعلیٰ حضرت تقریر کے لئے ڈائس پر تشریف لائے تو بمبئی کے ایک غریب تارکش نے جوش محبت میں بیتابانہ آگے بڑھ کر زری کا ایک خوشنما ہار اعلیٰ حضرت کے گلے میں ڈالدیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس مخلصانہ ہدیہ کو بخندہ پیشانی قبول کیا اور غریب تارکش کو گلے لگا کر اس کا شکریہ ادا کیا۔

(۳) مولانا شوکت علی صاحب نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ یا حضرت السلطان! ما مسلمانان غریب یتیم وبجز خدائے بر تر ہیچ وسیلہ نداریم" تو اس جملہ کو سنکر اعلیٰ حضرت کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ہندوستان کے محترم اسلامی لیڈر کو گلے لگا کر فرمایا لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔

(۴) بمبئی کے افغانوں نے جب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا تو حضور نے تمام شاہی آداب کو بالائے طاق رکھ کر ان سے دوستوں کی طرح معانقہ کیا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ان تمام سپاسناموں اور عقیدت ناموں کے تراجم درج کر دئے جائیں جو ڈونگری کے جلسے میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کئے گئے تاکہ قارئین ان کو پڑھ کر لطف اندوز ہوں۔

انجمن اسلامیہ بمبئی کا سپاسنامہ

(بحضور لامع النوار اعلیٰ حضرت شاہ امان اللہ خاں غازی تاجدار افغانستان خلد اللہ ملکہ)

یا حضرت السلطان! ہم مسلمانان بمبئی حضور کے نزول اجلال فرمانے پر کامل اخلاص وعقیدت کے ساتھ مرحبا کہتے ہیں اور حق تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں کہ اس رب قدوس نے ہم غریب مسلمانوں کو حضور کے خیر مقدم کا شرف عطا فرمایا۔ اور ہم حضور کی زیارت کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔

یا محی الملت! یہ حقیقت کچھ محتاج بیان نہیں ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے حضور کی خدمت قوم اور خدمت ملت کی عظیم وجلیل توفیق عطا فرمائی ہے اور حضور انتہائی صدق وخلوص کے ساتھ ملک وقوم کی سعادت وترقی ہمہ سعی بلیغ فرمارہے ہیں، رب قدوس نے ملت کا جیسا سچا درد اور قوم کی جیسی ہمدردی حضور کو عطا فرمائی ہے۔ اس کی نظیر تلاش سے بھی دستیاب نہیں ہوسکتی ہم مسلمانان بمبئی بارگاہ باری تعالیٰ عزاسمہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی کو ملت اسلامیہ کے لئے بے پایاں برکات اور بے پایاں ترقیات کا موجب بنائے،

حضور والا! تمام اہل انصاف حضور کے فضائل ومحاسن اور حضور کی صفات محمودہ کا صدق دل سے اعتراف کرتے ہیں اوران کا ثبوت شمس نصف النہار کی طرح روشن اور تاباں ہے، ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء

حضرت اقدس! آج ملت افغانیہ کو حضور کی روشن خیالی اور بیدار مغزی کی بدولت جو حریت کاملہ اور تنظیم کاملہ حاصل ہوچکی ہے وہ سزاوار صد ستائش وتحسین ہے یہ حضور کی مساعیٔ حسنہ کے نتائج ہیں۔ کہ آج افغانستان کا بچہ بچہ علوم و

فنون کا شایق ہے اور اہل افغانستان میں حصول تعلیم کا اشتیاق اس حد تک پہنچ چکا ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کے مدارس و مکاتب سے فارغ ہو کر مطلوب کی تلاش میں ممالک غیر کا سفر اختیار کرتے اور وہاں اقامت گزیں ہو کر فائز المرام ہوتے ہیں اور یہ بھی ذات والا کی ہی برکت ہے کہ آج ملت افغانیہ رسوم کی اصلاح اور ملکی صنائع و بدائع کی ترقی دیکھ رہی ہے ہم سب بارگاہ قدس میں دست بدعا ہیں کہ پروردگار عالم اعلیٰ حضرت کی سیاحت کو صد ہزار ظفر و کامرانی کا سبب بنائے، آمین۔

جامعہ ملیّہ اسلامیّہ کا سپاسنامہ

(بخدمت اعلیحضرت جلالۃ الملک سلطان امان اللہ خان غازی تاجدار افغانستان دام اللہ تعالےٰ)

یا حضرت السلطان! ہم خادمان جامعہ ملیہ اسلامیہ کامل اخلاص و عقیدت کے ساتھ حضور کی تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ یقین کرتے ہیں اور حضور کی زیارت کا شرف حاصل ہونا ہمارے لئے مایۂ ناز و افتخار رہے گا اور ہم بہ صمیم قلب یہ عرض کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں کہ ع

"اے آمدنت باعث آبادیٔ ما"

حضور والا! جس ساعت میں کہ حضرت اقدس نے سرزمین ہند پر نزول اجلال فرمایا ہے۔ ہم اس ساعت کو "ساعت سعید" سمجھتے ہیں اور حضور کی تشریف آوری کی باعث ہم کو جو بے پایاں مسرت و بہجت حاصل ہوئی ہے اس کا اظہار ہمارے امکان سے باہر ہے، "نمی توانم کہ شرح آں شادمانی کنیم کہ از التفات ذات اقدس بسوئی ہند حاصل شدہ است۔"

لیکن ہاں یہ ہمارے امکان میں ہے کہ ہم انتہائی صدق و اخلاص کے

ساتھ حضور کے فرق مبارک پر گلہائے نیاز و عقیدت کا مینہ برسائیں اور رب قدوس سے یہ دعا مانگیں کہ وہ حضور کی سیاحت یورپ کو صد ہزار کامرانی کا سبب بنائے

محی الملتہ! ہم بصمیم قلب اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں، کہ حضور کی توجہ خصوصی کے باعث آج افغانستان کو جو فخر و عروج و کمال حاصل ہے وہ لائق صد تحسین ہے اور ہم حضور کی اس سعی حسنہ پر ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کرتے ہیں اور یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ اگرچہ اعلیٰحضرت کی ذات گرامی صرف افغانستان کے لئے ایک مصلح کی حیثیت رکھتی ہے لیکن حضور کا نقش قدم دوسروں کے لئے بھی باعث ہدایت ہے اور اہل بصیرت اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ مستقبل قریب میں تمام اسلامی دنیا حضور کے طرز اصلاح و ترقی کی متابعت کرے گی،

اعلیٰحضرت! ہم اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ حضور کو علوم کی نشر و اشاعت سے غیر معمولی دلچسپی ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تمام اصلاحی تحریکوں کی اساس اول اور تمام مساعی ترقی کی بنیاد اول تعلیم ہے، اسی ضرورت کے احساس کی بنا، پر ہم خادمان ملک و ملت نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے نام سے ایک درس گاہ جاری کی ہے۔

حضور والا! سات برس ہوئے کہ ہم نے اس قومی درس گاہ کی بنیاد رکھی تھی اور الحمد اللہ کہ علی قدر استطاعت ہم کو اپنی تعلیمی جد و جہد میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

اعلیٰحضرت اس حقیقت سے ناواقف نہیں ہیں کہ ہم غریب مسلمانوں کو موجودہ زمانہ میں تعلیم حاصل کرنے کی کسقدر شدید ضرورت ہے اور ہم بغیر تعلیم حاصل کئے اپنی ذلت و نکبت کو کسی طرح دور نہیں کر سکتے، دور حاضر میں ہم کو ایسی تعلیم کی ضرورت ہے، جو دینی فوائد کی کفیل ہو، تاکہ ہمارے نوجوان تعلیم سے فارغ ہو کر

اگر ایک طرف مذہبی خدمت کا فرض انجام دیں، تو دوسری طرف دنیاوی ترقی سے بھی محروم نہ رہیں۔ خدا کا شکر و احسان ہے کہ جامعۂ ملیہ اسلامیہ اس ضرورت کو پورا کر رہی ہے، اور اس کا نصاب تعلیم ایسا مقرر کیا گیا ہے جو دینی و دنیاوی ترقیوں کا حامل ہے۔

حضور والا اس میں شک نہیں کہ جامعہ ملیہ کے قیام اور اجرا سے پہلے بھی کسی نہ کسی قدر تعلیم کا انتظام تھا۔ اور بہت سے مدارس اپنا اپنا فرض انجام دے رہے تھے۔ لیکن ایسا کوئی دار العلوم نہ تھا جو بہ یک وقت نوجوانوں میں دینی ترقی و دنیاوی ترقی کی صلاحیت پیدا کر سکتا۔

حکومت کی طرف سے جو مدارس جاری ہیں ان کا فائدہ صرف اس قدر ہے کہ وہ نوجوانوں میں حکومت کی ملازمت کی قابلیت پیدا کرتے ہیں، اس سے زائد کوئی فائدہ نہیں اور ملک میں جو دینی مدارس ہیں وہ بصد جد و جہد اور بمشکل صرف اس قدر مذہبی تعلیم کے حامل ہیں کہ جس سے مذہبی فرائض کی تکمیل میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے، لیکن دنیاوی ترقی سے کوئی تعلق اور کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

ان حالات میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کو جاری کیا گیا اور خدا کا شکر و احسان ہے کہ جس صحیح راہ عمل کی ضرورت تھی وہ پیش نظر ہے۔

حضرت اقدس جامعہ ملیہ میں صنعت و حرفت کی تعلیم کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ اقتصادی اعتبار سے زندگی میں مشکلات حائل نہ ہوں اور قوم کی موجودہ حالت کو پیش نظر رکھ کر جامعہ کے طالبعلموں کو سادہ زندگی بسر کرنے اور تکلفات سے بچنے کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

حضور والا! اس جامعہ کا ایک کالج ہے جس میں اردو زبان میں اعلیٰ تعلیم

دی جاتی ہے، اور انگریزی بھی پڑھائی جاتی ہے اور اس میں صنعت و حرفت کا بھی ایک شعبہ ہے،

اور اس جامعہ کا ایک ادارۂ تحقیقات علمیہ ہے اور ایک مکتبہ ہے اور اس کی نگرانی میں کئی مدارس شبینہ بھی جاری ہیں اور ایک مطبع ہے جس میں جامعہ کی تالیفات طبع و شایع ہوتی ہیں۔ اور دو مجلے ہیں جن کے ذریعہ سے مقاصد کی نشر و اشاعت کی جاتی ہے۔

حضور والا! جامعہ کے متعلق یہ جو کچھ حالات بیان کئے گئے ہیں بالاجمال ہیں۔ کیونکہ تفصیل و تشریح کا موقعہ نہیں اب بکمال ادب یہ درخواست ہے کہ از راہ لطف و کرم اعلیٰ حضرت اس جامعہ کی سرپرستی قبول فرما کر ہم خادمان ملت کو رہین منت فرمائیں۔

زندہ باد سلطان امان اللہ خاں غازی"

سپاسنامہ منجانب مجلس مرکزیہ خلافت ہند

(بحضور گرامی خدمت اعلیحضرت سلطان امان اللہ خان غازی تاجدار دولت افغانستان خلد اللہ ملکہٗ)

حضرت اقدس! یہ اہل ہند کی انتہائی خوش نصیبی ہے کہ ممالک یورپ کے عزم سیاحت کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت نے سرزمین ہند اور شہر بمبئی میں نزول اجلال فرمایا اور ہم حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہم غریب مسلمانان ہند کو حضور کے خیر مقدم کا شرف حاصل ہوا اور ہم حضور اقدس کی زیارت کی سعادت سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔

حریت پناہ! ہم انتہائی خلوص و عقیدت کے ساتھ یہ عرض کرتے ہیں کہ حضور کی تشریف آوری ہم غریب مسلمانان ہند کے لئے بے پایاں مسرت و بہجت کا باعث ہے اور مایۂ ناز و افتخار ہے۔

"بر ما واجب است کہ خوش آمدید بگوئیم واز صمیم قلب بہ پیش گاہ بخوانیم کہ" ؎

بہ سفر رفتنت مبارک باد   بہ سلامت روی و باز آئی"

اعلیٰ حضرت! "جمعیتہ خلافت" مسلمانان ہند کی ایک سیاسی انجمن ہے جس کی بنیاد بزمانۂ جنگ عمومی رکھی گئی تھی، اس انجمن کا مقصد اعظم خلافت اسلامیہ کی حمایت اور جزیرۃ العرب کی حفاظت ہے۔ یہ انجمن وقت قیام سے اب تک مسلسل اور پیہم اپنے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سعی و کوشش کر رہی ہے اس جمعیتہ نے حفاظت جزیرۃ العرب کی آواز کو زمین کے ہر حصہ اور دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا دیا ہے، اور یہ اس کا ایک اہم کارنامہ ہے دوسری اہم ترین خدمت جو اس انجمن نے اپنے ذمہ لی ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو سیاسی معاملات سے آگاہ کرے اور ہندوستان میں جو قومیں رہتی ہیں۔ ان کو متفق و متحد کرنے کی سعی کرے اور تمام مسلمانان عالم کو "وحدت اسلامی کی دعوت دے

آج کل جبکہ مسئلۂ خلافت تاریکی میں ہے جمعیتہ خلافت نے مسلمانان ہند کی اصلاح و تعلیم کا کام پوری سرگرمی سے شروع کیا ہے اور اس شہر میں جمعیتہ خلافت نے اب تک مدارس شبینہ جاری کئے ہیں جن میں کم فرصت اور غیر مستطیع اور کاروباری اشخاص تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت جمعیت خلافت کی خدمات کی یہ مختصر رپورٹ ہے، اس سے زائد عرض کرنے کا موقعہ نہیں، ہم تمام ارکان جمعیتہ انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ بارگاہ الہی میں دعا کرتے ہیں کہ رب قدوس بطفیل سید الانام اعلیٰ حضرت کی سیاحت یورپ کو صد ہزار ظفر و کامرانی کا سبب بنائے۔ آمین۔

"تابندہ باد نیر اقبال امان اللہ خاں   پائندہ باد دولت خداداد افغانستان

جامع مسجد بمبئی میں اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کا خطبہ

مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع

جمعہ کے دن اعلیٰ حضرت شہریار غازی نے جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑہائی ۔ لوگوں کا شوق اس قدر بڑہا ہوا تہا کہ صبح ہی سے جامع مسجد میں جمع ہونے شروع ہوئے بارہ بجے تک عظیم الشان اجتماع ہو گیا ، ٹریم کی لائن ، سڑکیں ، مسجد کی سیڑہیاں مکانوں کی چھتیں غرضکہ زمین کے ہر چپے اور ہر گوشے پر آدمی ہی آدمی نظر آتے تہے ، اور اعلیٰ حضرت کے انتظار میں گھڑیاں گن رہے تھے ۔

بارہ بج کر دس منٹ پر اعلیٰ حضرت شہریار غازی ایک خوبصورت موٹر میں جامع مسجد تشریف لائے ، حاضرین کی طرف سے شاندار اور پر عظمت استقبال کیا گیا ، اعلیٰ حضرت نہایت خوبصورت لباس میں ملبوس تھے ، اور اپنے خداداد حسن کی وجہ سے ایک شاندار پیکر جلال نظر آتے تھے ۔ جس وقت اعلیٰ حضرت مسجد میں داخل ہوئے تو حاضرین نے اللہ اکبر کے پُرجوش نعرے بلند کئے ۔ اور اعلیٰ حضرت کے فرق مبارک پر عقیدت و محبت کے پھول برسائے ، اعلیٰ حضرت نے خلوص و محبت کے ساتھ جہک کر شکریہ ادا کیا ۔ اور بعض خادمان ملت سے مساویانہ تپاک کے ساتھ مصافحہ کیا ۔

اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری کی تقریب میں جامع مسجد کے منتظمین نے مسجد کی تزئین و آرائش میں ایک خاص حسن و جمال پیدا کیا تہا ، دروازوں اور محرابوں کو پہولوں اور ایک انگریزی بیل کے پیچ و خم سے آراستہ کیا گیا تہا ۔

اعلیٰ حضرت صدر دروازے سے داخل ہو کر صدر مصلےٰ تک تشریف لے گئے اور چند منٹ کے بعد معتقد قائدین کے اصرار پر خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔

اعلیٰ حضرت شہریار غازی کا پرجوش خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ وَھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ وَھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

برادران ملت! اسلام کا خدا تمام کائنات اور تمام ملتوں کا خدا ہے۔ اس لئے تم تمام ملتوں کو ایک انسانی برادری سمجھو اور جہاں تک اخوت و محبت ہمدردی اور اجتماعی روابط کا تعلق ہے انسانوں کے درمیان کوئی امتیاز قائم نہ کرو یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں یہ امان اللہ کا حکم نہیں ہے بلکہ یہ حضور سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ آقائے نامدار بہت صاف لفظوں میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ تمام مخلوق خدا کا کنبہ وقبیلہ ہے پس خدا کے نزدیک وہی پیارا ہے جو اس کے کنبے قبیلے کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔

اس حدیث کو سنا کر میں تمام برادران دینی کو نصیحت کرونگا کہ خدا سے ڈرو نیک بنو، اور نیک عمل کرو، کسی کی جان اور کسی کے جذبات کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

عزیزان من تمہاری نمازیں تمہارے دلوں کو صاف کرنیوالی ہونی چاہئیں

نہ کہ محض چند رسمی حرکات کا مجموعہ۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ نماز کیا ہے؟ نماز ایک افضل ترین عبادت ہے تمہارے ظاہر و باطن کو پاک کرنیوالی ہے۔ نماز کی تعریف میرے الفاظ میں نہ سنو بلکہ خدا کے الفاظ میں سنو ارشاد ہے

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ مصیبت کے وقت صبر اور نماز کا سہارا پکڑو
اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا
یعنی ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھا کرو اور نماز صبح بھی کیونکہ نماز صبح کا وقت نور ظہور کا وقت ہے۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ اور رات کے ایک حصہ میں نماز تہجد بھی پڑھا کرو اور نمازیں تو فرض ہیں اور یہ تمہاری نفل نماز ہے
فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ ان منافق نمازیوں کی بڑی تباہی ہے جو اپنی نماز کی طرف سے غافل ہیں یعنی نماز کے مقصد اعظم کو نہیں سمجھتے
اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی ہے۔

ان آیتوں کو پڑھ کر میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ تمہاری نمازیں تمہارے دلوں کو صاف کرنیوالی ہونی چاہئیں۔

اسی طرح تمہارا حج "جس کی نسبت باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا جو اشخاص خانہ کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں ان پر فرض ہے کہ وہ خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ حج کے ساتھ ساتھ اگر تم اپنے پروردگار کے فضل مثلاً تجارت سے کوئی مالی فائدہ حاصل کرنا چاہو تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے) یہ ایک عظیم لشان اور کثیر الفوائد عبادت ہے

پس کہتا ہوں کہ تمہارا حج محض مکہ کی زیارت ہی نہ ہو اور کعبے کا طواف ہی نہ ہو بلکہ تمام ملت کی فلاح و بہبود کا وسیلہ ہو ایک عالمگیر اخوت کا رابطہ اور انسانیت کے لئے صلح و امن کا پیغام ہو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حج ایک عظیم الشان عبادت بھی ہے اور مسلمانوں کی ایک پولیٹیکل کانفرنس بھی پس جب حج کا ارادہ کرو تو اس کے مقاصد کو پیش نظر رکھو،

میں فریضۂ زکوۃ کی طرف بھی تم کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کی نسبت رب قدوس نے فرمایا ہے کہ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَوٰةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ۔ جو اشخاص محض خدا کی رضا جوئی کے ارادے سے زکوۃ دیتے ہیں وہ اپنے دیے کو خدا کے ہاں بڑھا رہے ہیں اور اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔ زکوۃ اور خیرات کا مال فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور ان کارکنوں کا جو زکوۃ خیرات کے وصول کرنے پر متعین ہیں اور ان لوگوں کا حق ہے جن کو پرچانا منظور ہے ان مصارف میں خیرات و زکوۃ کے مال کو خرچ کیا جائے اور نیز قید غلامی سے غلاموں کی گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کے قرضوں کو ادا کرنے اور نیز خدا کی راہ میں یعنی مجاہدین کے ساز و سامان میں اور مسافروں کی زاد راہ میں۔

غرض مقصود بیان یہ ہے کہ نماز روزہ، حج، زکوۃ اور تمہاری ہر عبادت صرف اللہ کے لئے ہونی چاہیے اور عبادت کے مقاصد پیش نظر رہنے چاہئیں۔

اب میں اخوت اسلامی کے متعلق چند الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ صاحبوں نے شاید کبھی اس حقیقت پر غور نہیں کیا کہ ایک سچے مسلم کی فطرت میں یہ استعداد بدرجۂ اتم موجود ہے کہ وہ اوج کمال تک پہنچ جائے ہر مسلم کے دل میں

عروج و اقبال کے درجہ اعلیٰ تک جا پہنچنے کی امنگ ہر وقت موجود رہتی ہے - پھر حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ابر کرم کا فیضان بھی اسقدر وسیع ہے کہ کوئی طالب عروج ناکامی سے دوچار نہیں ہو سکتا - بشرطیکہ طلب میں صداقت اور استقامت اور سعی و کوشش میں اخلاص و عزیمت ہو جب یہ حقیقت مسلمہ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسلم قوم کا ایک بڑا حصہ ذلت اور پستی اور فلاکت و نکبت کی زندگی بسر کر رہا ہے - اور مسلم قوم باوجود جد وجہد کے عروج و کمال کے مدارج طے نہیں کر سکتی، حالانکہ عروج و کمال کے مدارج طے کرنے کی صلاحیت ہر مسلم کی فطرت میں موجود ہے - اور یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تمام مسلمان اللہ کے انصاف پر ایمان رکھتے ہیں اس کے وعدہ وعید کو سچ مانتے ہیں - اپنی نیکیوں کے لئے ثواب کے امیدوار اور گناہوں کی پاداش میں عذاب سے خائف ہیں اس اعتبار سے یقیناً مسلم قوم ایک بہترین قوم ہے - لیکن پھر بھی عروج و اقبال کے درجۂ اعلیٰ تک پہنچنے سے قاصر ہے -

میرے بھائیو! میں نے جہاں تک اس سوال پر غور کیا ہے - میں یہ سمجھا ہوں کہ تمام علتوں کی ایک علت اور تمام خرابیوں اور ناکامیوں کا سرچشمہ صرف ایک اور محض ایک چیز نظر آتی ہے جسے نااتفاقی اور افتراق کہتے ہیں اگر تم سب مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو تو تمہاری کامیابی یقینی ہے یاد رکھو محض اخوت و محبت کے نہ ہونے کی وجہ سے تمام مصیبتوں میں مبتلا ہو، اور ناکامی سے دوچار ہو رہے ہو۔ یہ افتراق و انشقاق وہ چیز ہے جس نے عظیم الشان مملکتوں کی بنیادیں جڑ سے اکھیڑ پھینکی ہیں جس نے قوموں کے شیرازے منتشر اور پراگندہ کر دیے ہیں جس نے جلیل القدر بادشاہوں کے عزائم پست کر کے ان کے تخت الٹ دیے ہیں - اور جس نے بڑے بڑے بلند مرتبت انسانوں کے دل کمزور

کرکے ان کو غلامی کی ذلت میں مبتلا کر دیا ہے پس اگر تم فی الحقیقت عروج واقبال کے طالب ہو تو اخوت اسلامی کے سبق کو یاد کرو اور افتراق کو ٹھکرا دو اور اس حقیقت کو بھی فراموش نہ کرو کہ ایک سچا مسلم جو خدائے قدوس پر اعتماد کامل اور توکل رکھتا ہے خواہ وہ کسی ملک یا قوم سے تعلق رکھے لیکن جنسیت کے تعصب سے پاک ہوتا ہے اور ہر حال میں حق و انصاف کو پیش نظر رکھتا ہے۔

برادران من! میں نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ تم سے کہتا ہوں کہ اگر اب بھی تم اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو جاؤ اور شریعت حقہ کی طرف رجوع کر دو اور اپنے بزرگان کرام کا راستہ اختیار کر لو تو یقین کرو وہ دن دور نہیں جب حق تعالیٰ تم کو عروج کمال عطا فرمائے گا اور اثر و اقتدار کی دولت سے مالا مال کر دے گا۔ اگر تم میں سے ہر شخص اپنے اخلاق و اعمال کی اصلاح کا فیصلہ کرلے تو ساری قوم کی اصلاح بہت آسان ہے کیونکہ ہر سچا آدمی جب اپنی حالت درست کرے گا۔ تو اپنے خستہ حال بھائیوں کی بہتر امداد کر سکے گا،

میرے بھائیو! ہر مسلم کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ رضائے الہٰی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے کیونکہ رضاء الہٰی کے سامنے سر جھکا دینا ہی اسلام کی روح ہے آخر میں "میں" تمہیں پھر اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ تمہارا رب صرف رب المسلمین نہیں ہے بلکہ رب العالمین ہے۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ ہر فرقے اور ہر نسل سے برادرانہ تعلقات رکھو کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ کسی کے جذبات کو مجروح نہ کرو۔ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ افغانستان میں قیام امن کا راز یہی ہے۔ کہ ہم اس زرین اصول پر عمل کرتے ہیں حق تعالیٰ ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا اِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ رَؤُفٌ الرَّحِيمُ ۝

دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

بے شمار و بے پایاں صلوٰۃ و سلام آقائے نامدار فخر عالم رسول اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سیدنا حضرت صدیق اکبر اور سیدنا حضرت فاروق اعظم اور سیدنا حضرت عثمان اور سیدنا حضرت علی پر رضی اللہ عنہم اور صلوٰۃ و سلام حضرت رسول اکرم کی ازواج مطہرات پر اور سیدہ فاطمۃ زہرا اور تمام بنات رسول پر اور صلوٰۃ و سلام سیدنا حمزہ اور سیدنا عباس پر اور صلوٰۃ و سلام حضرت امام حسین اور حضرت امام حسن پر اور صلوٰۃ و سلام تمام صحابہ کرام پر اور ائمہ مجتہدین پر اور اولیائے امت پر اور تمام صالح بندوں پر۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۵

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۵

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ

خطبہ ختم کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورۂ طٰہٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ "انا انزلنا" پڑھی۔

قرأۃ کا انداز اور لہجہ ایسا موثر تھا کہ مقتدیوں پر بیحد رقت طاری ہوگئی جب اعلیٰ حضرت نے سلام پھیرا تو ہر مقتدی کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ نماز پڑھ چکنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا مانگی۔

اعلیحضرت کی دعا

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

اے ہمارے پروردگار ہم تجھ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں واپس جانا ہے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا

الٰہی ہمارے گناہ معاف کر اور ہمارے کاموں میں جو ہم سے زیادتیاں ہوگئی ہیں ان سے درگذر فرما اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہمارے پاؤں جمائے رکھ

وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا

اور اے پروردگار! تو ہی اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حمایتی بنا اور تو ہی اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔ الٰہی ہم کو راہ راست پر لانے کے بعد ہمارے دلوں کو ڈانواڈول نہ کرنا اور اپنی بارگاہ سے ہم کو رحمت کا خلعت عطا فرما کچھ شک نہیں کہ تو بڑا دینے والا ہے۔

اے قادر مطلق! ہم سب کو سچا مسلمان بنا۔ ہمیں ایسی راہ پر چلا جس سے ہماری عملی اور اخلاقی حالت درست ہو اور ہم دین و دنیا میں کامیاب ہوں۔

اے آقا! اپنے ہندوستانی بندوں کو دنیا کی راحت، خوشحالی، اطمینان

اور وہ سب کچھ عطا کر جو تیرے غلاموں کے شایان شان ہو۔

اے رب قدوس! مجھ گناہگار امان اللہ کو کہ تیرا ایک دنی اور حقیر غلام ہوں اپنی قوم اپنے ملک اور اپنی ملت کا سچا خادم اور جاں نثار بنا۔

اے مالک! میں نے اپنی ملت کی مخلصانہ خدمت کا ارادہ کیا ہے۔ میرے ارادے میں استحکام و استقامت اور میری سعی و کوشش میں اخلاص و صداقت عطا فرما۔

اے مولا! میری قوم کا ایک بہت بڑا حصہ ذلت اور پستی میں زندگی بسر کر رہا ہے اسکو صلاح عمل کی توفیق عطا کر اور عروج و کمال عطا فرما۔

اے پروردگار ہمیں اخوت اسلامی کے فوائد پر غور کرنے اور اس تحریک پر عمل کرنیکی توفیق عنایت کر اور ہمارے دلوں سے بغض و عناد کو دور کر دے۔

الہی! ہمکو ظلم اور نا انصافی کے گندے سے محفوظ رکھ، اور ہم کو اپنی فرماں برداری کی توفیق دے اور اپنی فرماں برداری ہی کی حالت میں ہمارا خاتمہ کرنا

رب کریم! کوئی شک نہیں کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اپنے تئیں آپ تباہ کیا اور اگر اب تو ہمیں معاف نہیں فرمائے گا اور ہم پر رحم نہیں کریگا۔ تو ہم بالکل برباد ہو جائیں گے۔

الہی! ہم کو دنیا میں بھی خیر و برکت عطا کر اور آخرت میں بھی

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (الہی! ہماری دعائیں قبول کر بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور دل کی مرادوں کا جاننے والا ہے)

"جس وقت اعلیٰ حضرت یہ دعا مانگ رہے تھے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور چند لمحات کے لئے تمام حاضرین پر رقت طاری ہو گئی تھی دعا کے وقت اعلیٰ حضرت کے ایک ایک فقرے پر ساری مسجد "آمین" کی آواز سے گونج

رہی تھی اور مسلمانوں کو معلوم ہوتا تھا کہ قبولیت کی ساعت قریب آگئی ہے۔

دعا ختم کرنے کے بعد اعلیٰحضرت صدر دروازے کی طرف واپس تشریف لائے اور صحن مسجد میں بہت سے غریب مشتاق زیارت کو گلے سے لگایا اور بعض سے مساویانہ تپاک کے ساتھ مصافحہ کیا۔

جس وقت اعلیٰحضرت صدر دروازے کی طرف واپس آرہے تھے تو اس موقعہ پر ایک غریب مزدور نے اعلیٰحضرت کی خدمت میں پھولوں کا خوشنما ہار پیش کیا اعلیٰحضرت نے اس مخلصانہ ہدیہ کو بخندہ پیشانی قبول کیا۔ اور مزدور کو گلے لگا کر اسکے شانوں کو بوسے دئے۔

جب اعلیٰحضرت صدر دروازے سے نکل کر موٹر میں بیٹھ گئے تو افغانی پٹھانوں کے ایک گروہ نے بصد منت با آواز بلند کہا کہ

"یا سلطان المعظم! ما ساکنان افغانستان ہستیم و آرزوئی قدمبوسی داریم"

یہ جملہ سنکر اعلیٰحضرت موٹر سے نیچے اتر آئے اور شاہی آداب کو بالائے طاق رکھکر ان غریب پٹھانوں سے دوستوں کی طرح معانقہ کیا اور "فی امان اللہ" کہہ کر ان کو رخصت کیا۔ بعد ازاں اعلیٰحضرت موٹر میں سوار ہوئے اور بصد شان و شوکت گورنمنٹ ہاؤس تشریف لے گئے

جامع مسجد سے روانگی کے وقت ایک عظیم الشان ہجوم نے پورے جوش و خروش کے ساتھ "اللہ اکبر" کے فلک شگاف نعرے بلند کئے اور اعلیٰحضرت پر پھول برسائے اور پھولوں کی بارش کا یہ سلسلہ گورنمنٹ ہاؤس پہنچنے تک راستے بھر جاری رہا۔ شاہی سواری جب گورنمنٹ ہاؤس کے شمالی دروازے پر پہنچی تو وہاں بھی ہزارہا تماشائیوں کا ہجوم تھا اعلیٰحضرت نے موٹر سے اتر کر سب کو سلام کیا اور مہمان خانے میں داخل ہوگئے،

بمبئی کارپوریشن کی طرف سے ایڈریس

۱۶ دسمبر ۱۹۲۷ء کو بمبئی کارپوریشن کے ممبران کی طرف سے اعلیٰ حضرت شہریار غازی کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا گیا جس کا مضمون یہ ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم المنزلت! ہم بمبئی کارپوریشن کے اراکین انتہائی اخلاص و محبت کے ساتھ حضور کی تشریف آوری پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور حضور کی عزت وحیات کی ترقی کے لئے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہیں۔

حضور عالی! جب سے اعلیٰ حضرت نے خاک بمبئی کو اپنے وجود مبارک سے مشرف فرمایا ہے اہل بمبئی بے پایاں مسرت محسوس کر رہے ہیں اور حضور کی زیارت کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں، اگرچہ ہندوستان کی زمین ہمیشہ سے بادشاہوں کی مسکن رہی ہے اور بڑے بڑے جلیل القدر فرماں روا بحیثیت مہمان کے یہاں آئے ہیں لیکن اعلیحضرت جیسی جامع الصفات شخصیت کی تشریف آوری کا یہ پہلا موقع ہے۔ اعلیٰ حضرت نہ صرف ایک کامیاب فرمانروا ہیں بلکہ ایک عظیم القدر مدبر اور ایک بہترین انسان ہیں اور اپنے اندر ایسی خوبیاں رکھتے ہیں جو ہر شخص کے قلب میں گھر کر لیتی ہیں۔

حضور والا! تمام اہل انصاف اس حقیقت کے معترف ہیں کہ حضور مشرق کے سب سے بہترین مدبر ہیں اور حضور کی بیدار مغزی کا درخشاں ثبوت یہ ہے کہ حضور کی سعی و کوشش سے افغانستان نے ایک قلیل مدت میں آزادی و استقلال اور علم و تہذیب کا ایک اعلیٰ ترین مرتبہ حاصل کر لیا ہے اور دنیا کی آزاد و مستقل سلطنتوں میں ایک ممتاز درجہ حاصل کر لیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حضور کو بیش از بیش عروج و کمال عطا فرمائے۔

اعلیٰ حضرت! ہم اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے ہم غریبوں پر جو لطف و کرم کی بارش کی ہے اور ہم غریبوں کے ساتھ جو مساوات محبت اور دلی ہمدردی کا برتاؤ کیا ہے وہ ہمارے لئے مایۂ ناز وافتخار رہے اور حضور کے طرز عمل نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ حضور ایک برگزیدہ مسلمان ایک محترم محب وطن اور پاکیزہ انسان ہیں اور حضور کا قلب خلوص و صداقت، اخوت و مساوات اور حق پرستی و انصاف پسندی کے جذبات سے معمور رہے،

تابندہ باد نیّر اقبال امان اللہ خاں　　　　پائندہ باد دولت خداداد افغانستان

اعلیٰ حضرت شہریار غازی نے نہایت غور کے ساتھ "کارپوریشن" کے اڈریس کو سنا اور ازراہ لطف و کرم شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

کارپوریشن کے اڈریس کے جواب میں اعلیحضرۃ کی تقریر

عزیزان من! جس خلوص و محبت سے آپ نے میرا خیر مقدم کیا ہے اس کا اثر میرے دل پر نہایت گہرا ہوا ہے۔ میں آپ کا نہایت شکرگزار ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میری دلی تمنا یہ ہے کہ ہندوستان میں جتنی قومیں آباد ہیں وہ سب مل جل کر خلوص و محبت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں میں ہندوستان کے تمام باشندوں سے کہتا ہوں کہ تم سب ایک خدا پرستش کرتے ہو اس خدا نے سب کے لئے ایک ہی آسمان بنایا ہے۔ ایک ہی زمین بنائی ہے وہ ایک ہی آفتاب سے سب کو روشنی پہنچاتا ہے۔ اور وہی ایک خدا تمہاری سب کی زراعت گاہوں میں بارش کرتا ہے اس کے حکم سے جو ہوا چلتی ہے وہ صرف ہندو کے لئے یا مسلمان کے لئے یا پارسی کے لئے یا

عیسائی کے لئے یا یہودی کے لئے مختص نہیں ہوتی بلکہ سب کے لئے چلتی ہے۔ وہ ایک خدا سب کو پالتا اور سب پر کرم کرتا ہے۔ قدرت کی طرف سے کوئی امتیاز نہیں اس کا رحم و کرم عام ہے۔ نظام قدرت میں مساوات حقوق کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ غرض تم سب ایک خدا کو مانتے ہو اور اسی کی عبادت کرتے ہو پھر یہ کسقدر افسوسناک بات ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کا برتاؤ نہیں کرتے اور مل جل کر امن و سکون کی زندگی بسر نہیں کرتے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہندو اپنے مندر میں اسی ایک خدا کو پوجتا ہے۔ اور مسلمان اپنی مسجد میں اسی کی عبادت کرتا ہے پھر یہ مختلف ملتوں میں جھگڑا اور عناد کیوں ہے۔ میں نے مسلمانوں کو رواداری کی نصیحت کی ہے اور غیر مسلموں کو بھی یہی نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں بھائی بنو اور متحد ہو جاؤ کہ اتحاد ہی میں تمہاری فلاح کا راز پوشیدہ ہے۔

تقریر ختم ہونے کے بعد "فرقہ ہدویہ" کے چند نمائندے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے بھی ایک سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ اعلیٰ حضرت نے ان کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا۔

مذہب اسلام" ایک کامل اور مکمل مذہب ہے۔ اس مذہب میں فرقہ بندیوں کی قطعاً گنجائش نہیں۔ میں بہت صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ ہر نیا فرقہ اور ہر اختلاف ایک مصیبت ہے اور جو بھی نیا فرقہ پیدا ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی شخص کے اختلال کا نتیجہ ہے۔ جن اشخاص نے جاہ و مال کے لالچ یا شہرت حاصل کرنے کی غرض سے دین میں کوئی نیا فرقہ پیدا کرنے کی ہے انہوں نے اچھا کام نہیں کیا۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ انہوں نے عاقبت اندیشی سے کام نہیں لیا اور اس بات پر غور نہیں کیا کہ ان کی وجہ

ثروت اور شہرت محض عارضی چیز ہے۔

آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں کہ فرقہ بندیوں اور فرقہ آرائیوں سے لغزت کیوں ہے واقعہ یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں جو نیا فرقہ پیدا ہوتا ہے وہ عصبیت کی لعنت میں مبتلا ہوتا ہے اور فتنہ و فساد برپا کرتا ہے نئے نئے فرقوں کے ناسمجھ بانیوں نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ ہماری حرص پرستی اور شہرت طلبی کا نتیجہ خراب ہوگا۔ تعصب کا دروازہ کھلے گا اور امن وامان خطرے میں پڑ جائے گا، میں سچ کہتا ہوں کہ شہرت پسند اشخاص نے نئے نئے فرقے جاری کر کے ہمارے مذہب کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے متبعین میں انہوں نے جو تعصب پیدا کیا ہے وہ امن کو تباہ کرنے والا ہے آج ان فرقوں کے بانی مر چکے ہیں۔ جو مال وزر حاصل کیا تھا وہ ان کے ساتھ نہیں گیا لیکن ہاں وہ جو کانٹے چھوڑ گئے ہیں ان سے اہل حق کو تکلیف پہنچ رہی ہے اور سزا و جزا کے دن حق تعالیٰ ان کو عذاب علیم میں مبتلا کریگا۔

برادران من! تمہاری نجات بس اسی میں ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرو اور خلفائے راشدین کے خصائل حسنہ کو پیش نظر رکھو میں آخر میں تمہاری محبت کا احترام کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں،

ایک قابل ذکر واقعہ

اعلیٰ حضرت شہریار غازی اور مسز گاندھی کی گفتگو

۱۶ دسمبر ۱۹۲۷ء کو ڈونگری کے جلسے میں جس وقت حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب جامعہ ملیہ کی طرف سے سپاسنامہ پڑھ رہے تھے تو مولانا محمد علی صاحب نے محترمہ کستوری بائی (اہلیہ مہاتما گاندھی) کا اعلیٰ حضرت شاہ غازی سے تعارف کرایا۔

اعلیٰحضرت فوراً "بیا بیا زوجہ مہاتما گاندہی" کہہ کر کھڑے ہوگئے اور تعظیم کیساتھ انہیں اپنے پاس بٹھایا۔ مسز گاندہی نے عرض کیا کہ میرے شوہر مہاتما گاندہی آج کل علیل ہیں اس جلسے میں شریک نہو سکے۔ اور اعلیٰحضرت کی زیارت کے شرف سے محروم رہے لیکن انہوں نے ہندوستان میں اعلیٰحضرت کی تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا ہے اور انتہائی اخلاص و عقیدت کے ساتھ ہدیۂ سلام پیش کیا ہے۔

اعلیٰحضرت نے ہمدردی کا اظہار فرمایا اور مہاتماجی کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ میں "مہاتما گاندہی" کو ایک شریف بہادر اور سچا انسان سمجھتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ:-

بائی آپ مہاتما گاندہی سے میری طرف سے کہدینا کہ میں ان کا بھائی ہوں میں ان کا دوست ہوں اور میں ان کا بہت ہی بڑا دوست ہوں۔

یہ پیام سنکر محترمہ کستوری بائی نے اعلیٰحضرت کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ میں حضور کا یہ پیغام مہاتماجی تک پہنچا دوں گی،

بمبئی میں گھوڑ دوڑ کا معائنہ

۷ اردسمبر ۱۹۲۷ء کو دوپہر کے بعد بمبئی میں "گھوڑ دوڑ کے میدان میں نہایت عظیم الشان اجتماع ہوا۔

اعلیٰحضرت تاجدار افغانستان خلداللہ ملکہ ہز ایکسلنسی گورنر بمبئی کی معیت میں وائسرائے اور گورنر کے اعزازی محافظ دستوں کے درمیان شاہی جلوس کے ساتھ تشریف لائے اور علیاحضرت ملکۂ افغانستان لیڈی اردن کے ہمراہ دوسری شاہی گاڑی میں تشریف لائیں اور اس کے

عقب میں وزرائے افغانستان دوسری گاڑیوں میں آئے۔ میدان میں ہزاروں آدمی خیر مقدم کے لئے جمع تھے اور ہر شخص اپنے جلیل القدر مہمان کے حضور میں اپنے جوش مسرت کا اظہار کرنے کے لئے بے قرار نظر آتا تھا جس وقت اعلیٰ حضرت شامیانے میں داخل ہوئے تو حاضرین نے،

"زندہ باد اعلیٰ حضرت امان اللہ خان"

کے فلک شگاف نعروں سے پرجوش استقبال کیا۔ اور تقریباً پندرہ منٹ تک سارا میدان خیر مقدم کے نعروں سے گونجتا رہا۔ پھر گھوڑوں کا تماشہ شروع ہوا اعلیٰ حضرت دلچسپی کے ساتھ ملاحظہ فرماتے رہے جب کھیل ختم ہوا تو اعلیٰ حضرت نے مسرت کا اظہار کیا اور انعامات تقسیم کئے۔ پھر بمبئی کے بعض ذی اقتدار اشخاص کو گفتگو سے معزز فرمایا اسکے بعد اعلیٰ حضرت شاہی موٹر میں سوار ہوئے اور گورنمنٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔

اعلحضرت شاہ افغانستان کی یورپ کو روانگی

ہندوستان کے رفیع المرتبت مہمان کی رخصت کا نظارہ

۷ دسمبر ۱۹۲۷ء کی سہ پہر کو اعلیٰ حضرت شہریار غازی نے بمبئی کو الوداع کہا۔ ارکان حکومت صبح سے رخصت کے اہتمام و انتظام میں مصروف تھے۔ گورنمنٹ ہاؤس سے باب الہند تک تمام سڑکوں کو رنگ برنگ کی جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ چار بجے شام سے ذرا پیشتر اعلیٰ حضرت معہ ملکہ معظمہ اور مصاحبین کے گورنمنٹ ہاؤس سے ایک خوبصورت موٹر میں سوار ہو کر "باب الہند"

کی طرف روانہ ہوئے گورنر بمبئی۔ افغانی قونصل جنرل اور دیگر معزز ارکان حکومت نے اعلیٰ حضرت کی مشایعت کا فرض ادا کیا۔ گھوڑے کا توپ خانہ لانسرز بمبئی لائٹ ہارس اور وائسرائے اور گورنر کے اعزازی محافظ دستے ساتھ تھے، گورنمنٹ ہاؤس سے باب الہند تک تمام راستہ ہر قوم وملت کے لوگوں کے ہجوم سے پٹا پڑا تھا۔ جہاں جہاں اعلیٰ حضرت کی سواری گذرتی تھی۔ مجمع نعرہ ہائے مسرت اور پھولوں کی بارش سے اظہار عقیدت کرتا تھا۔ جس وقت اعلیحضرت باب الہند میں داخل ہوئے تو بندرگاہ کے توپ خانے نے سلامی اُتاری۔ باب الہند کے تمام احاطے میں بمبئی کے تمام ممتاز اشخاص مجتمع تھے۔ انہوں نے عقیدت ومحبت کے ساتھ جھک کر سلام کیا اور بآواز بلند یہ شعر پڑھا۔

ع

بہ سفر رفتنت مبارکباد

بہ سلامت روی و باز آئی

اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر ان کے سلام کا جواب دیا۔ اور ان کے خلوص و محبت کا شکریہ ادا کیا۔

پھر اعزازی محافظ دستے کا معائنہ کیا۔ اور لیڈی اروِن اور گورنر بمبئی سے مصافحہ کیا اسکے بعد اعلیٰ حضرت رفیع المرتبت ادام اللہ تعالیٰ ظلہٗ بصد شان وشوکت "راجپوتانہ" جہاز میں سوار ہوئے۔ جس وقت اعلیٰ حضرت نے جہاز پر قدم رکھا ہندوستان کے بحری توپ خانے نے سلامی اتاری اور ہوائی بیڑے نے بھی سلامی دی۔

لیڈی اروِن اور گورنر بمبئی اور تمام حاضرین نے مسلسل تالیوں سے اظہار عقیدت کیا، اور ہندوستان کا رفیع المرتبت مہمان رخصت ہو گیا۔

شاہ امان اللہ خاں کی سیاحت ہند پر تبصرہ

مولانا محمد علی کے تاثرات

اخبار بمبئی کرانیکل کے نمائندے نے مولانا محمد علی صاحب سے قیام بمبئی کے دوران میں ملاقات کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ اپنے ان تاثرات سے مطلع فرمائیں جو اعلیٰ حضرت تاجدار افغانستان کی تشریف آوری بمبئی سے آپکے قلب پر ہوئی ہیں مولانا نے نامہ نگار کے جواب میں جو کچھ فرمایا ہے وہ اس قدر اہم اور دلچسپ ہے کہ ہم اسکو لفظ بہ لفظ درج کرتے ہیں۔

مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت تاجدار افغانستان خلد اللہ ملکہ کا سفر اس سے بدرجہا زیادہ تعجب خیز و حیرت انگیز ثابت ہوا ہے جتنی کہ مجھے توقع تھی میں نے اعلیٰ حضرت کی شخصیت کے متعلق اتنی باتیں سنی تھیں کہ میں کسی حد تک ان کو مبالغہ آمیز سمجھنے لگا تھا لیکن جس شخصیت کو ہم نے دیکھا ہے وہ اس شخصیت سے بدرجہا ارفع و اعلیٰ ثابت ہوئی جس کی نسبت ہم نے یہ تعریف سنی تھی بہر صورت یہ چیزیں اعلیٰ حضرت کے سفر کو تعجب خیز بنانیوالی تھیں اعلیٰ حضرت کے سفر کا جو حصہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے وہ وہ ہے جسکا تعلق احمق برطانوی عمال حکومت سے ہے برطانوی اخبارات نے اعلیٰ حضرت کو پُراسرار بادشاہ لکھا ہے مگر میری رائے ایں تو یہ دفتری حکومت دراصل پُراسرار حکومت ہے۔

غازی امان اللہ خاں کو تخت نشین ہونے کے چند ہفتہ بعد ہی برطانوی حکومت کے خلاف جو تقریباً ایک صدی سے افغانستان پر مسلط تھی، افغانستان کی آزادی کیلئے جنگ چھیڑنی پڑی اور سر ہملٹن گرانٹ چیف کمشنر صوبہ سرحد کے الفاظ میں جو صلح کی گفت و شنید میں برطانیہ کے مختار و معتمد نمائندے بھی تھے۔ اس مختصر مگر پریشان کن جنگ کا خاتمہ

برطانوی اقتدار کے خاتمہ کی صورت میں ہوا۔ اور برطانیہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ ایسے ہنگامہ خیز خیالات کے اظہار کے بعد ہر شخص کو یہ خیال ہوا ہوگا کہ حکومت برطانیہ اپنے آزاد و خود مختار ہمسایہ کو دوست بنانے کی کوشش کریگی خصوصاً اس بنا پر کہ سرمایہ داری اور شہنشاہیت پرستی کا جانی دشمن جمہوریہ روس برطانیہ کا افغانستان میں اتنا ہی رقیب ہے جتنا کہ پہلے زار روس تھا۔ ہر شخص اس کا متوقع ہوگا کہ برطانیہ اپنے دوست امیر حبیب اللہ خاں مرحوم کے جواں بخت فرزند ارجمند کو مدعو کرنے کے لئے مضطرب و بیقرار ہوگا اور ان کی مہمان نوازی نہایت فراخدلی سے کریگا ممکن ہے کہ اس سے پہلے بھی انہوں نے ان کو مدعو کیا ہو لیکن مجھ کو اس کا قطعاً علم نہیں بہرصورت اب جبکہ اعلیٰ حضرت یورپ تشریف لئے جارہے ہیں اور سلطنت افغانستان جو ہر طرف سے سلسلہ کوہ اور خشکی سے گھری ہوئی ہے اور اس اعتبار سے ایشیا کا سوئیزرلینڈ ہے سمندر تک رسائی کا کوئی راستہ نہیں رکھتی بس سوائے اسکے کہ ہندوستان کا راستہ اختیار کریں کوئی راہ نہ تھی اسلئے برطانوی دفتری حکومت کے لئے بہترین موقعہ تھا کہ افغانستان کے جدید تاجدار کے دل پر جنہے اپنی حکمرانی کی ابتدا جنگ آزادی کے آغاز اور اپنے ملک کو برطانیہ کی غلامی سے نجات دلانے سے کی تھی اپنی محبت و دوستی کا سکہ جما دیتی۔

مجھے یقین ہے کہ حکومت ہند نے اعلیٰ حضرت شاہ و علیا حضرت ملکہ افغانستان اور ان کے ہمراہیوں کے خیر مقدم اور مہمان نوازی میں کافی مالی فیاضی سے کام لیا جس کا اندازہ محصول دہندگان کو ہو چکا ریلوے گاڑی کی سیلونوں کی تعمیر جن پر تقریباً ڈھائی لاکھ صرف ہوا اور شب و روز کی محنت و کوشش سے ایک ماہ میں بن کر تیار ہوئے فی الحقیقت اسراف بے جا تھا اور یہ میری سمجھ میں نہیں کہ آیا کہ برطانوی شاہی خاندان کے ارکان کے لئے جو سیلون تیار ہوئے تھے اور جنکو کچھ ایسا زیادہ زمانہ بھی نہیں گزرا خفیف سے رد و بدل کے بعد افغانستان کے شاہی مہمانوں کیلئے کیوں استعمال نہیں کئے گئے لیکن خیر یہ فضول خرچی اس بنا پر قابل معافی ہو سکتی ہے کہ شاید حکومت ہند اپنے ایسے مہمان کی تالیف قلب

کی آرزو مند تھی جس کی شخصیت سے نہایت اہم اور دور رس اچھے یا برے نتائج وابستہ ہیں بہر حال میں نے اعلیٰ حضرت شاہ اور علیا حضرت ملکہ افغانستان کے ورود مسعود سے صرف ایک روز قبل بمبئی پہنچکر جو کچھ دیکھا اس نے مجھکو محو حیرت کر دیا کیونکہ وہ دفتری حکومت جو ہندوستان کے ٹیکس دہندگان کی جیبیں خالی کرا کر افغانستان کے شاہی مہمانوں کی مہمان نوازی میں انتہائی فیاضی کا ثبوت دیتی نظر آتی تھی. دیگر امور میں اس کا رویہ صریح طور پر معاندانہ اور حریفانہ تہا

اعلیٰ حضرت شاہ امان اللہ خان غازی ہندوستان کے ایسے راستے سے گذر کر یورپ تشریف لیجارہے تہے جس سے ظاہر ہوتا تہا کہ وہ حتی الامکان ہندوستان سے باہر باہر تشریف لیجانا چاہتے ہیں اعلیٰ حضرت اس راستہ سے پشاور سے بمبئی نہیں پہنچے جو عام ہے اور جس راستہ سے ہر شخص جاتا ہی بلکہ آپ چمن کراچی تشریف لے گئے اور وہاں سے ہندوستان چھوڑ کر براہ سمندر بمبئی میں رونق افروز ہوئے اور یہاں بمشکل اتنے عرصہ قیام فرمایا ہوگا جتنے عرصہ کہ ایک ایسا یوروپین سرکاری ملازم ٹھیر سکتا ہی جو اپنی تین ماہ کی استحقاقی رخصت ولایت میں گذارنے کے لئے بیچین ہو اس صورت میں ظاہر ہی کہ شاہ امان اللہ خاں ہندوستان کا کچھ بھی مطالعہ نہ فرما سکے ہونگے. لیکن جو کچھ بھی اعلیٰ حضرت نے معائنہ فرمایا اس کے وہ یقیناً مستحق تہے اور برطانوی میزبانوں سی یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ اس مختصر سے قیام کے دوران میں حتی الامکان یہ کوشش کریں کہ اپنے شاہی مہمان کو ہندوستان کے متعلق زیادہ سے زیادہ واقفیت بہم پہنچائیں لیکن جب میں نے سنا کہ برطانوی دفتری حکومت نے اہالیان بمبئی کی اس درخواست کو سرا پا استحقار سے ٹہکرا دیا جو اعلیٰ حضرت شہریار غازی کی آمد پر اعلیحضرت کا جلوس ہندوستانی آبادی میں نکالنے کے متعلق تھی تاکہ پردہ نشین خاتونیں بھی اس مسلمان بادشاہ اور بادشاہ بیگم کے دیدار سے مشرف ہوں تو میں حیران رہ گیا اسکی وجہ صرف یہی سمجھ سکا کہ دفتری حکومت کی یہ آرزو ہی کہ ایک آزاد و خود مختار مسلمان تاجدار کی تشریف آوری ہند کے موقعہ پر بمبئی کے مسلمانوں کو اپنے جذبات محبت و خلوص کے اظہار کا موقعہ نہ دیا جائے. لیکن مجھ جیسے

شخص کے لئے جو اس دفتری حکومت اور اسکے آقایان ولی نعمت کے ہاتھوں اس چیز کے سلسلہ میں ہمیشہ تکالیف اٹھاتا رہا جسکو وہ اتحاد اسلامی کے نام سے موسوم کرتے تھے اور میں بحیثیت مسلمان کے اسکو صرف اسلام کہتا ہوں یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ لیکن جب میں نے اس گاڑی میں جس سے کہ بمبئی آرہا تھا یہ پڑھا کہ دفتری حکومت نے بمبئی کارپوریشن کے ارکان کو جن میں اکثریت غیر مسلموں کی ہے اس امر کی اجازت دینے سے انکار کر دیا کہ اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کی بارگاہ معلے میں اس وقت سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا جائے جبکہ اعلیٰ حضرت باب الہند میں داخل ہوں تو اس علانیہ اور احمقانہ دشمنی پر میں بیحد متعجب ہوا۔

دفتری حکومت کی حماقت جس زمانہ میں ہز اکسلنسی وائسرائے نے ہندوستان کی مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈروں کو اس غرض سے دعوت دی تھی کہ آئینی کمیشن کے متعلق لارڈ برکن ہیڈ کے آخری اور قطعی احکامات کو سنیں اور انکے آگے سر تسلیم خم کر دیں تو ان دنوں اخبار اسٹیٹسمن کا نامہ نگار خصوصی دہلی میں موجود تھا۔ اس نے نہایت صحیح طور پر کہا تھا کہ بظاہر قدرت نے برطانیہ کی قسمت میں لکھدیا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنی حماقت سے ہندوستان کے مضمحل اور افسردہ جذبات قوم پروری کو ابھارتی اور زندہ کرتی ہے اگر یہ خیال (جنرل ڈائر) اور سائمن کمیشن کے متعلق درست ہے تو دفتری حکومت کی اس حرکت کی نسبت بھی درست ہے کہ اس نے بمبئی کارپوریشن کو اعلیٰ حضرت شاہ امان اللہ کی بارگاہ عالی میں سوائے گورنمنٹ ہاؤس کے اور کسی دوسرے مقام پر سپاسنامہ پیش کرنے کی اجازت نہیں دی ممکن ہو کہ اس رواج میں کچھہ صداقت ہو کہ ایک اجنبی خود مختار بادشاہ کی خدمت میں برطانوی بادشاہ کی نمائندے میں بھی کوئی سپاسنامہ پیش نہیں کیا جا سکتا لیکن بمبئی کی تیرہ لاکھہ آبادی میں سے ایک فرد بھی یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ ان وجوہ میں ذرہ بھر بھی معقولیت اور صداقت ہے جو دفتری حکومت کیطرف سے گورنمنٹ ہاؤس کو سپاسنامے کیلئے مخصوص کرنی کی بنا پر پیش کیگئی تھیں آجکل جبکہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ

عناد اور کشیدگی کی حالت اسدرجہ پہنچ گئی کہ کوئی شخص اپنا صبح کا اخبار اس اندیشہ کے بغیر نہیں کہولتا کہ مجہے ضرور دو چار مقامات پر ہندو مسلم فسادات کی خبر پڑہنی ہوگی اس امر کا امکان تہا کہ بمبئی جیسے شہر میں جہاں ہر رنگ و نسل اور ہر مذہب و ملت کے لوگ آباد ہیں کسی نہ کسیکو یہ خیال ہوگا کہ ایک مسلم بادشاہ کا خیر مقدم ہو رہا ہے اگرچہ وہ بادشاہ اپنی بے مثال رواداری اور ہندوستان کو متحد دیکہنے کی آرزو کیلئے مشہور ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ برطانوی دفتری حکومت نے ایسے خیال کے امکان ہی کو نیست و نابود کردیا اور ہندو مسلمان پارسی جینی اور ہر خیال کے لوگ اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان اور علیا حضرت ملکہ کی خدمت اقدس میں خلوص دل سے نہایت پرجوش خیر مقدم پیش کرنے کے لئے متحد ہوگئے برطانوی دفتری حکومت نے مہماں نوازی کی بجائے اپنے احمقانہ اور علانیہ عناد سے بلاشک و شبہ ایک مرتبہ پہر ہماری نیم مردہ اور مضمحل قومیت میں روح پہونکدی اور ہم نے اپنے ہمسایہ اسلامی ملک کے جواں بخت تاجدار کا مسلمانوں کی حیثیت سے نہیں بلکہ ہندوستان کی متحدہ قوم کی حیثیت سے خیر مقدم کیا۔

خواتین بمبئی کا سپاسنامہ علیا حضرت ملکہ افغانستان کی بارگاہ عالیہ میں جو خواتین بمبئی سپاسنامہ خیر مقدم پیش کرنا چاہتی تہیں اسکے متعلق دفتری حکومت کی حماقت کے متعلق کیا عرض کروں ؟ یہ اتفاق سے میرا ہی مشورہ تہا اور جب بمبئی آتے ہوئے ریل میں مجھکو معلوم ہوا کہ بمبئی کی خواتین نے میرے مشورہ کو قبول کرلیا ہے حالانکہ ان میں سے شاید چندہی کو یہ خیال ہوا ہوگا کہ اس کا اصلی محرک کون ہے تو مجہے مسرت ہوئی ایک کمیٹی بہی مقرر ہوگئی تہی جس میں تمام ملتوں اور فرقوں کے نمائندہ خواتین شریک تہیں اور سپاسنامہ پیش کرنے کے لئے تمام انتظامات نہایت سرعت سے ہو رہے تہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خواتین بمبئی نے یہ بھی فیصلہ کرلیا تہا کہ لیڈی اروِن کو ایک گارڈن پارٹی دی جائے وہ خوشی سے ایسا کرنے کی مجاز تہیں لیکن یہ دونوں ایکدوسرے سے بالکل جداگانہ اور مختلف تہیں اور ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق نہ تہا ہر حال جب میں ۱۳ دسمبر کو بمبئی پہنچا تو مجہے معلوم ہوا کہ خواتین بمبئی کو اطلاع دی گئی ہے کہ اعلیٰ حضرت ملکہ افغانستان کا

ارادہ ہے کہ صبح سے شام تک سامان کی خریداری میں مصروف رہیں اس لئے ان کو اتنی فرصت نہ ہوگی کہ خواتین بمبئی کا سپاسنامہ خیر مقدم سوائے اس سہ پہر کے جبکہ لیڈی اردن کے اعزاز میں گارڈن پارٹی دی جائے گی، اورکسی وقت قبول فرمائیں،

ممکن ہے کہ یہ برطانوی رسم ہو کہ برطانوی ملک معظم کی رعایا برطانوی ملک معظم کی موجودگی میں کسی اجنبی آزاد اور خود مختار بادشاہ کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش نہیں کر سکتی۔ اور شاید یہ بھی ہو کہ اس رسم کے مفہوم کی مطابق وائسرائے ملک معظم شاہ برطانیہ کی بہیا یہ ہو اگرچہ مجھے شبہ ہے کہ صوبوں کے گورنر بھی اس رواج کے مفہوم کی مطابق برطانیہ کیا دشاہ ہونگے جیسا کہ سر لیسلی ولسن گورنر بمبئی کی نسبت کہا گیا تھا جنہوں نے اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کا باب الہند پر خیر مقدم کیا تھا مجھکو معلوم ہوا ہی کہ اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کو بھی گورنر بمبئی کی نیابت کے متعلق شکوک تھے اور اسی وجہ سے شاہی ضیافت میں اعلیٰ حضرت کیطرف سے ایک گھنٹہ کی تاخیر کردی گئی تھی جس سی گورنر کو یقین ہوگیا تھا کہ اعلیٰ حضرت کے شکوک بالکل صحیح اور درست ہیں) بہر حال کچھ بھی سہی وائسرائے کی بیوی کی کوئی آئینی اور سرکاری حیثیت نہیں دہلی میں جو ۱۹۰۲-۰۳ء میں شاہی دربار ہوا تھا اس میں لارڈ کرزن نے ڈیوک آف کناٹ برادر خورد ملک معظم شاہ برطانیہ پر سبقت کی تھی اگرچہ بعض لوگوں نے اسکو بیحد ناپسند کیا تھا مگر جبر و قہر اسکو برداشت کرنا پڑا تھا لیکن اس بات کی سب نے شکایت کی تھی کہ اگر وائسرائے بادشاہ کے بھائی پر سبقت کر بھی سکتا ہے تو وائسرائے کی بیوی کو ڈچس آف کناٹ پر سبقت نہ کرنی چاہیئے مجھکو تو خوشی ہے کہ برطانوی دفتری حکومت نے بھی اس امر پر اصرار نہیں کیا کہ علیا حضرت ملکہ افغانستان کی خدمت میں ہندوستان کی خواتین ہز اکسلنسی وائسرائن کی موجودگی میں اسی طرح سپاسنامۂ خیر مقدم پیش نہیں کر سکتیں جس طرح کہ علیا حضرت ملکہ کے محترم شوہر کی بارگاہ عالی میں ہز اکسلنسی وائسرائن کے شوہر کی موجودگی میں کوئی سپاسنامہ پیش نہیں ہو سکتا۔ لیکن کیا یہ بات کچھ کم موہوم تھی کہ برطانوی دفتری حکومت نے اس امر پر

اصرار کیا کہ اس سپاسنامۂ خیر مقدم میں جو علیا حضرت ملکہ افغانستان کی بارگاہ عالیہ میں پیش ہونیوالا تھا علیا حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ ہز ایکسیلنسی وائسرائن کا نام بھی شامل کردیا جائے ظاہر ہے کہ خواتین بمبئی کا کوئی ارادہ ہز ایکسیلنسی وائسرائن کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرنے کا نہ تھا اور اگر ان کی یہ خواہش ہوتی بھی تو ان کو اسی طرح کوئی شخص سپاسنامہ پیش کرنے سے نہ روکتا جس طرح کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائن کو گارڈن پارٹی دینے کے معاملہ میں کسی نے بھی ان کو نہ روکا تھا۔

مسلمانان بمبئی کا سپاسنامہ - ایسے اشخاص سے جو اس درجہ تنگدلی اور حماقت کا اظہار کر سکے ہوں جیسا کہ عمال حکومت کی جانب سے خواتین کے سپاسنامے کے سلسلے میں ظہور میں آیا۔ یقیناً یہی توقع ہو سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی اس خواہش و آرزو کی بھی مخالفت کرینگے کہ اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کا پبلک طور پر خیر مقدم کیا جائے چنانچہ جس کی توقع تھی وہی وقوع میں آیا۔ انجمن اسلامیہ بمبئی کی یہ خواہش بالکل قدرتی تھی کہ وہ اعلیحضرت کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کرے یا اعلیٰ حضرت کو ایک گارڈن پارٹی پر مدعو کرے گو اس غرض کیلئے اسکا قطعہ سبزہ زار بہت ہی کم تھا لیکن اس واقعہ کو بہانہ بنا کر بمبئی کے تمام مسلمانوں کو اس سعادت سے محروم کرنا کہ وہ اعلیٰ حضرت کا عظیم الشان استقبال پبلک طور پر نہ کر سکیں ایک ایسا فعل تھا کہ جو علانیہ اور احمقانہ دشمنی کی مرادف تھا بمبئی میں جہاں دس ہزار مسلمانوں کے جلسۂ عام میں ایک استقبالیہ کمیٹی پہلے سے قائم ہو چکی تھی وہاں کی مسلم پبلک سے یہ کہنا کہ وہ اپنے میں سے صرف ایک درجن اشخاص کو سپاسنامہ پیش کرنے کے لئے یا تو انجمن اسلامیہ کی گارڈن پارٹی کے موقعہ پر بھیجدیں یا پھر عمال حکومت کے مقدس مقام یعنی مالا بار پوائنٹ میں بھیجدیں حقیقتہً گورنمنٹ ہاؤس میں دیوانگی کا یہ ایک حیرت انگیز نمونہ تھا اس سلسلہ میں جو کچھ میرے علم میں ہے میں اسکو مشت از بام نہیں کرنا چاہتا مگر میرا یہ عرض کرنا ہی کافی ہو گا کہ جو لوگ اس سلسلہ میں مسلمانوں کے جلسوں کی تنظیم کے روح رواں تھے وہ آخر تک ثابت قدم رہے اور انہوں نے

اپنے مقام سے ایک انچ بھی ہٹنے سے صاف انکار کر دیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ٹھیک اسی دن جو اس عظیم الشان استقبال کے لئے مقرر ہو چکا تھا۔ عمال حکومت کو اسی طرح گھٹنوں کے بل جھکنا پڑا تھا اور اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کو کم از کم ایک ایسے منظر کو دیکھنے کا موقع مل گیا جو ممدوح نے اس سے پیشتر کبھی ملاحظہ نہیں فرمایا تھا۔

پولیس کمشنر کی حرکت ۔ ہمارے صوبہ میں ایک مثل مشہور ہے کہ بھاگتے بھوت کی لنگوٹی بھلی، جب عمال حکومت اسکو نہ روک سکے کہ اعلیٰ حضرت کا پبلک طور سے استقبال نہ ہو سکے تو کہا جاتا ہے کہ پولس کمشنر نے چال چلی کہ استقبالیہ کمیٹی کے دو ارکان کو کمیٹی کے دیگر ارکان کی لاعلمی میں اس بات پر راضی کر لیا کہ جلسہ کا وقت ۵ تاریخ کی شب کی بجائے ۶ تاریخ کی صبح کے وقت میں تبدیل کر دیا جائے کیونکہ بقول ان کے اسلامی تاجدار کا شب کے وقت خیر مقدم کرنا مسلمانوں کے لئے محفوظ وقت نہیں ہے مسلمانوں نے تو اس راستہ پر جو استقبالیہ کمیٹی نے منتخب کیا تھا نہایت قلیل وقت میں چراغاں اور روشنی کا انتظام بھی کر لیا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ ڈونگری کے میدان میں جو جمعیت مرکزیہ خلافت کے دفتر کے محاذ میں واقع ہے۔ جوق در جوق آ رہے تھے اگرچہ ٹکٹوں کی تقسیم استقبالیہ کمیٹی کے ان ہی دو ارکان نے جنکا میں نے تذکرہ کیا ہے عمال حکومت کی ہدایت پر ملتوی بھی کر دی تھی۔ لیکن لوگوں کا یہ سب اشتیاق بیکار تھا بھاگتے بھوت کی لنگوٹی تو عمال حکومت نے پہلے ہی گھسیٹ لی تھی اور اس طرح ہزارہا اشخاص کو مایوس ہو کر لوٹ جانا پڑا تھا کیونکہ اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان نے مسلمانوں کے ان محلوں سے گذر کر جہاں چراغاں کیا گیا تھا ڈونگری کے وسیع میدان میں جہاں روشنی کی گئی تھی خیر مقدم کے لئے تشریف نہ لا سکے تھے جو لوگ ہندوستانی پبلک کے حالات سے واقفیت رکھتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس قسم کے استقبال اور خیر مقدم کے جلسوں کے لئے رات ہی کا وقت مناسب ہوتا ہے۔ غریب سے غریب شخص بھی دن کے کام سے فارغ ہو کر آسکتا ہے اور جب انکو ایکم تبہ مناسب

طریقہ پر بٹھادیا جائے تو پھر ان کے جوش وخروش کا مناسب طریقہ پر بند وبست کیا جاسکتا ہی علاوہ ازیں بمبی کے لوگ یوں بھی سوکر دیرسے اٹھتے ہیں اور بمبئی میں صبح عام طور سے طلوع آفتاب پر نہیں بلکہ اسوقت ہوتی ہے جب سورج نصف النہار پر پہنچ جاتا ہے یہ صحیح ہے کہ اعلیٰحضرت جب ۱۰ بجے دن کے تشریف لائے تب بھی تقریباً دو لاکھ اشخاص کے ہجوم نے استقبال کیا۔ لیکن بمبی کی مخلوق آٹھ بجے سے پہلے اتنی کثیر تعداد میں نہیں آئی جلتی آٹھ بجے کے بعد آنا شروع اور اعلیٰحضرت کی تشریف آوری کے ٹھیک وقت تک بلکہ اسکے بعد تک بھی لوگوں کی آمد کا تانتا بندھا رہا اور اسلئے بیٹھنے کا انتظام متواتر درہم برہم ہوتا رہا اور پھر بمبئی پھر بمبئی ہے۔ پشاور دہلی تو تھا نہیں کہ وہاں دس بجے دن کو خاصی سردی ہوتی۔ لوگوں کو کھلے آسمان کی گنبد نیلگوں کے نیچے گھنٹوں تک اس طرح بیٹھنا کہ تمازت آفتاب سے بچنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ہرگز ان کے جوش وخروش پر کوئی بندش عاید کرتے یا ان کو ترتیب سے رکھنے کا کوئی انتظام نہیں ہوسکتا تھا۔ چنانچہ لوگوں کے مختلف قطعات میں بٹھانے کے جو بہترین انتظامات کئے گئے تھے وہ بالآخر سب بری طرح درہم برہم ہوگئے۔

جمہور کی محبت کا اثر۔ اعلیٰحضرت ہماری نظم وسلیقہ کا کوئی بہت اچھا اثر لے کر نہیں گئے ہونگے لیکن جیسا کہ ممدوح نے پبلک طور سے تھوڑی سی دیر بعد انجمن اسلامیہ کے ہال میں خود اقرار فرمایا تھا کہ اعلیٰحضرت ہماری جوش اور ہماری اس الفت اور محبت کا جو اعلیٰحضرت اور ان کی قوم کے ساتھ ہے نہایت زبردست اثر لے کر گئے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب اثر خود ہمارے قلوب پر اعلیٰحضرت نے اپنی ان صفات عالیہ کا قائم کیا کہ رسمی آداب سے کلیتہً بے پرواہی عوام کے ساتھ خلا ملا۔ میں دلی انبساط کا حاصل ہونا اور پھر آپ کا اس حالت میں بھی تحمل اور رواداری کا دامن ہاتھ سے نہ دینا جس میں کہنہ مشق سے کہنہ مشق مقرر بھی جو عوام کے کسی ہجوم کو خطاب کرنے کا خواہشمند ہو پریشان

ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اعلیٰ حضرت کا تحمل ہمیشہ بےمثال تھا اور پھر حضور ممدوح کا اپنا شوق بھی اسکول کے اس طالب علم یا کارخانہ کے اس کارکن کی جوش و خروش سے کسی طرح کم نہ تھا جو عوام کسی ہیرو کو جہاں تک ممکن ہو قریب سے ایک نظر دیکھنے یا اس کی تقریر سننے کے لئے رضاکارو یا پولیس کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

اللہ اکبر کے نعرے ان حالات میں جن کو پولیس کمشنر اسی وقت سے جانتے تھے جبکہ انہوں نے جلسہ کا وقت بجائے رات کے وقت کے تبدیل کرکے دن کا وقت رکھا تھا اعلیٰ حضرت کوئی طویل تقریر نہ فرما سکے لیکن سہ پہر کو جب اعلیٰ حضرت نے انجمن اسلامیہ ہال میں تقریر فرمائی تو گورنر اور مسلمانان بمبئی کے اکابرین کے سامنے اسکا اظہار فرمایا کہ صبح کے استقبال کا ممدوح پر کیا اثر ہوا تھا اعلیٰ حضرت نے اپنے ان منتخب سامعین کو تہذیب و تمدن مروجہ کے آداب کے لحاظ سے اگر دل سے نہیں تو یقیناً ظاہری شکل و صورت میں تو سرد ہی پایا۔ صبح کے جلسہ میں اعلیٰ حضرت نے پہلے ہی ہم پر اسکا اظہار کر دیا تھا کہ حضور ممدوح کی شخصیت وہ ہے جس پر رسمی استقبال خواہ وہ کیسا ہی شاندار کیوں نہ ہو کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتا لیکن عوام و جمہور کے اس غیر رسمی جوش و خروش نے جیسا کہ خود حضور ممدوح نے صاف دلی سے فرمادیا تھا ان کے دل پر قبضہ کر لیا تھا پس انجمن اسلامیہ کے سامعین کو اس ہال کے اندر دیکھ کر جو بہت حسن و زیبائش اور صرف کثیر کے ساتھ آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا نیز ان لوگوں کو جو بہت کیسی اور اعلیٰ درجہ کی تراش کے ملبوسات زیب بدن کئے ہوئے تھے دیکھ کر اور رسمی آداب کے لحاظ سے سرد ہی پاکر اعلیٰ حضرت نے تمام آداب کو بالائے طاق رکھدیا اور ارشاد فرمایا کہ:۔ اس سے قبل کہ میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کروں میں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نام سے کلام شروع کروں اور آپ کے جذبات کو تحریک دوں پس جب میں اللہ اکبر کا نعرۂ تکبیر لگاؤں تو آپ بھی اس میں شرکت کیجئے۔ چنانچہ اس طرح انجمن اسلامیہ کا ہال بھی صبح کے جلسہ میں تبدیل ہو گیا۔ اور گورنر بمبئی اور سر لسلی ولسن نے

نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جس بات سے بادشاہ کو محروم رکھنے کے لئے شاہ کے استقبال کو انجمن کے ہال یا گورنمنٹ ہاؤس ہی تک محدود رکھا جاتا تھا وہ کیا تھا اور یہ ہستی جو انسانوں کے اندر ایک انسان کی اور بادشاہوں کے زمرہ میں ایک بادشاہ کی حیثیت رکھتی ہے کس طرح مؤدب اور مخصوص استقبالی مجالس کو نہایت پرجوش عوام کے ان جلسوں کی ہیئت میں تبدیل کرسکتی ہے جہاں جذبات انسانی کی لہریں ان قیود سے بالاتر ہوجاتی ہیں جو پولیس کے ذریعہ سے قائم کی جائیں۔

غریبوں کا دوست - امان اللہ خاں نے اپنے ان سامعین سے جن کا شمار طبقۂ اعلیٰ میں تھا صاف صاف کہدیا کہ انکو عمومیت سے کیا شغف اور عوام کیساتھ کسدرجہ الفت ہے اور ان کے قلب میں عوام کی کیا وقعت ہے اور کس طرح وہ اسکے خواہشمند ہیں کہ یہ لوگ بھی اپنے تشخص کو چھوڑ کر عوام و جمہور کے شریک حال ہوجائیں انہوں نے ان لوگوں کے منہ پر کہدیا کہ آپ نے تعلیم کے بارے میں اپنی جس دلچسپی کا اظہار کیا ہے وہ صحیح ہے لیکن تعلیم صرف اعلیٰ طبقات ہی تک محدود نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ یہ تعلیم عامۃ الناس کی تعلیم ہونا چاہیے انہوں نے ان لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگ نہایت زینت اور بہترین آرائش کے لباس زیب بدن کئے ہوئے ہیں لیکن میں نے آج ہی صبح کے جلسہ میں آپ ہی لوگوں کے مذہب کو نہایت خراب لباس اور بعض حالات میں بہت ہی کم لباس میں ملبوس دیکھا ہے میں چاہتا ہوں کہ بجائے اسکے کہ غریب اور امیروں کے لباس میں اس درجہ نمایاں فرق ظاہر ہو آپ بھی جہاں تک ممکن ہو ان ہی جیسا لباس پہنیں بادشاہ نے بتلایا کہ کس طرح افغانستان میں اس کی کوشش کی جاتی ہے کہ عام لوگوں کو بھی مناسب لباس میسر آئے اور اگر عوام کو پورا لباس میسر نہ آئے تو اعلیٰ طبقہ کے پاس تو کپڑوں کی افراط نہ ہو اس وعظ و پند سے زیادہ بہتر کوئی پند و نصیحت نہ تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ جس منتخب جماعت نے اسکو سنا وہ جلد اسکو فراموش نہ کرینگے تمتمائے چہرہ

اور آنسوؤں سے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ جب اعلیٰ حضرت نے بھرائی ہوئی آواز
میں کہا کہ میں اس دن کی آمد کا مشتاق ہوں جب میں اپنی جان اپنے ملک اور اپنے
مذہب کے لئے نثار کرسکوں تو سامعین میں سے کثر خوشامدی وجی حضوری بھی متاثر
ہوئے بغیر نہ رہا ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کیا موزوں مشورہ "اعیان واکابرین" بمبئی
کے لئے ہوگا جیسا کہ بادشاہ نے کہا کہ مجھے جو اختیار اور جو مرتبہ حاصل ہے یہ اختیار اور
رتبہ وہ ہے جو میری قوم نے مجھے عطا کیا ہے ورنہ میں ایک فرد واحد سے زیادہ
حیثیت نہیں رکھتا۔ میں صرف معمولی بے حیثیت "امان اللہ" ہوں

اعلیٰ حضرت شاہ غازی کے ارشادات

ہندو، مسلمان، ایرانی اور پارسی میرے بھائی ہیں

۱۷ دسمبر ۱۹۲۷ء کو اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کی خدمت میں گورنمنٹ ہاؤس
بمبئی میں تین سپاسنامے پیش ہوئے تھے، اول سپاسنامہ ایرانیوں اور پارسیوں
کی جانب سے مشترکہ پیش ہوا جسکو مسٹر شوستری ذی بڑھ کر سنایا اس میں یہ تذکرہ کیا گیا
تھا کہ ایران اور افغانستان کے درمیان زمانہ قدیم سے تعلقات رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے ایرانیوں اور پارسیوں کے مشترکہ ایڈریس کو سنکر ان دونوں ملتوں
کے اظہار محبت پر شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ پارسی اور ایرانی بھی ہمارے اسی طرح بھائی
ہیں جس طرح ہندو اور مسلمان ہمارے بھائی ہیں۔ ہم نے جامع مسجد کے خطبہ میں اپنے مسلمان بھائیوں
کو نصیحت کی ہے کہ وہ ہندوستان کی ہر ملت کے ساتھ دوستی محبت اور الفت
کے تعلقات قائم رکھیں اور ہم آپ کو بھی یہی مشورہ دیتے ہیں۔

کہ خدا کے سب بندوں کو اپنا بھائی سمجھو۔ یاد رکھئے امن و امان اور محبت و نیک نیتی کے ساتھ زندگی بسر کرنا تمام ملتوں کا اہم ترین فرض ہے،

دوسرا سپاسنامہ بمبئی کے مسلمان طلباء اور اساتذہ کی مجلس کی جانب سے پیش ہوا۔ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت شاہ غازی نے تعلیم نسواں کی اہمیت پر زور دیا اور ارشاد ہوا۔ کہ جو شخص افغانستان جائے وہ ان ترقیات کو معلوم کر سکتا ہے جو تعلیم نسواں کے متعلق کی گئی ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے مسلمان طلباء اور اساتذہ کی جماعت کو خاص طور پر مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ میری خواہش یہ ہے کہ حیات انسانی کی تمام سرگرمیوں میں عورتوں کو بھی مردوں کے مساوی الدرجہ حقوق ملنے چاہئیں۔

تیسرا سپاسنامہ ان پٹھانوں کی جانب سے تھا جو ہندوستان میں متوطن ہو گئے ہیں اور ہندوستانی قومیت میں جذب ہو گئے ہیں۔ اس سپاسنامے کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے ہم وطن بھائیوں کے جذبات خلوص و محبت کا احترام کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حریت اور مساوات کے مفہوم کو سمجھ کر سب کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرو اور ہندوؤں کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کرو اور اپنے آپ کو ہندوستانیوں سے علیحدہ نہ سمجھو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندو اور مسلمان اور ایرانی اور پارسی سب میرے بھائی ہیں اور میں اپنے آپ کو سب کا خادم سمجھتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کا بحری پیغام

۱۸۔ دسمبر ۱۹۲۷ء کو ہز ایکسیلنسی "سردار اعلیٰ" غلام صدیق خاں وزیر امور خارجہ افغانستان نے شاہی جہاز "راجپوتانہ" سے جس میں اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان سفر کر رہے ہیں۔ ایک "لاسلکی" پیغام ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کے نام

ارسال کیا جس میں ظاہر کیا کہ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت شاہ افغانستان اور علیا حضرت ملکہ معظمہ مع العافیت ہیں اور اس خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو حکومت ہند کی طرف سے کیا گیا اور اعلیٰ حضرت شاہ اور علیا حضرت شاہ بانو نے جہاز راجپوتانہ اور اس کی تزئین و آرائش کو بہت پسند کیا اور اس سے بہت محظوظ ہوئے اور تمام ساز و سامان کا بہت غور سے معائنہ فرمایا سمندر ساکن ہے اور جہاز میں ہر شخص خوش و خرم ہے۔

اس پیغام کے جواب میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں شکریہ کا تار روانہ کیا۔

عدن میں اعلیٰ حضرت کا پرجوش خیر مقدم

۱۲ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو اعلیٰ حضرت شہریار غازی نے عدن میں نزول اجلال فرمایا، "جہاز راجپوتانہ" کے اطراف میں بارہ ہوائی جہاز پرواز کر رہے تھے

ریزیڈنٹ عدن اور لیڈی اسٹورٹ نے سرکاری طور پر اعلیٰ حضرت کا استقبال کیا اور عدن کے نامور اور ممتاز اشخاص نے اہل عدن کی طرف سے پرجوش خیر مقدم کیا۔ ساحل پر رنگ برنگ کی جھنڈیاں ہوا میں اڑ رہی تھیں اور ساحل سے چند قدم کے فاصلہ پر تماشائیوں کا ایک عظیم الشان ہجوم محو انتظار تھا۔ اعلیٰ حضرت نے جہاز سے اتر کر سب کو سلام کیا اور دعائیہ جملے ارشاد فرمائے اور جہاز میں سوار ہو کر پورٹ سعید کو روانہ ہو گئے

پورٹ سعید میں استقبال

جسوقت اعلیٰ حضرت پورٹ سعید میں داخل ہوئے تو پورٹ رجمنٹ نمبر ۱۱

کے گارڈ آف آنر نے سلامی اتاری اور سرکاری حکام اور اعلیٰ افسران نے خیر مقدم کیا۔ ساحل پر بہت سے مشتاق زیارت جمع تھے اعلیٰ حضرت نے سب کو سلام کیا اور وہاں سے شاہی ٹرین میں سوار ہو کر قاہرہ روانہ ہوئے۔

عدن کی جمعیتہ اسلامیہ کی طرف سے اعلیحضرت کی خدمت میں سپاسنامہ

۱۲ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو جب اعلیحضرت شاہ افغانستان نے عدن میں نزول اجلال فرمایا فرمایا تو وہاں کی جمعیتہ اسلامیہ کے معزز ارکان نے مندرجۂ ذیل سپاسنامہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

اعلیٰ حضرت تاجدار افغانستان! ارض عدن پر حضور کے نزول اجلال فرمانے پر ہم جمعیتہ اسلامیہ عدن کے خدام خلوص و محبت کے ساتھ مرحبا کہتے ہیں۔ یہ ہماری انتہائی خوش نصیبی ہے کہ سیاحت یورپ کے سلسلے میں ہم کو حضور کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

یا سلطان المعظم! حضور کی تشریف آوری سے ہم کو جو بے پایاں مسرت حاصل ہوئی ہے ہم الفاظ میں اس کا اظہار کرنے سے قاصر اور مجبور رہیں۔ ہم باری تعالیٰ جل مجدہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ حضرت اقدس کو مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

حضور والا! ہم اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں کہ باری تعالیٰ نے حضور کو غیر معمولی دل و دماغ عطا فرمایا ہے۔ اور حضور عالی مشرق کے اعلیٰ ترین مدبر، بیدار مغز فرماں روا، اور مخلص ترین حامی ملت ہیں رب جلیل آپ کے لطیف جذبات و افکار اور پاکیزہ عزائم میں ترقی عطا فرمائے اور حضور والا کی ذات گرامی کو ملت اسلامیہ کی فلاح و ترقی کا موجب بنائے آمین۔

اعلیٰحضرت ہمیں معلوم ہے کہ حضور کی زندگی کا محبوب ترین مشغلہ ملت افغانیہ کی اصلاح و ترقی، علوم و فنون کی ترویج، عدل و مساوات کا قیام اور وطن کے لئے عروج و کمال کی جد و جہد ہے یہ وہ ممتاز ترین خصوصیات ہیں جو اعلیٰحضرت کو ایک بلندخیال مدبر اور روشن خیال فرمانروا ثابت کرتی ہیں اور بہر لحاظ لائق تحسین ہیں۔

حضور والا ہم آخر میں پھر اپنے جذبۂ عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں اور بارگاہ قدس میں دست بدعا ہیں وہ قادر ذوالجلال حضور کی عزت و حیات میں برکت عطا فرمائے اور حضور کے سایۂ عاطفت میں ملک و قوم کو بیش از بیش عروج کمال عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العلمین ؕ

شہریار افغانستان مصر میں

قاہرہ میں غازی امان اللہ خاں کا شاندار استقبال

جمہور کا بیتابانہ جوش و خروش

پورٹ سعید سے روانہ ہو کر شاہی ٹرین" صرف اسٹیشن اسماعیلیہ پر رکی اور وہ بھی صرف ۵ منٹ پھر وہاں سے قاہرہ کی طرف روانہ ہوئی راستہ میں جن اسٹیشنوں پر کثیر ہجوم نظر آتا تھا ٹرین کی رفتار سست ہو جاتی تھی۔

اخبار البلاغ کے رپورٹر کا بیان ہے کہ تمام بڑے بڑے اسٹیشنوں پر مصری پبلک کی خاصی تعداد موجود تھی۔ جب شاہی ٹرین اسٹیشن پر پہنچی۔ تو مشتاقان زیارت نہایت جوش و خروش کیساتھ " اللہ اکبر" کے فلک شگاف

نعرے بلند کرتے تھے کو سُن کر اعلیحضرت نہایت مسرور ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر حاضرین کو سلام کرتے۔

ٹرین کی راہ میں جس قدر بلند مکانات واقع تھے۔ سب کی چھتوں پر زائرین کا عظیم الشان ہجوم تھا۔ اعلیحضرت نے سب کو اپنے دیدار سے مشرف کیا اور سلام کیا۔

قاہرہ جنکشن کا دلفریب منظر

۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء کی سہ پہر کو شاہی ٹرین قاہرہ جنکشن پر پہنچی۔ قاہرہ کا اسٹیشن بہترین اور جمیل ترین زینتوں سے سجایا گیا تھا۔ اور پلیٹ فارم نمبر ا کو سرخ مخملی فرش سے مزین کیا گیا تھا۔ شاہی ٹرین کے پہنچنے سے قبل ملک فواد شاہ مصر اور ارکان وزارت اور افسران فوج اور امرائے مصر محو انتظار تھے۔ جس وقت شاہی ٹرین اسٹیشن پہنچی تو حاضرین نے خیر مقدم کا نعرہ بلند کیا اور قلبی مسرت کا اظہار کیا۔ سب سے پہلے ملک فواد شاہ مصر "شاہی کمپارٹمنٹ" کی طرف بڑھے۔ اور اعلیحضرت شہریار غازی سے مصافحہ کیا۔ پھر مصری بینڈ نے خیر مقدم کا نغمہ گایا۔

اس کے بعد ملک فواد نے ارکان وزارت، افسران فوج، اور اعلیٰ حکام کو پیش کیا اور سب کا تعارف کرایا۔ اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان نے متبسم ہو کر سب سے مصافحہ کیا۔ بعد ازاں ملک فواد اور شاہ امان اللہ خان ایک خوبصورت گاڑی میں سوار ہوئے اور باقاعدہ جلوس مرتب ہوا۔

شاہی جلوس

جلوس کی ترتیب یہ تھی کہ سب سے آگے علمبرداروں کا دستہ تھا اس کے بعد پولیس کے سواروں کے دستے تھے۔ اس کے بعد شاہی محافظین کے دستے

تھے۔ ان کے بعد شاہی گاڑی تھی جسے اعلیٰ درجہ کے چھ عربی گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ اس گاڑی پر دو ہمرکاب آگے اور دو پیچھے مراکشی لباس میں سوار تھے گاڑی میں داہنی جانب اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان اور بائیں طرف ملک فواد شاہ مصر تھے۔ شاہی گاڑی کے پیچھے ایک اور خوبصورت گاڑی تھی جس میں ملکہ مصر اور ملکہ افغانستان سوار تھیں اور ان کے پیچھے چند محافظ دستے تھے۔ ان کے بعد تین گاڑیاں تھیں۔ جن میں وزرائے افغانستان اور وزرائے مصر اور امراء و رؤسا تھے یہ شاندار جلوس حسب ذیل راستوں سے گذرا۔

شارع نوزبار۔ شارع کامل۔ اوپیرا فیلڈ۔ شارع کبریٰ۔ قصرالنیل۔ شارع سلیمان پاشا۔ قصرابی اصباح۔

قاہرہ جنکشن سے قصرابی اصباح تک تمام راستے زائرین سے پٹے پڑے تھے جس طرف سے جلوس گزرتا تھا۔ اللہ اکبر کے پرجوش نعرے بلند ہوتے تھے۔ اور پھول برسائے جاتے تھے۔

قصرابی اصباح کے احاطے میں پہنچکر جلوس فرو کش ہوا کیونکہ یہی محل اعلیحضرت شاہ افغانستان اور اُن کے رفقار کے قیام کے لئے مقرر کیا گیا تھا شاہی گاڑی سے اتر کر اعلیحضرت مہمان خانے میں داخل ہوئے اور محل کے سازوسامان کو پسند فرمایا۔ شاہی مہمان خانے کے درو دیوار اور کمروں کی کچھ اسطرح تزئین کی گئی تھی کہ تمام کمرے چمن زار معلوم ہوتے تھے۔

خواتین مصر کی جانب سے ملکہ افغانستان کا خیر مقدم

جلوس کے فرو کش ہونے کے بعد خواتین مصر کا ایک وفد ملیا حضرت شاہ خانم ملکہ ثریا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہدیہ مبارکباد پیش کیا۔ وفد میں

مندرجہ ذیل خواتین شامل تھیں :-

ہدیٰ خانم شعراوی - بیگم محمد علی پاشا - بیگم صدری پاشا، احسان خانم، منیرہ خانم، عزیزہ خانم نوری، فردوس خانم، بیگم حسین پاشا - (یہ سب کی سب انجمن اتحاد نسائی کی ممبر ہیں)

اہل مصر کے ساتھ اعلیحضرت کا مخلصانہ برتاؤ

مصر میں اعلیحضرت شاہ افغانستان نے جو طرز عمل اختیار کیا وہ ہمیشہ یادگار رہیگا اعلیحضرت خود کابل میں یقیناً بے تکلفی سے رہتے ہوں گے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ بے تکلفی انہوں نے مصر میں ظاہر کی۔ وہ خواص وعوام سب سے ملے۔ اخبارات کے نمائندوں سے باتیں کیں۔ تعلیم گاہوں میں ایک معمولی شہری کی حیثیت سے گئے جامع ازہر میں بغیر کسی اطلاع کے جاکر نماز پڑھ آئے۔ شاہی سیاحتوں کی تاریخ میں یہ ایک بالکل نئی مثال ہے۔ جو اعلیحضرت شاہ غازی امان اللہ خان نے پیش کی۔

شاہ امان اللہ خان کے طرز عمل کا مصری قوم پر اثر

شاہ امان اللہ خان کے آزادانہ طرز عمل اور اُن کی سادگی کا مصری قوم پر بیحد اثر ہوا ہے۔ اعلیحضرت کی سادگی اور مساوات پسندی دیکھ کر مصری قوم کے دل میں قدرتی طور پر یہ خواہش پیدا ہو گئی کہ وہ اپنے بادشاہ کو بھی ایسا ہی برتاؤ کرتے دیکھیں۔ چنانچہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کے تمام مصری اخبارات نے صاف لفظوں میں یہ خواہش ظاہر کی کہ ملک فواد کو بھی شاہ امان اللہ خان کا اتباع کرنا چاہیئے۔

مسجد محمد علی پاشا کا واقعہ

۲۹ دسمبر ۱۹۲۷ء کی سہ پہر کو اعلیحضرت ایک خوبصورت موٹر میں بیٹھ کر مسجد محمد علی پاشا کی زیارت کو گئے۔ جب مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد کا ایک دربان "چرمی موزے" لیکر آگے بڑھا۔ تاکہ بادشاہ کے جوتوں پر چڑھائے اعلیحضرت امان اللہ خان نے خادم کا ہاتھ پکڑ لیا۔ موزے خود اپنے ہاتھ سے پہنے اور کہا:۔

استغفر اللہ! یہ ناممکن ہے کہ میں تم کو تکلیف دوں۔ میں کسی انسان کیلئے بھی گوارا نہیں کرسکتا کہ میرا جوتا چھوئے مجھے اپنا جوتا خود چھونا چاہیئے۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں ایک صفت یہ بھی تھی کہ اپنے اصحاب کیساتھ مساویانہ برتاؤ کرتے تھے۔ اور سب کو اپنا بھائی سمجھتے تھے۔ حضور کے اصحاب کو آرزو رہتی تھی کہ حضور کسی خدمت کا حکم دیں، اور ہم سر آنکھوں سے بجا لائیں۔ لیکن حضور کا طرز عمل یہ تھا کہ خود دوسروں کا کام کردیتے تھے لیکن دوسروں سے کوئی خدمت نہ لیتے تھے۔ میں نے احادیث میں پڑھا ہے کہ حضور اکرم ایک دفعہ مع صحابہ کے ایک سفر میں تشریف لے گئے اور ایک سرسبز مقام پر قیام کیا۔ مشورہ کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ اس مقام پر کھانا پکانے کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ صحابہ کرام میں سے ہر شخص نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا کسی نے کہا میں بکری ذبح کرونگا کسی نے کہا میں گوشت بناؤنگا کسی نے کہا میں پکاؤنگا حضور اقدس نے فرمایا کہ میں جنگل میں جاکر لکڑیاں چن لاؤنگا۔ اصحاب نے عرض کیا فرمانت شویم! ہماری موجودگی میں حضور کو کسی کام کے کرنے کی کیا حاجت ہے۔ حضور نے فرمایا:۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تم سب تو کام کرو

اور میں ایک ممتاز جگہ پر بیٹھ کر تم پر حکم چلاؤں۔ یہ کہہ کر حضور اقدس جنگل تشریف لیگئے اور لکڑیاں چن کر اور اپنے مقدس سر پر رکھ لائے۔ حضور کا یہ اسوۂ حسنہ میرے سامنے ہے۔ بس اے غریب دربان! میں تم کو اپنا جوتا نہیں چھونے دونگا۔ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہاری محبت کی قدر کرتا ہوں۔

چند لمحے جامع ازہر میں

"جامع ازہر" میں اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان کی آمد بغیر کسی اطلاع کے تھی۔ تاہم جو علماء اس وقت موجود تھے انہوں نے استقبال کیا محراب کے سامنے پہنچکر اعلیحضرت نے نماز عصر پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس وقت وہ ہیٹ پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے علماء سے سوال کیا کہ

"ہیٹ پہن کر نماز درست ہو سکتی ہے یا نہیں؟

علماء نے جواب دیا کہ بلاشبہ ہیٹ پہن کر نماز درست ہو سکتی ہے کوئی حرج نہیں اعلیحضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ مصر کے علماء سمجھدار اور روشن خیال ہیں۔ پھر فرمایا میں نے بعض تاریک خیال اور بے وقوف ملاؤں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہیٹ پہننا' کوٹ پہننا' پتلون پہننا' ہوائی جہاز میں سفر کرنا' وائرلیس سے کام لینا' لاؤڈ اسپیکر (آلہ رافع الصوت) کو استعمال کرنا "ناجائز" ہے۔ اور ہیٹ' اور کوٹ اور پتلون پہن کر نماز درست نہیں ہو سکتی۔ بیوقوف ملاؤں کی یہ انتہائی تاریک خیالی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ حضور سرور عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔ اس لیے عربی لباس پہنتے تھے۔ اس وقت تک تمدن نے ترقی نہیں کی تھی۔ اس وقت کا لباس ایک تہبند' اور لمبا کرتہ اور عمامہ تھا' پھر کیا اب بھی جبکہ تمدن نے ترقی کرلی ہے

تہبند۔ لمبے کرتے اور عمامے کی ضرورت ہے۔ اور اگر آج لندن اور پیرس کے متمدن فلاسفر اسلام قبول کریں تو کیا ان کو تہبند کرتا اور عمامہ پہننے پر مجبور کیا جائے گا؟
یاد رکھو اسلام نے کسی خاص لباس کا تعین نہیں کیا۔ اور لباس کے اندر اسلام کو محدود نہیں کیا۔

در عمل کوش وہر چہ خواہی پوش

یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ حضور نے کسی خاص لباس کے پہننے پر مسلمانوں کو مجبور نہیں کیا۔ پھر علماء کو کیا حق ہے جو وہ ہیٹ، کوٹ اور پتلون پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں، ملا صاحبان کیوں عمدہ چغہ، عمدہ پاجامہ، عمدہ قمیض عمدہ بوٹ پہنتے ہیں۔ کیا پاجامہ پہننا مسنون ہے۔ کیا قمیض پہننا مسنون ہے کیا بوٹ پہننا مسنون ہے۔ کیا حضور اقدس نے کبھی چغہ پہنا تھا۔ کبھی پاجامہ پہنا تھا۔ اگر نہیں تو پاجامہ کو شرعی پاجامہ اور چغے کو شرعی چغہ کیوں کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ سب تنگ خیالی اور بے وقوفی کا نتیجہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی بے وقوفی برقرار رہی تو مستقبل قریب میں اس بیوقوف جماعت کو پلیٹ فارم سے ہٹا کر پاگل خانے میں بھیج دیا جائے۔

تقریر ختم کرنے کے بعد اعلحضرت نے ایک عالم کی اقتدا میں عصر کی نماز پڑھی اور نماز کے بعد امام صاحب سے خواہش ظاہر کی کہ صدق و اخلاص کے ساتھ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کے اتحاد کے لئے دعا کیجئے۔ امام صاحب نے کھڑے ہو کر الحاح وزاری کے ساتھ دعا مانگی اعلحضرت ہر جملے کے بعد بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ اور اس وقت اعلحضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، دعا کے بعد اعلحضرت نے کہا

ہیں علماء سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ پھر اس موضوع پر گفتگو شروع ہوئی کہ صحیح دینی تعلیم کے فقدان سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے اور دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جو طویل مدت مقرر کی گئی ہے۔ اور دینی مدارس میں جو غیر ضروری کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان وجوہ کی بنا پر مسلمانوں کو دینی تعلیم کی طرف سے نفرت ہوتی جاتی ہے۔ پس روشن خیال علماء کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد دینی تعلیم کے نصاب کی طرف توجہ کریں۔ اور صحیح دینی تعلیم کا انتظام کریں۔ اس موقع پر ایک مصری عالم نے عرض کیا کہ ازہر میں مدت تعلیم بارہ برس ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کے لبوں پر تبسم ظاہر ہوا۔ اور اعلیحضرت نے فرمایا کہ میں اتنی مدت فروعی علم پر صرف کرنا پسند نہیں کرتا۔ پھر فرمایا صحیح دینی تعلیم کے اہتمام و انتظام میں تمام اسلامی دنیا کے علماء کا فرض ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اس میں شک نہیں کہ حق تعالےٰ انسانوں کی امداد سے بے نیاز ہے لیکن "انسان" مجبور ہیں کہ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھائیں اہل علم جاہلوں کی مدد کریں۔ مالدار غریبوں کی مدد کریں طاقتور کمزوروں کی مدد کریں۔ اور روشن خیال بے وقوفوں کی مدد کریں۔

پھر اعلیحضرت نے ایک عالم کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ چند مُلّا صاحبان مٹی کے تیل اور اسپرٹ کے چولھے پر پکے ہوئے کھانے کو ناجائز بتلاتے ہیں آپکی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

عالم نے جواب دیا کہ جو شخص اسپرٹ کے چولے پر پکے ہوئے کھانے کو ناجائز بتاتا ہے۔ وہ جاہل ہے۔ بیوقوف ہے۔ علم دین اور فہم سلیم سے بے بہرہ ہے۔

اس گفتگو کے بعد اعلیحضرت جامع ازہر سے تشریف لے گئے۔

چند لمحے انجمن اتحاد مشرقی قاہرہ میں

۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کو اعلحضرت شاہ امان اللہ خان انجمن اتحاد مشرقی (الرابطہ الشرقیہ) کے جلسے میں تشریف لے گئے۔ حاضرین نے "اللہ اکبر" کے فلک شگاف نعروں اور پھولوں کی بارش سے پرجوش استقبال کیا۔ اور انجمن کے اراکین نے ایک سپاسنامہ پیش کیا۔

سپاسنامے کے جواب میں اعلحضرت نے ایک معرکتہ الآرا تقریر کی جسکا ترجمہ یہ ہے۔

میں اس انجمن کے ارکان سے ملکر بہت خوش ہوا ہوں۔ اور آپ حضرات کے جذبات محبت کا احترام کرتا ہوں میں اسوقت اس حقیقت کو واضح طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج "مشرق" کی وہ حالت نہیں ہے۔ جو چند سال پیشتر تھی۔ چند سال پیشتر "مشرق" مظلوم تھا، محکوم تھا، آج اگرچہ وہ کسی غیر معمولی استقلال کا مالک نہیں ہے۔ لیکن آزادی اور اتحاد اور استقلال کے معنی سمجھتا ہے۔ اور اپنے استقلال کے قیام پر کمربستہ ہے۔ آج کا مشرق مساوات پسند اور حرّیت طلب ہے۔ اور اتحاد کا طالب ہے۔ میں خدا کو شاہد قرار دیکر یہ کہتا ہوں کہ مشرق کا اتحاد میری دلی آرزو ہے۔ میں مشرق کے اتحاد کے لئے بیقرار ہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ مشرقی قوموں کے اتحاد کا مقصد مغرب کی عداوت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ خود مشرق کی حالت درست ہو۔ اور مشرقی اقوام اپنی عزت و حیات کا تحفظ کر سکیں۔ مشرقی اقوام کے اتحاد میں مذہبی اختلافات کو دخل نہیں۔ ہر قوم بلا لحاظ اپنے عقائد کے ایک صف میں

آسکتی ہے۔

حضرات! میری سیاحت پر تبصرہ کرتے ہوئے بعض جرائد نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ "میری سیاحت" وسطی ایشیا کے سیاسی حالات پر کچھ نہ کچھ اثر ڈالے گی اور مشرق کے اتحاد کو مضبوط کرے گی۔ جرائد کی یہ رائے صحیح ہے۔ میں نے ابھی ظاہر کیا ہے کہ میں مشرق کے اتحاد کا متمنی ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ جلد یہ تحریک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔ میری رائے میں مشرقی اقوام کو فوری تنظیم کی ضرورت ہے تاکہ اُن کا اقتدار خطرے میں نہ پڑے۔ آج دنیا میں ایک جمعیۃ اقوام قائم ہے جو اپنے آپکو صلح و امن کا علمبردار ظاہر کرتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ مغربی اقوام کی ایک انجمن ہے جسکو مشرق کیساتھ کچھ ہمدردی نہیں۔ اُس نے دو ایک مشرقی طاقتوروں کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا ہے۔ لیکن یہ ایک مغالطہ ہے۔ اس تشریح کے بعد اتحاد مشرق کا مسئلہ محتاج وضاحت نہیں رہتا۔ اگر آج مشرقی طاقتیں (جاپان، ہندوستان، افغانستان، ایران، ترکی وغیرہ) آپس میں متحد ہو جائیں تو یقیناً مشرق کی عظمت اور مشرق کا وقار تمام خطرات سے محفوظ ہو جائے گا۔ ان حقائق کو واضح کرنے کے بعد اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

جامع ازہر کے ہندوستانی طلبا کا وفد اعلیحضرۃ کی خدمت میں

۱۳ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو، بجکر چالیس منٹ پر جامع ازہر کے ہندوستانی طلبہ کا ایک وفد اعلحضرت شاہ افغانستان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اعلحضرت نے ازراہ کرم شرف باریابی عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

میں ہندوستانیوں سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ ہندوستان کے باشندے میرے پڑوسی ہیں۔ انہوں نے ہندوستان میں میرا ایسا شاندار اور پرجوش

خیر مقدم کیا کہ میں ان کی محبت کا قائل ہوگیا۔ اور مجھے ان کی گہری ہمدردی کا یقین ہوگیا

اے ہندوستان کے نوجوانو! میں تمہارے جذبۂ اخلاص کا احترام کرتا ہوں اور تم سے ملکر بہت خوش ہوں۔ اور پروردگار عالم سے تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو عظیم وجلیل کامیابی عطا فرمائے اور تمہاری زندگی کو ملک وقوم کیلئے مفید ثابت کرے۔ اور تمہارے عزائم میں استقلال واستحکام عطا فرمائے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا مستقبل درخشاں ہو۔ اور تمہارے پاک مشرقی احساسات برقرار رہیں۔

انجنیرنگ کالج کا معائنہ

۳۱ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو دس بجے اعلیٰحضرت شاہ امان اللہ خان نے قاہرہ کے شاندار انجنیرنگ کالج کا معائنہ کیا اور ہر چیز کو بنظر غائر دیکھا۔ معائنہ کے بعد اعلیٰحضرت نے کالج کے طالب علموں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا:۔

میری سب سے بڑی خوشی اس میں ہوتی ہے کہ میں طالب علموں کیساتھ رہوں۔ افغانستان میں میرے بہترین اوقات وہ ہوتے ہیں جو میں طالب علموں کی صحبت میں گزارتا ہوں۔ مجھے علوم وفنون سے بہت دلچسپی ہے اور کسی قدر واقفیت بھی ہے۔ اپنے ملک کے مدارس میں کبھی کبھی میں خود بھی درس دیتا ہوں اور اس سے مجھے نہایت خوشی ہوتی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مستقبل قریب میں کچھ افغانی طالب علم بھی اس کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئیں گے۔ خدائے بزرگ وبرتر تمھیں کامیابی عطا فرمائے۔

قاہرہ کے ہائیکورٹ کا معائنہ

۱۱ بجکر بیس منٹ پر اعلیحضرت ہائیکورٹ میں تشریف لے گئے اور ہائیکورٹ کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا۔ معائنہ کے بعد ہائیکورٹ کے جج صاحبان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:۔

ہر حال میں عدل و انصاف کو پیش نظر رکھنا اور کسی شخصیت سے مرعوب نہ ہونا جج صاحبان کی اعلیٰ ترین خصوصیت ہے۔ میں اپنے وطن کا ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔

ایک دفعہ کابل کے ایک افغانی نے خود مجھ پر دعویٰ کر دیا۔ اور عدالت نے ضروری کارروائی کے بعد مجھے عدالت میں حاضر ہونیکا حکم دیا۔ ایک سپاہی حکم لیکر محل پر پہونچا۔ میں نے اس سے درخواست کی کہ میرے دستخط لیلے اور حکمنامہ چھوڑ جائے۔ میں تھوڑی دیر بعد عدالت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ مگر سپاہی نے میری درخواست نامنظور کر دی۔ اور میں مجبور ہو گیا کہ فوراً اسکے ساتھ عدالت میں جاؤں۔ جب میں عدالت میں حاضر ہوا تو مجسٹریٹ نے میری بالکل تعظیم نہیں کی۔ اور میں ایک طرف خاموش ہو کر کھڑا ہو گیا جب میرا مقدمہ پیش ہوا تو مجسٹریٹ نے میرا بیان لکھا اور میرے خلاف فیصلہ صادر کیا۔

انجمن وکلاء کی طرف سے اعلیحضرت کی خدمت میں ایڈریس

۳۱ دسمبر کی سہ پہر کو مصری وکلاء کی مجلس نے اپنے "بار روم" میں اعلیحضرت کو مدعو کیا۔ وقت مقررہ پر اعلیحضرت "بار روم" میں تشریف لے گئے حاضرین نے

مسرت کے نعروں سے پر جوش استقبال کیا۔ اور صدر مجلس نے اعلیٰحضرت کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ ایڈریس میں یہ بھی لکھا تھا کہ :-

ہم اہل مصر اعلیٰحضرت کے ورود مسعود پر انتہائی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر کر دینا چاہتے ہیں۔ مصر پر افغانستان کا عظیم و جلیل احسان ہے اور ہم اس احسان سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے وہ احسان کیا ہے؟ وہ احسان یہ ہے کہ ہم نے افغانستان کے ایک درخشاں آفتاب علم سید جمال الدین افغانی سے روشنی حاصل کی ہے۔ اہل مصر نے جو کچھ ترقی کی ہے وہ سید جمال الدین افغانی کی مساعیٔ حسنہ کی ممنون ہے ہم نے سید جمال الدین افغانی کے علم و فضل اور اخلاق و آداب سے بیشمار فوائد حاصل کئے ہیں۔

اعلیٰحضرت نے ایڈریس کو سنکر اپنے جواب میں فرمایا :-

میں اہل مصر کی محبت کا احترام کرتا ہوں اور آپ نے جس جوش و خروش کے ساتھ میرا استقبال کیا ہے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے اپنے ایڈریس میں میرے ملک کے ایک بیدار مغز اور لائق بزرگ سیّد جمال الدین افغانی کا تذکرہ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرحوم بزرگ ایک آفتاب علم تھے اور دنیائے اسلام کو اُن کی ذات سے بہت فائدہ پہنچا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

میرے بھائیو! میری نظر میں یہ بات بہت اہمیت رکھتی ہے کہ میں یا میرا ملک مصر کو کوئی بھی فائدہ پہنچا سکے۔ اگر میری ذات یا میرے کسی ہم وطن کی ذات سے مسلمانوں کو کچھ فائدہ پہنچ جائے تو میں اس کو اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا اور حق تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا۔ دعا کیجئے کہ رب قدوس ہم سب کو عمل صالح خدمتِ قوم اور خدمت ملت کی توفیق عطا فرمائے۔

اعلیحضرت شاہ غازی مصری پارلیمنٹ میں

۳۱ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان بغیر کسی اطلاع کے مصری پارلیمنٹ کے اجلاس میں تشریف لے گئے۔ ارکان مجلس نے نہایت پرعظمت استقبال کیا اور اللہ اکبر کے پرجوش نعروں سے اپنے جذبۂ عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔

اعلیحضرت نے جلسے کی کارروائی کو بنظر غائر دیکھا اور بہت دلچسپی کا اظہار کیا ایوان پارلیمنٹ میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے تمام ممبر نہایت متاثر ہوئے اعلیحضرت کا مصری مترجم شاہی کرسی کے قریب کھڑا تھا۔ بادشاہ نے اٹھ کر ایک کرسی خود اپنے ہاتھ سے اٹھائی اور مترجم کے سامنے رکھ کر اسے بیٹھنے کا حکم دیا۔ تمام ارکان پارلیمنٹ بادشاہ کی یہ سادگی اور خوش اخلاقی دیکھ کر متعجب ہوئے۔

جب اجلاس کی کارروائی ختم ہوگئی تو ارکانِ مجلس نے اعلیحضرت سے درخواست کی کہ حضور اپنے گرانقدر خیالات سے ہم کو مستفید و مستفیض فرمائیں اعلیحضرت نے ازراہِ لطف و کرم ارکان مجلس کی درخواست منظور کی۔ اور حسب ذیل تقریر کی :-

پارلیمنٹ میں اعلیحضرت کی تقریر

برادرانِ ملت! آپ نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں اس وقت کسی موضوع پر تقریر کروں اور اپنے خیالات و محسوسات کا اظہار کروں۔

میں اس وقت بغیر کسی اطلاع کے ایوان پارلیمنٹ کے حالات دیکھنے

کے لئے آیا تھا - اور کسی تقریر کا ارادہ نہیں تھا - لیکن جب آپ حضرات کا
اصرار ہے تو میں تکلف کو پسند نہیں کرتا -

میں سب سے پہلے اس حقیقت کا اظہار کرتا ہوں کہ میں مصری قوم کے
نمائندوں سے ملکر بجد مسرور ہوں اور ان کے لئے کامیابی کی دعا کرتا ہوں -

میں نے مصر میں پہنچکر ہر جگہ اپنے استقبال میں بہت جوش و خروش دیکھا
ہے میں اس خیر مقدم کا دل سے معترف اور شکر گذار ہوں -

میں مصریوں کے ہر سلام کے جواب میں اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لیتا ہوں
یہ اس بات کا اظہار ہے کہ میرے دل میں اس شریف قوم کی بجد عزت ہے (نعرہائے تحسین)

عزیزان من! اس وقت میرے قلب کو دو عظیم آدمیوں کی یاد معمور کئے
ہوئے ہے - مجھے افسوس ہے کہ میری آنکھیں ان دو شخصوں کی زیارت
سے محروم ہیں - لیکن میں ان کی روحوں کے سامنے اپنا احترام اور اپنا سلام
پیش کرتا ہوں - خدا سے میری دعا ہے کہ ان دونوں جلیل القدر روحوں
کو بہتر سے بہتر ثواب عطا فرمائے -

ان دو جلیل القدر شخصوں سے میری مراد سید جمال الدین افغانی اور
احمد سعد زاغلول پاشا ہیں کوئی شک نہیں کہ بظاہر ان دونوں بزرگوں
کی شمع حیات بجھ گئی - لیکن فی الحقیقت یہ دونوں بزرگ ہمارے قلوب میں
زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے ان کے کارنامے کبھی مرنیوالے نہیں ؎

ہرگز نمیرد آن کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

میرے بھائیو! کائناتِ عالم کا ذرہ ذرہ اس حقیقت کا شاہد ہے
کہ اس دنیا میں کبھی کبھی بعض افراد سے ایسے استعجاب انگیز کارنامے سرزد ہو جایا

کرتے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر انسان کی فکر و دانش کی بلند پروازیاں پست ہو جاتی ہیں۔ اور وہ کارنامے کبھی مرتے نہیں بلکہ زندہ رہتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ استعجاب انگیز کارنامے کیوں سرزد ہو جاتے ہیں اور کیوں بقاء دوام حاصل کر لیتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ اُن کارناموں کے انجام دینے والوں کے قلوب صدق و اخلاق اور عزم و استقلال سے معمور ہوتے تھے اور وہ جو کچھ کرتے تھے اللہ کی خوشنودی کے لئے۔ آج صدق و اخلاق کا فقدان ہے اور ہر کام میں نام و نمود کی طلب نمایاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکثر ارادے، اکثر عزائم اور صدہا امور تشنۂ تکمیل رہ جاتے ہیں۔ آئیے اب ذرا اس امر پر غور کریں کہ نام و نمود کی خواہش کیونکر دُور ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے کاموں میں صدق و اخلاص کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔

عزیزانِ من! ہمیں اپنے خالق و مالک اور کفیل و کارساز کی قدرت و عظمت پر اعتماد کرنے کی ضرورت ہے۔ جب انسان کسی ایسے حاکم پر اعتماد کرنے لگتا ہے جس کے ہاتھوں میں تمام قوتوں کی باگ ہے اور تمام طاقتوں کی عنان ہے اور جس کے خزانے میں ہر طرح کا اجر و ثواب ہے اور جس کی عظمت کے سامنے دنیا کی ہر چیز سربسجود ہے۔ اور جس کا اقتدار کائنات کی ہر چیز پر یکساں مسلّط ہے۔ تو پھر نام و نمود اور ریاء و نمائش کی طلب و جستجو سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

میں کامل یقین کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ ربّ قدوس پر اعتمادِ کامل رکھنے اور اس کی عادلانہ حکومت پر بھروسہ کرنے سے قلب انسان میں ایک عظیم و جلیل طمانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور انسان اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرات سے محفوظ خیال کرنے لگتا ہے۔ جن افراد سے کہ استعجاب انگیز کارنامے

سرزد ہوئے۔ بالیقین ان کے قلب ایمان و اخلاص کے نور سے منور تھے اور وہ بلا خوف و خطر اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔

برادران عزیز! دنیا میں جتنی حکومتیں نظر آ رہی ہیں یہ سب برائے گفتن ہیں۔ حاکم حقیقی کی حکومت سب سے زیادہ لائق تعظیم ہے اور ایک سچا مسلم ہر حال میں صرف اُسی حاکم حقیقی کے جلال کو پیش نظر رکھتا ہے اور صرف اُسی سے ڈرتا ہے۔ سچے مسلمانوں پر کسی شخص کی حکومت نہیں۔ صرف اللہ کے مقدس قانون کی حکومت ہے۔ اور اس مقدس قانون کی نظر میں سب قومیں اور کل نسلیں برابر ہیں۔ تفوق و امتیاز تو صرف پاکبازی اور حسن عمل سے حاصل ہو سکتا ہے۔

میں آخر میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مصر ریزیڈنسی میں شاندار ضیافت

یکم جنوری ۱۹۲۸ء کو بوقت شب قاہرہ میں اعلیحضرت شہریار افغانستان کو ایک شاندار ضیافت دی گئی۔ اعلیحضرت نے مصر ریزیڈنسی میں خاصہ تناول فرمایا۔ اور مصر کے ممتاز اشخاص اور خادمان ملت سے مختلف مسائل پر تبادلۂ خیال کیا۔

۲ جنوری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت معہ متعلقین کے اسکندریہ تشریف لیگئے اور وہاں کے پُرلطف مناظر کو دیکھ کر محظوظ ہوئے۔

۳ جنوری کو حضرت اقدس قاہرہ کے عجائب خانہ کی سیر کو تشریف لیگئے اور وہاں دو گھنٹے فرعون مصر اور باقیات اولین کا ملاحظہ فرماتے رہے علیا حضرت ملکہ افغانستان نے بھی عجائب خانے کی سیر فرمائی۔
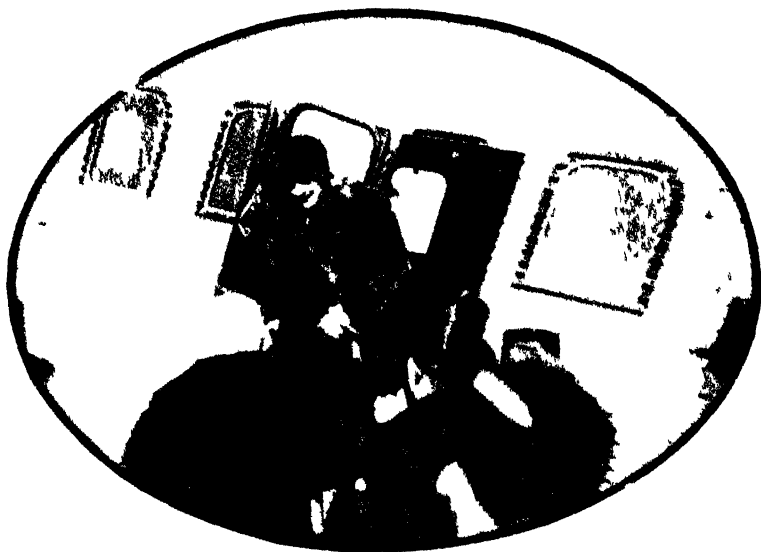
ملکہ افغانستان برلن شہر کو دیکھنے کے بعد ہوائی جہاز سے اتر رہی ہیں۔

ملکہ افغانستان برطانیہ کے ایک زچہ خانہ میں نو دن کے بچے کو گود میں لئے کھڑی ہیں۔
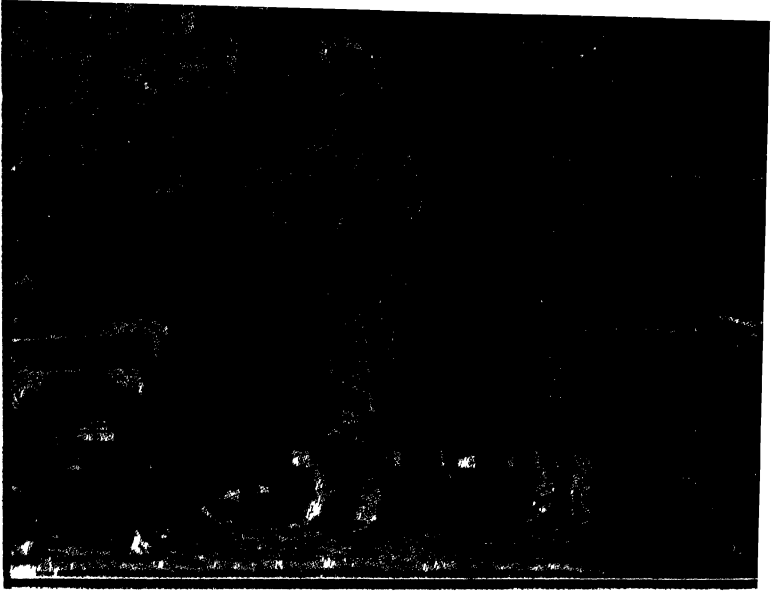
شاہ و ملکہ افغانستان ہنڈن (انگلستان) میں ہوائی مظاہرہ کا معائنہ فرما رہے ہیں۔

سیاحت جرمنی

ملکہ افغانستان اپنے ذاتی اسٹاف کے ہمراہ جرمنی سپاہ کی نقلی جنگ کا نظارہ دیکھ رہی ہیں۔

اور ہر چیز کو دیکھکر بہت محظوظ ہوئیں۔ اعلیحضرت نے عجائب خانہ کو تین رائفلیں، دو شمشیریں اور دو قلمی کتابیں اپنی سیر و سیاحت کی یادگار میں عطا فرمائیں۔

۳ جنوری ۱۹۲۸ء کی سہ پہر کو حضرت اقدس نے مدرسۃ سعیدیہ کا معائنہ فرمایا اور اساتذہ کو مفید مشورے دیئے پھر اعلیحضرت اہرام مصری کی سیر کو تشریف لے گئے وہاں سے قصر شاہی میں واپس آکر اعلیحضرت نے "ملک فواد" کو الامیر الاعلی کا تمغہ و نشان عطا فرمایا جو افغانستان کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔

اعلیحضرۃ شہریار افغانستان کی مصر سے روانگی

اہل مصر کے نام وداعی پیغام

۴ جنوری ۲۸ء کو اعلیحضرت تاجدار افغانستان نے مصر سے روانگی کا قصد فرمایا روانگی سے قبل "البلاغ" "مصر الشوریٰ" "الاہرام" اور تمام سربرآوردہ اخبارات کے نمائندے اعلیحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اعلیحضرت نے ازراہ کرم شرف باریابی عطا فرمایا اور سب سے مساویانہ تپاک کیساتھ مصافحہ کیا۔

چند منٹ تک تعارف کا سلسلہ جاری رہا پھر اعلیحضرت نے فرمایا میں اپنے تمام مصری بھائیوں کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ اور ان کے اخلاص و محبت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرے نزدیک مصر تنہا وہ مقدس مقام ہے جہاں قوم کی حقیقی خواہشیں ظاہر ہوتی ہیں اور بآسانی پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔

میرے قلب میں مصری قوم کی محبت راسخ ہوگئی ہے مصر میں جس شاندار طریقے پر میرا استقبال کیا گیا اس سے بہتر استقبال خود افغانستان میں بھی میرا نہیں ہوسکتا میں آپ حضرات کے توسط سے تمام مصریوں کو اپنا مخلصانہ سلام پہنچاتا ہوں۔

مجھے معلوم ہے کہ مصر کے تمام اخبارات نے میری ذات سے بڑی دلچسپی ظاہر کی اور بہت کچھ تعریف کی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ان تعریفوں کا میں مستحق نہیں ہوں البتہ ان کا اصلی استحقاق میری افغانی قوم کو پہنچتا ہے۔ جسکا میں نمایندہ ہوں۔ افغانی قوم باوجود اس کے کہ پوری طرح خود مختاری کا مفہوم نہیں سمجھتی تھی۔ لیکن وہ کامل آزادی کیلئے میدان میں اُتر پڑی اور کامل آزادی حاصل کر کے رہی۔ اب یہ قوم آزادی اور خود مختاری کے معنی خوب سمجھتی ہے۔ اور اپنی آزادی کے برقرار رکھنے پر ہر طرح کمر بستہ ہے میں اس موقع پر ایک خاص امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

میں نے خود دیکھا ہے کہ بعض مصری "طربوش" (یعنی ترکی ٹوپی) کو فا بعض اسلامی شعار اور اسلامی علامت سمجھتے ہیں۔ اور ہیٹ پہننے کو خلاف شریعت قرار دیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ غلط ہے میں نے سُنا ہے کہ محض ہیٹ پہننے کیوجہ سے ترکوں کو بے دین اور گمراہ کہا جاتا ہے۔ یہ سخت غلطی ہے۔ میں اسے دشمنان اسلام کا پروپیگنڈا سمجھتا ہوں۔ یاد رکھو ترکی ٹوپی اسلامی علامت نہیں ہے۔ بلکہ ایک رواج کی پیروی ہے اور ہیٹ پہننا گناہ نہیں ہے۔ میں آپ حضرات کو یقین دلاتا ہوں کہ ہیٹ کا استعمال افغانستان میں صدیوں سے ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ شاید یورپ نے سر کے لئے ہیٹ کا لباس افغانیوں ہی سے لیا ہے۔ میں نے قدیم تاریخوں میں پڑھا ہے کہ سب سے پہلے ہیٹ کا استعمال ایک میدانِ جنگ میں میرے جد اعلیٰ حضرت خالد نے کیا ہے۔ پھر چند جاہل ملاؤں کو کیا حق حاصل ہے جو وہ ہیٹ کا پہننا گناہ بتلاتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ آجکل ترکی ٹوپی کی حمایت اور ہیٹ کی مخالفت میں جو مضامین شائع ہو رہے ہیں وہ ایک اجنبی طاقت کے اشارے سے ہیں اور اس پروپیگنڈے کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں میں یہ عقیدہ مضبوط کیا جائے کہ ترکی ٹوپی

پہن لینے یا ہندوستانی ٹوپی پہن لینے یا عمامہ باندھ لینے کے بعد آدمی سچا مسلمان اور جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کی عملی زندگی اسلام سے کتنی ہی دور کیوں نہ ہو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی قوم کو لباس کے بارے میں کامل آزادی دیدی ہے۔ کیونکہ میرے عقیدے میں لباس کو ہرگز دین سے کوئی تعلق نہیں۔ "اسلام" حق تعالیٰ کی توحید، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور فرائض کی ادائیگی اور قول وفعل میں صداقت اور عدالت، حریت، اخوت، مساوات اور بہترین خصائل کی پابندی کے اصول پر قائم ہے اصول کی پابندی کے بعد ہر مسلمان کو آزادی ہے اپنی زندگی کے لئے جو چاہے پسند کرے۔ پس میں مصر کے روشن خیال بزرگوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ فروعات کے اختلافات اور بے اصل توہمات میں پڑکر اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں بلکہ اسلام کے حقائق کو روشنی میں لائیں۔

اعلیحضرۃ کی سیاحت مصر پر مصری جرائد کا تبصرہ

اعلیحضرت غازی امان اللہ خان بادشاہ افغانستان کی روانگی کے بعد مصر کے تمام سربرآوردہ اخبارات نے ان کی سیاحت کے متعلق خیالات ظاہر کئے ان میں اخبار "البلاغ" کا تبصرہ سب سے زیادہ دلچسپ ہے اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

شاہ امان اللہ خان تاجدار افغانستان کا استقبال مصری قوم نے جس دھوم دھام اور جوش وخروش سے کیا ہے اس کی نظیر اس ملک کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یقیناً یہ ایسا عظیم الشان استقبال ہوا ہے کہ ہمیشہ یادگار رہیگا۔ اس استقبال کی اہمیت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ حکومت سے زیادہ قوم نے اس میں حصہ لیا۔

مصر میں بہت سے سلاطین کا استقبال ہو چکا ہے۔ لیکن یہ خیر مقدم ہمیشہ حکومت کی طرف سے ہوا ہے۔ قوم نے اگر اس میں کچھ حصہ لیا بھی تو اتنا ہی جتنا ایک

تماشائی لے سکتا ہے۔ لیکن اعلیحضرت امان اللہ خان کے استقبال کی ایک ممتاز حیثیت ہے۔ اس موقع پر تمام مصری قوم نے اُن کی عزت کی اور نہایت تپاک سے مرحبا کہا۔ اب سوال یہ ہے کہ مصریوں نے ایسا شاندار استقبال کیوں کیا؟ اس لئے کہ بادشاہ مسلمان ہے؟ کیا اس لئے کہ یہ بادشاہ مشرقی ہے؟ اہل مصر جواب دیں گے کہ نہیں۔ دنیا میں اور بھی مسلمان اور مشرقی بادشاہ ہیں مگر اہل مصر کو ان کے ساتھ اتنی ہمدردی نہیں۔ اہل مصر نے شاہ امان اللہ خان کے ساتھ بہت زیادہ خلوص و محبت کا اظہار اس وجہ سے کیا کہ وہ بہت زیادہ مساوات پسند، محبِ وطن، حریت پرور، غریب نواز اور خادم ملت ہیں، امان اللہ خان ایک ایسا بادشاہ ہے کہ بادشاہ معلوم نہیں ہوتا۔ اس کا خلق نہایت وسیع ہے شاہ امان اللہ خان اگرچہ خاندانی بادشاہ ہیں مگر دوسرے بادشاہوں کی طرح وہ اپنے آپ کو کوئی دوسری مخلوق نہیں سمجھتے۔ وہ عام بادشاہوں کی طرح انسانوں کو حقیر نہیں سمجھتے۔ وہ اپنے آپ کو ایک خادم قوم خادم وطن اور ایک معمولی انسان یقین کرتے ہیں۔ یہی سادگی اور مساوات ان کی مقبولیت کا باعث ہے۔ خدائے قدوس ان کو مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے (آمین)

اعلیحضرت شاہ افغانستان کا سفر یورپ

اٹلی کو روانگی

۵ جنوری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت بادشاہ افغانستان و علیا حضرت شاہ خانم سرکاری مہمان کی حیثیت سے معہ حشم و خدم اسکندریہ سے اطالیہ نامی جہاز میں سوار ہو کر شہر نیپلز کی طرف روانہ ہوئے اور ۸ جنوری ۱۹۲۸ء کو وہاں پہنچے

چند گھنٹے تک ساحلی مناظر کی سیر کرنے کے بعد اعلیحضرت شہریار و علیا حضرت ملکہ جانب رومتہ الکبریٰ روانہ ہوئے۔

اعلیحضرت شہریار افغانستان کا ورود اٹلی

رومتہ الکبریٰ میں پرتپاک خیر مقدم

جس وقت اعلیحضرت شہر رومتہ الکبریٰ میں داخل ہوئے ہیں۔ شہر خوب سجایا گیا تھا۔ ہر طرف رنگ برنگ کے جھنڈے اور پردے اور اسی طرح کی آرائشی چیزیں لگائی گئی تھیں۔ جنکی وجہ سے سارا شہر بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ گورنر رومہ اور شہزادہ ولیعہد نے اہل رومہ کیطرف سے معزز مہمانوں کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

جس وقت اعلیحضرت کا جلوس شہر سے گذرا اہل شہر نے پرجوش استقبال کیا قصر یونائز کے احاطہ میں پہنچکر جلوس فروکش ہوا کیونکہ یہی قصر اعلیحضرت کے قیام کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ جلوس کے فروکش ہونے پر اعلیحضرت شاہی مہمان خانے میں داخل ہوئے۔ شاہی مہمان خانے میں داخل ہونے کے بعد اعلیحضرت نے شاہ اٹلی اور ملکۂ اطالیہ سے ملاقات کی اور بہت دیر تک مصروف تکلم رہے۔

اعلیحضرت شاہ افغانستان اور پاپائے اعظم کی ملاقات

تاریخ عالم میں ایک غیر معمولی واقعہ

۱۱ر جنوری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت شاہ افغانستان مع حشم و خدم پاپائے اعظم کی موٹروں میں سوار ہو کر قصر مقدس تک تشریف لے گئے۔

شاہی مہمان خانہ سے قصر مقدس تک سڑکوں پر لوگوں کا کثیر ہجوم تھا بازاروں میں ہر جگہ نعرہائے مسرت سے خیر مقدم کیا گیا جس وقت اعلیحضرت پاپائے اعظم کے قصر میں پہنچے تو پاپائے اعظم نے بذاتِ خود اُن کا پُرعظمت استقبال کیا۔ اور نصف گھنٹے تک گفتگو کرتے رہے۔

عام دستور کے خلاف اعلیحضرت نہ تو جھکے نہ پاپائے اعظم کے سامنے دوزانو ہوئے نہ انہوں نے پاپائے اعظم کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ بلکہ نہایت متانت سے اظہار آداب کیا اعلیحضرت فوجی لباس میں تھے اور اپنے تمام اعزازات لگائے ہوئے تھے۔

ملاقات کے بعد پاپائے اعظم نے اعلیحضرت کو اپنی ایک تصویر نقرئی فریم کیا تھا مع اپنے دستخط کے دی اور ایک اعلیٰ ترین اعزاز کا تمغہ پیش کیا۔

مسولینی کو شرف باریابی

۱۱ جنوری کی سہ پہر کو اعلیحضرت شہریار غازی نے نصف گھنٹے تک مسولینی کو شرف حضوری بخشا اور مختلف مسائل پر مدبرانہ انداز میں گفتگو کی۔

پھر اعلیحضرت اٹلی کے ہوائی اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ اور ہوائی دستوں کا معائنہ فرمایا۔ اعلیحضرت خاکی وردی پہنے ہوئے تھے اور ملکۂ ثریا بھی ہمراہ تھیں۔ ہوائی اسٹیشن پر شاہ اٹلی اور ملکۂ اٹلی نے اپنے معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔ اور خلوص و محبت کا اظہار کیا۔ اعلیحضرت نے تقریباً دو گھنٹے تک ہوائی دستوں کا معائنہ فرمایا۔ اور اس موقعہ پر فن پرواز سے اپنی کافی واقفیت کا ثبوت دیا۔ اور متعدد ہوائی جہازوں کے متعلق بہت سی باتیں پوچھتے رہے۔

رائٹر کے نمائندہ خصوصی کا بیان ہے کہ اعلیحضرت نے سو ہوائی جہازوں کا بہ نفس نفیس معائنہ کیا۔ جن میں سے پچاس جہازوں نے جنگی پرواز کر کے کھلائی

اعلیحضرت اکثر جہازوں کے اندر خود تشریف لے گئے۔ اور بعض آلات اور بعض پرزوں کے استعمال کے متعلق ماہرین فن سے سوالات کئے۔

معائنہ کرنے اور کافی واقفیت حاصل کرنے کے بعد اعلیحضرت مع ملکہ معظمہ کے شاہی مہمان خانے میں واپس تشریف لائے۔

اٹلی کے عجائب خانے کی سیر

۱۳ر جنوری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت شہریار غازی تمام دن سیر و سیاحت میں مصروف رہے۔ علی الصباح آپ ایک خوبصورت موٹر میں سوار ہو کر اٹلی کے مشہور عجائب خانے کی سیر کو تشریف لے گئے اور عجائب خانے میں داخل ہو کر ہر چیز کو بنظر غائر دیکھا اور ایک پارک اور عالیشان عمارت کی بہت تعریف کی۔ اس کے بعد اعلیحضرت ایک بلند منارے پر روما کا نظارہ دیکھنے کے لئے چڑھ گئے اور دوربین سے مختلف مناظر کو دیکھا۔

عجائب خانے کی سیر سے فارغ ہو کر اعلیحضرت سینٹ روما میں تشریف لیگئے سینٹ کے صدر اور دیگر ارکان نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

سینٹ کے معائنہ کے بعد اعلیحضرت اٹلی کے ایوان حکومت میں تشریف لیگئے اور نہایت غور کے ساتھ ایوان کی کارروائی کو دیکھا وہاں سے آپ رائل یونیورسٹی میں تشریف لے گئے۔ اور ایک گھنٹے تک یونیورسٹی کے مکانات اور کتبخانہ کا معائنہ کیا پھر بعض اساتذہ اور طلبہ کو گفتگو سے معزز فرمایا اور طلبہ کے طریق تعلیم کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوئے۔ وہاں سے اعلیحضرت شاہ افغانستان کنگ ہسپتال میں تشریف لیگئے اور نصف گھنٹے تک ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد آپ اوپیرا فیلڈ میں تشریف لیگئے اسوقت قدیم بادشاہوں کے محلات اور پوپ اعظم کے گرجے کی سیر و سیاحت کی۔

۱۴ر جنوری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت نے گورنر رومہ کو اپنے حضور میں طلب فرمایا اور دس منٹ تک نہایت مشفقانہ گفتگو کی۔ بعدازاں اس کو ایک ہزار پونڈ عطا کیا اور ہدایت کی کہ یہ ایک ہزار پونڈ خیراتی کاموں میں صرف کیا جائے۔

رومتہ الکبریٰ سے روانگی اور اٹلی کے بعض علاقوں کی سیر

۱۵ر جنوری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت شاہ افغانستان رومتہ الکبریٰ سے جانب وینس روانہ ہوئے اور ۱۶ر جنوری کو وہاں پہنچے جس وقت اعلیحضرت شاہ اور علیاحضرت ملکہ معظمہ نے وینس میں نزول اجلال فرمایا تو مقامی حکام نے پرجوش استقبال کیا۔
وینس کے دلکش مناظر کو دیکھنے کے بعد ۲۴ر جنوری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت مع ملکہ معظمہ کے اسپیزیا تشریف لے گئے جس وقت وہاں نزول اجلال فرمایا قلعوں اور جنگی جہازوں نے توپیں سر کرکے سلامی دی۔ اعلیحضرت نے پہلے جنگی جہازوں کا معائنہ فرمایا۔ پھر اطالوی امیر البحر کو شرف باریابی عطا فرمایا۔ اور ان سے مشفقانہ انداز میں گفتگو کی۔

بعدازاں اعلیحضرت ایک عظیم الشان جلسۂ ضیافت میں شریک ہوئے جو اٹلی کے امیر البحر کی طرف سے شہریار غازی کے اعزاز میں منعقد ہوا تھا جلسۂ ضیافت سے فارغ ہوکر اعلیحضرت جنیوا تشریف لے گئے۔ جب وہاں نزول اجلال فرمایا تو باشندگان جنیوا کے ایک عظیم الشان ہجوم نے مسرت کے نعروں سے خیر مقدم کیا۔

جنیوا میں اعلیحضرت نے بعض قدیم محلات کی سیر کی۔ اور فلزات کے کارخانوں کا معائنہ کیا۔ بعدازاں اعلیحضرت شہریار افغانستان مع حشم وخدم جانب پیرس روانہ ہوگئے۔

انگلستان میں ہوائی مظاہرہ کا ملاحظہ
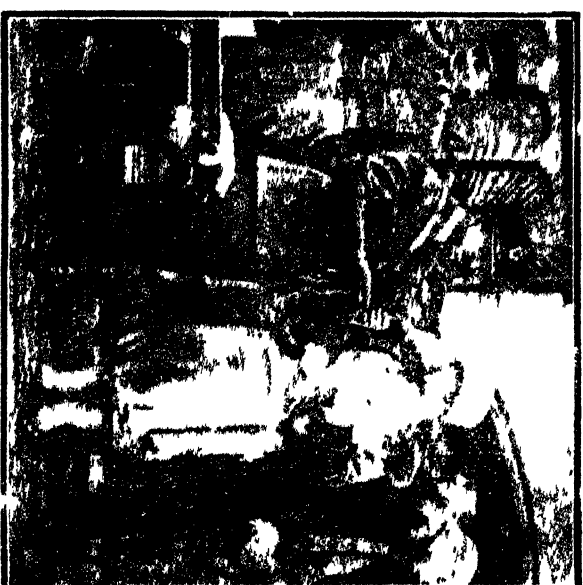
ملکہ ثریا مسکرا رہی ہیں قریب ہی شاہ افغانستان کھڑے ہیں۔

شاہ افغانستان صدر جمہوریہ جرمنی کے ساتھ جرمن افواج کا معائنہ فرما رہے ہیں
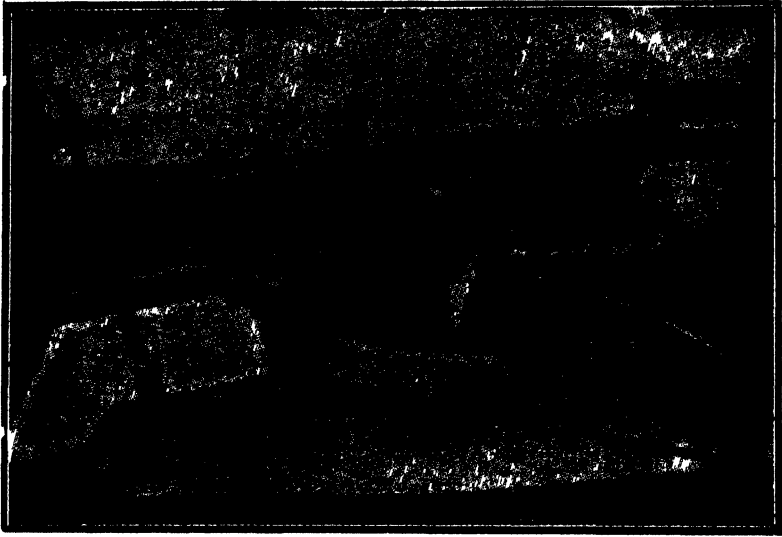
شاہ افغانستان ایک برطانی جنگی جہاز کے توپچی کی جگہ پر

ملکہ افغانستان اور انکی ہمشیرہ صاحبہ جنگی جہاز کے
مطبخ میں۔

اعلیحضرت کا ورود فرانس

تاجدار مشرق عروس البلاد میں

پیرس میں شاندار استقبال

۲۵ جنوری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت شہریار افغانستان نے عروس البلاد پیرس میں نزول اجلال فرمایا۔ وہاں اعلیحضرت کی تشریف آوری سے قبل وسیع پیمانے پر خیر مقدم کی تیاریاں کی گئی تھیں جس وقت اعلیحضرت مع ملکہ معظمہ اور مع ارکان سلطنت کے لوئیس وابولومن کے اسٹیشن پر پہنچے تو آپ کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ تمام اعیان سلطنت استقبال کے لئے حاضر تھے۔ اسٹیشن کو نہایت سلیقہ سے مختلف خوشنما اشیا سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اور پلیٹ فارم پر سرخ مخمل کا فرش بچھایا گیا تھا جس وقت اعلیحضرت نے پلیٹ فارم پر قدم رکھا تو ہزار ہا آدمیوں نے نعرہائے مسرت بلند کئے اور پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور سرکاری بینڈ نے افغانستان کا قومی ترانہ گایا پھر اعلیحضرت شاہی مہمان خانے کیطرف روانہ ہوئے۔ اسٹیشن سے شاہی مہمان خانے تک تمام سڑکیں تماشائیوں سے پٹی پڑی تھیں اور جلوس کے راستہ کی تمام سڑکوں پر دو رویہ صف بستہ فوجیں کھڑی تھیں۔ جب شاہی سواری مہمان خانے کی طرف روانہ ہوئی تو افغانستان کا قومی ترانہ بجایا گیا۔ اور ہر شخص نے مسرت وانبساط کے نعروں سے اظہار محبت کیا۔

شاہی جلوس جس وقت مہمان خانے کے قریب پہنچا تو لارڈ کریو نے اعلیحضرت شہریار افغانستان اور ان کی ملکہ کا پرعظمت استقبال کیا اور جلوس فروکش ہونے پر اعلیحضرت مہمان خانے میں داخل ہوئے۔

شاہی مہمان خانے کی تزئین و آرائش میں ایک خاص حسن پیدا کیا گیا تھا۔ دروازے اور محرابیں پھولوں سے اور ایک خوشنما بیل کے پیچ وخم سے آراستہ کیگئی تھیں اور کمروں کو طرح طرح کے خوشرنگ پردوں اور قالینوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

پیرس میں شاندار ضیافت

۲۶ر جنوری ۱۹۲۸ء کو ارکانِ دولت کیطرف سے اعلیحضرت شہریار افغانستان کے اعزاز میں ایک عظیم الشان جلسۂ ضیافت منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر قصر ایلزام کے کمروں کی کچھ ایسی عمدہ تزئین کی گئی تھی کہ تمام کمرے چمن زار معلوم ہوتے تھے جسوقت اعلیحضرت شہریار غازی جلسۂ ضیافت میں تشریف لائے تو حاضرین نے تالیوں کے مسلسل شور سے پورے جوش وخروش کیساتھ استقبال کیا۔

اعلیحضرت اس وقت آسمانی نیلے رنگ کے لباس میں ملبوس تھے اور ایک شاندار پیکرِ حسن وجلال نظر آرہے تھے۔ سر پر خوبصورت سیاہ ٹوپی تھی اس پر سفید طرۂ شاہانہ لگا ہوا تھا۔ علیا حضرت ملکہ معظمہ بھی نہایت خوبصورت لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھیں۔

ریورٹ کے نمائندہ خصوصی کا بیان ہے کہ ضیافت کے موقع پر مردوں سے زیادہ عورتوں کا مجمع تھا۔ اور تمام حاضرین اعلیحضرت شاہ اور علیا حضرت شاہ بانو کے حسن وجمال کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ جلسۂ ضیافت میں اعلیحضرت نے بعض ارکانِ دولت کو گفتگو سے معزز فرمایا۔

پیرس میں اعلیحضرت کے مشاغل

۲۷ر جنوری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت نے پیرس کے مشہور و دلفریب اور دلکش

مناظر کی سیر فرمائی۔ اور بازار میں کچھ خرید و فروخت بھی کی۔ سہ پہر میں آپ نے پیرس کے شاہی کتب خانہ کا معائنہ فرمایا اور بہت محظوظ ہوئے۔

۲۸ر جنوری کو اعلیحضرت نے دن بھر آرام فرمایا اور طبیعت کے اضمحلال کے باعث کہیں تشریف نہیں لے گئے۔ ۲۹ر جنوری کو بھی دن بھر آرام فرمایا۔

۳۰ر جنوری کو قصر ایلزم میں اعلیحضرت نے مختلف اداروں اور جماعتوں کی طرف سے سپاسنامے قبول فرمائے اور بعض ممتاز اشخاص کو شرف باریابی بخشا۔

۳۱ر جنوری کو اعلیحضرت کنگ گارڈن کی تفریح گاہوں میں تشریف لے گئے اور شبمیں سینما اور ایمپیر تھیٹر کا تماشہ دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے۔

یکم فروری کو پیرس کی "وومن سوسائٹی" کیطرف سے علیا حضرت ملکۂ معظمہ افغانستان کو ایک شاندار گارڈن پارٹی دی گئی۔ جس میں شاہ خانم نے بخوشی شرکت کی ۲ اور ۳ر فروری ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت نے شہر کی مختلف مشہور مشہور عمارات کی سیر فرمائی ۴ر فروری ۱۹۲۸ء کو گولڈن لائبریری کا معائنہ فرمایا اور سہ پہر میں اوپیر افیلڈ میں ہوائی جہازوں کے مظاہرہ کا معائنہ فرمایا۔

۵ر فروری کو اعلیحضرت پیرس کے مشہور کارخانوں میں تشریف لے گئے اور بعض صنعتوں کو نہایت غور و فکر کے ساتھ دیکھا۔ اور منتظموں سے بہت سے سوالات کیے۔

۶ر فروری کو اعلیحضرت کالجوں میں تشریف لے گئے اور بعض اساتذہ اور طلبہ کو گفتگو سے معزز فرمایا۔

۷ر فروری کو اعلیحضرت نے دن بھر آرام فرمایا اور کسی سے ملاقات نہیں کی۔

۸ر فروری کو امرائے پیرس کیطرف سے اعلیحضرت شہریار غازی کے اعزاز میں جلسۂ ضیافت منعقد ہوا جس میں قریب قریب تمام رؤسائے شہر شریک ہوئے اعلیحضرت نے ضیافت گاہ کی تزئین و آرائش کو بہت پسند فرمایا۔

اعلیحضرت شاہ افغانستان کی سیاحت بلجیم

ورودِ مسعود

۸ر فروری ۱۹۲۸ء کی سہ پہر کو اعلیحضرت شہریار افغانستان معہ ملکہ معظمہ کے پورے تزک و احتشام کیساتھ پیرس سے جانب بلجیم روانہ ہوئے۔ اور ۹ فروری کو ۷ بجکر ۴۰ منٹ پر پایہ تخت بلجیم میں پہنچے۔ جس وقت شاہی ٹرین بلجیم کے اسٹیشن پر پہنچی تو شاہ و ملکہ بلجیم نے پرجوش استقبال کیا اور سرکاری بینڈ نے خیر مقدم کا نغمہ گایا۔

اعلیحضرت خاکی وردی پہنے ہوئے تھے اور شاہ خانم بھی ایک خوبصورت لباس میں ملبوس تھیں۔ اعلیحضرت نے سب سے پہلے ایک گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا پھر ارکان دولت سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد جلوس مرتب ہوا۔ سب سے آگے پولیس کے سواروں کا دستہ تھا۔ اس کے پیچھے دو محافظ دستے تھے ان کے بعد شاہی گاڑی تھی جس میں داہنی طرف اعلیحضرت شہریار غازی اور بائیں طرف شاہ بلجیم بیٹھے ہوئے تھے اس کے بعد ایک گاڑی میں ملکہ افغانستان اور ملکہ بلجیم تھیں۔

جبوقت شاہی جلوس اسٹیشن سے شاہی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا تو جمہور نے صدق دل سے خیر مقدم کیا شاہی قیام گاہ پر پہنچکر جلوس فرو کش ہوا اور اعلیحضرت معہ شاہ خانم کے شاہی مہمان خانے میں داخل ہوئے۔

۹ر فروری کی سہ پہر کو اعلیحضرت شہریار افغانستان اور ملکہ معظمہ نے غیر معروف شہدائے جنگ کی قبر پر جاکر رسم فاتحہ خوانی ادا کی۔

بلجیم کے دار الحکومت میں ضیافت

شام کے وقت شاہ بلجیم کیطرف سے اعلیحضرت شہریار غازی کے اعزاز میں قصر شاہی

میں ایک شاندار جلسۂ ضیافت دیا گیا جس میں ۹۰ معزز اشخاص شریک ہوئے۔ اعلیٰحضرت اور ملکہ معظمہ کی تشریف آوری پر حاضرین نے نعرہائے مسرت بلند کئے۔

شاہی ضیافت کی تقریب میں قصر شاہی کی تزئین و آرائش میں خاص طور پر سعی و کوشش کی گئی تھی اور اس طرح سجایا گیا تھا کہ قصر کے تمام کمرے چمن زار معلوم ہوتے تھے جس وقت اعلیٰحضرت شہریار غازی تشریف لے آئے تو شاہ بلجیم نے اپنی اور ملکہ بلجیم کی طرف سے اعلیٰحضرت شہریار غازی اور شاہ خانم کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے معزز مہمانوں کے ورود مسعود پر اظہار مسرت کیا اور ارشاد فرمایا کہ:۔

"اعلیٰحضرت شاہ امان اللہ خان کے عہد میں افغانستان کو جو عروج و کمال حاصل ہو رہا ہے۔ وہ ہر شخص کے لئے باعث مسرت ہے۔ اور میں افغانستان کی ترقی کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ افغانستان اعلیٰحضرت کے سایۂ عاطفت میں بیش از بیش ترقی کرے"

شاہ بلجیم کی تقریر کے جواب میں اعلیٰحضرت شہریار غازی نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"میں ہز مجسٹی شاہ بلجیم اور ملکۂ بلجیم اور بلجیم کے تمام باشندوں کی محبت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ بلجیم اور افغانستان کے تعلقات خوشگوار صورت میں قائم رہینگے"

ضیافت سے فارغ ہونے کے بعد اعلیٰحضرت مع شاہ خانم کے ایک خوبصورت موٹر میں بیٹھکر بلجیم کی مشہور عمارتوں اور مشہور تفریح گاہوں کی سیر کے لئے تشریف لے گئے اور دلچسپ مناظر کو دیکھکر بہت محظوظ ہوئے۔

دوسرے دن اعلیٰحضرت نے فوجی اسکول کا معائنہ کیا اور بعض اساتذہ کو گفتگو سے معزز فرمایا پھر ایک جلسۂ ضیافت میں شریک ہوئے جہاں خوب چہل پہل نظر آ رہی تھی۔ یہ جلسۂ ضیافت اعلیٰحضرت کے اعزاز میں بلجیم کے وزیر خارجہ کی طرف سے دیا گیا تھا جس میں بلجیم کے خاندان شاہی کے ارکان بھی شریک تھے۔

دس آدمی نہایت آرام سے بیٹھ سکتے ہیں۔

۲ر مارچ کو اعلیحضرت شاہ اور علیا حضرت ملکہ خانم نے برلن کے ہوائی اسٹیشن کا معائنہ کیا جسکے متعلق اہل جرمنی کا خیال ہے کہ وہ دنیا بھر میں بہترین ہے۔

۳ر مارچ کو اعلیحضرت نے برلن کے مشہور مقامات کی سیر فرمائی اور بعض دلکش مناظر کو دیکھ کر نہایت محظوظ ہوئے۔

۴ر مارچ کو اعلیحضرت نے صنعتی کارخانوں کا معائنہ فرمایا اور ہر چیز کو غور و فکر کیساتھ دیکھا۔ اور کارخانوں کے منتظموں سے بات چیت کی۔

۵ر مارچ کو اعلیحضرت برلن یونیورسٹی میں تشریف لے گئے اور یونیورسٹی کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا اور طرز تعلیم کو بہت پسند کیا۔

۶ر مارچ کو یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے اعلیحضرت شاہ اور علیا حضرت شاہ خانم کے اعزاز میں ایک شاندار ضیافت دی جس میں برلن کے تمام امراء و روسار اور با اثر اشخاص شامل ہوئے۔

اعلیحضرت وقت مقررہ پر معہ ملکہ معظمہ کے جلسے میں تشریف لائے حاضرین نے مسرت کے نعروں سے پُرجوش استقبال کیا۔ اس موقعہ پر کئی جماعتوں کیطرف سے اعلیحضرت کی خدمت میں سپاسنامے پیش ہوئے جنکو اعلیحضرت نے شرف قبولیت بخشا۔

۷ر مارچ کو اعلیحضرت شاہ اور علیا حضرت ملکہ معظمہ کرپ کے کارخانہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے اور کئی گھنٹے تک معائنہ فرماتے رہے۔ بعد ازاں اعلیحضرت نے واپس پیرس جانیکا قصد فرمایا اور ۷ر مارچ کی سہ پہر کو معہ حشم و خدم پیرس تشریف لے گئے۔

روانگی کے وقت مارشل فان ہینڈن برگ صدر جمہوریہ اور برلن کے تمام ممتاز اشخاص اعلیحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب نے الوداع کہا۔

ملک معظم شہنشاہ جارج پنجم شاہ افغانستان کو اپنی شاہی گاڑی میں بٹھا کر بکنگھم پیلس کو لیجا رہے ہیں۔

(دائیں جانب سے) شاہ افغانستان - صدر جمہوریہ روسیہ - سپہ سالار سابق سفیر متعہدہ چین - (شاہ افغانستان کی پشت کی جانب ملکہ افغانستان ایستادہ ہیں -
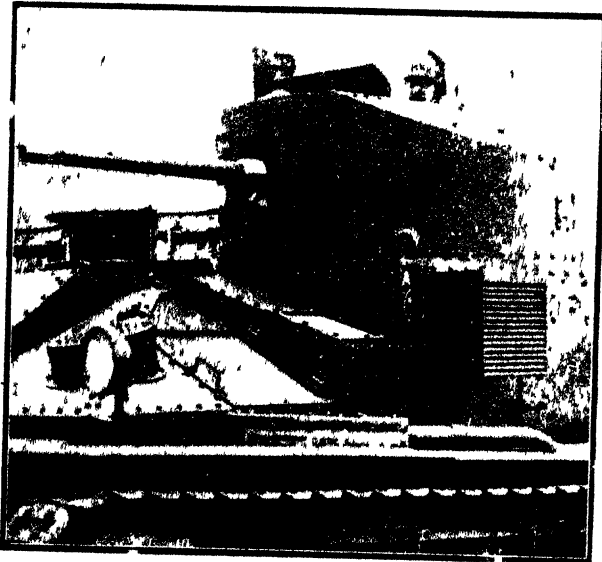
شاہ افغانستان ایک جدید النوع برطانوی جنگی جہاز کا معائنہ فرما رہے ہیں

ڈوور کا ریکارڈر شاہ افغانستان کی خدمت میں سپاسنامہ پڑھ رہا ہے۔

سیاحت روس

یہ اُن موٹر ٹریکٹروں کی تصویر ہے جو سوویٹ حکومت کی جانب سے
افغانستان کو تحفہ نذر کی گئی ہیں۔

شاہ افغانستان ماسکو میں گارڈ آف آنر کا معائنہ فرما رہے ہیں

غازی امان اللہ خاں کا رحم خسروانہ

اعلیحضرت غازی امان اللہ خاں جب سیاحت جرمنی سے فارغ ہو چکے اور آپ نے واپس پیرس جانے کا قصد فرمایا تو اس وقت آپ نے رحم خسروانہ کی ایک عجیب مثال پیش کی۔

واقعہ یہ ہے کہ روانگی سے چند لمحے قبل ایک جرمن عورت اعلیحضرت کے کیمپ پر حاضر ہوئی۔ اور اس نے باریاب ہونے کی درخواست کی۔ اعلیحضرت نے از لطف کرم اس کو شرف باریابی عطا فرمایا۔ حاضر خدمت ہونے پر اس عورت نے عرض کیا۔

یا سلطان المعظم! میں برلن کی ایک شریف بیوہ خاتون ہوں اور مصیبت زدہ ہوں۔ میری مصیبت یہ ہے کہ میری ایک خوبصورت لڑکی ہے جس کا نام شارلات ہے اُس نے ۱۹۲۳ء میں برلن میں ایک نوجوان افغان سے شادی کر لی تھی اور اس کے ساتھ کابل جا کر سکونت پذیر ہو گئی تھی۔ بدقسمتی سے ۱۹۲۶ء میں میری لڑکی کے خوبصورت شوہر کا انتقال ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد میری لڑکی اپنے شوہر کے بھائی کے پاس رہنے لگی۔ اُس نے میری لڑکی سے شادی کی درخواست کی۔ لیکن اُس نے قبول نہیں کیا۔ شارلات کے دو خوبصورت بچے ہیں۔ جو مرحوم افغانی شوہر کی یادگار ہیں۔ ۱۹۲۷ء میں لڑکی نے برلن آنے کا ارادہ کیا۔ لیکن افغانی حکام نے اس کو مطلع کیا کہ افغانی قانون کی رو سے وہ خود اپنے وطن جا سکتی ہے۔ لیکن وہ معصوم مسلموں کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتی۔ اس صورت میں شارلات نے افغانستان ہی میں رہنے کو ترجیح دی۔ اور آجکل وہ کابل میں قیام پذیر ہے۔

یا سلطان المعظم! میں اس کی غمزدہ ماں ہوں۔ اور اس کی فرقت میں میرا دل بےچین ہے۔ اور میری روح بیقرار ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ

میری شارلات کو معہ اسکے بچوں کے برلن آنے کی اجازت دیدی جائے
جس وقت جرمنی عورت نے اعلیحضرت کو اپنا فسانۂ غم سنایا اعلیحضرت بہت متاثر ہوئے اور آپ نے فوراً اپنے پرسنل سکرٹری کو طلب کرکے شارلات کی ماہانہ پنشن منظور کی۔ اور چیف کمشنر کابل کے نام حکم جاری کیا کہ شارلات کو معہ اس کے بچوں کے برلن جانے کی اجازت دیدی جائے۔

اس کیساتھ ہی اعلیحضرت نے شارلات کی والدہ سے توقع ظاہر کی کہ یہ بچے مسلمان رہیں گے شارلات کی والدہ نے سر جھکا کر اعلیحضرت کا شکریہ ادا کیا اور اقرار کیا کہ شارلات کے دونوں بچوں کے مذہب کی حفاظت کی جائیگی اور وہ یقیناً مسلمان رہیں گے ؛

پیرس میں واپسی اور قیام

۹۔ مارچ ۲۸ء کو اعلیحضرت شاہ افغانستان معہ حشم و خدم بخیریت پیرس پہنچے اور ۱۲ مارچ تک اعلیحضرت نے پرائیویٹ طور پر پیرس میں قیام فرمایا۔ بعد ازاں لندن جانے کا قصد فرمایا ؛

پیرس سے روانگی کیوقت ایک دلچسپ واقعہ

اعلیحضرت نے مزاحاً ایک فرانسیسی پر پستول سے حملہ کیا

۱۲۔ مارچ ۲۸ء کو اعلیحضرت شہریار افغانستان لندن جانے کے ارادے سے معہ حشم و خدم پیرس جنکشن اسٹیشن پر تشریف لائے۔ اسٹیشن پر اعلیحضرت کو رخصت کرنے کیلئے لارڈ کریو اور بہت سے معزز فرانسیسی نمائندے موجود تھے۔ اعلیحضرت بہت خوش تھے اور شاہی کمپارٹمنٹ کے پاس کھڑے ہوکر ملکہ معظمہ سے گفتگو فرما رہے تھے۔ اس موقعہ پر ایک فرانسیسی مصور نے ایک بلند مقام پر چڑھ کر اعلیحضرت کی تصویر لینے کا

ارادہ کیا۔ اعلیحضرت نے متبسم ہو کر فرانسیسی مصور کی طرف بنظر غائر دیکھا اور فرمایا آج ہم نے حجامت نہیں بنوائی ہے۔ اس لئے تصویر اچھی نہیں آئیگی۔ اس کے بعد اعلیحضرت نے ازراہ تمسخر جیب میں ہاتھ ڈالکر ایک خوبصورت پستول نکالا اور فرانسیسی کی طرف نشانہ باندھا۔

یہ واقعہ دیکھکر فرانسیسی مصور لرزنے لگا اور بدحواس ہو کر ایک کمرے کی طرف بھاگا اس منظر کو دیکھکر لارڈ کرپو اور فرانسیسی نمایندے ہنسی کو ضبط نہ کرسکے اور ملکہ خانم بھی خوب ہنسیں پھر اعلیحضرت نے اس فوٹوگرافر کو طلب فرماکر اطمینان کیساتھ تصویر کھنچوائی۔

پیرس سے روانگی

۱۲- مارچ کی سہ پہر کو اعلیحضرت معہ حشم وخدم پیرس سے روانہ ہوئے اور رات کو دس بجے کیلے پہنچے۔ کیلے میں اعلیحضرت نے ایک شب قیام فرمایا اور پھر بحری راستے سے شاہی جہاز میڈآف آورلین میں سوار ہو کر جانب لندن روانہ ہوئے۔ جس وقت شاہی جہاز رود بار انگلستان میں داخل ہوا تو چار برطانوی جہاز شاہی جہاز کے جلو میں روانہ ہوئے اور پانچ جنگی ہوائی جہازوں نے حفاظت کا فرض ادا کیا۔

بندرگاہ ڈوور میں داخلہ

جب شاہی جہاز بندرگاہ ڈوور میں داخل ہوا تو قلعہ ڈوور کے شاہی توپخانہ نے سلامی دی۔ ساحل پر شہزادہ ویلز فوجی وردی پہنے اعلیحضرت شہریار غازی کا انتظار کررہے تھے۔ شہزادہ کے ساتھ فیلڈ مارشل الینبائی لفٹنٹ کرنل سر فرانسس ہمفریز (برطانوی سفیر متعینہ کابل)، سردار اعلیٰ رضا خاں سفیر افغانستان مقیم لندن اور بہت سے معزز ارکان سلطنت محو انتظار تھے۔ جس وقت شاہی جہاز رکا۔ شہزادہ ویلز نے فوراً

آگے بڑھ کر اعلیحضرت شاہ افغانستان اور علیا حضرت ملکہ معظمہ کا شاندار اور پر عظمت استقبال کیا۔ اور ساحل کے برطانوی بینڈ نے خیر مقدم کا نغمہ گایا۔

اعلیحضرت بادشاہ امان اللہ خاں اسوقت آسمانی رنگ کے زرق برق لباس میں ملبوس تھے اور ایک شاندار پیکر حسن و جمال نظر آ رہے تھے۔ آپ نے سوٹ پر ایک لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔ سر پر خوبصورت سیاہ ٹوپی تھی۔ جس پر سفید طرۂ شاہانہ عجیب بہار دے رہا تھا۔ آپ کے خدام بھی نہایت خوبصورت زرق برق لباس میں ملبوس تھے۔ علیا حضرت ملکہ معظمہ یورپین طرز کا بہترین لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھیں گارڈ آف آنر کے ملاحظہ کے بعد اعلیحضرت اور ملکہ خانم نے اس سپاسنامہ خیر مقدم کو شرف قبولیت بخشا۔ جو ڈوور کے کارپوریشن کے صدر نے پیش کیا تھا صدر کارپوریشن کی اہلیہ نے علیا حضرت ملکہ معظمہ کی خدمت میں سرخ اور سفید گلاب کے پھولوں کا ایک گلدستہ پیش کیا جسے انھوں نے قبول فرمایا۔ اور شکریہ ادا کیا ٭

قلعہ ڈوور سے روانگی

خیر مقدم کی رسمیں ادا ہو چکنے کے بعد اعلیحضرت شہریار غازی اور علیا حضرت ملکہ معظمہ پرنس آف ویلز کی معیت میں ایک نہایت خوبصورت شاہی اسپیشل میں سوار ہو کر لندن کی طرف روانہ ہوئے

اعلیحضرت شاہ افغانستان کی سیاحت انگلستان

غازی مشرق لندن میں

شاندار استقبال کا دلکش منظر

۱۳ - مارچ کی سہ پہر کو اعلیحضرت شاہ افغانستان نے لندن میں نزول اجلال فرمایا جس وقت شاہی اسپیشل وکٹوریہ اسٹیشن لندن پر پہنچی۔ جمہور نے جوش و خروش کیساتھ

مسرت کے نعرے بلند کئے۔ اسٹیشن پر ہز مجسٹی کنگ جارج معہ ارکان سلطنت کے غازیٔ مشرق کے انتظار میں موجود تھے۔ جونہی بادشاہ امان اللہ خان نے گاڑی سے قدم باہر رکھا۔ کنگ جارج نے خلوص اور محبت کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا۔

کنگ جارج نے اس وقت فیلڈ مارشل کی وردی زیب بدن کر رکھی تھی۔ ملکہ انگلستان سادہ لباس پہنے ہوئے تھیں۔ اور ارکان سلطنت درباری لباس میں ملبوس تھے۔ حاضرین میں ڈیوک آف یارک۔ پرنس آرتھر۔ پرنس ہنری۔ مسٹر بالڈون وزیر اعظم۔ سر آسٹن چیمبرلین وزیر خارجہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مقتدر اشخاص۔ ارکان وزارت اور افسران فوج پلیٹ فارم پر حاضر تھے اور تمام فوجی افسروں نے جنگی فوجی وردیاں پہن رکھی تھیں۔

کنگ جارج نے سب سے پہلے ملکہ ثریا کو ملکہ میری سے روشناس کرایا۔ تعارف کے بعد دونوں نے پرتپاک مصافحہ کیا۔ پھر کنگ جارج نے ارکانِ وزارت اور دیگر روسائے انگلستان کو اعلیحضرت شہریارِ غازی کی خدمت میں پیش کیا۔ اعلیحضرت نے خلوص و محبت کے ساتھ سب سے مصافحہ کیا۔ پھر گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا۔ معائنہ کے وقت گارڈ آف آنر کے بینڈ نے افغانی قومی گیت گایا۔

برگ و گل کے در و دیوار

اعلیحضرت غازیٔ مشرق کی تشریف آوری کی تقریب میں وکٹوریہ اسٹیشن لندن کی تزئین و آرائش میں ایک خاص حسن و جمال پیدا کیا گیا تھا۔ تمام کمرے اور دروازے خوشنما پھولوں سے سجائے گئے تھے اور محرابیں ایک خوبصورت انگریزی بیل کے پیچ و خم سے آراستہ کی گئی تھیں۔ تعارف کی رسمیں ختم ہونے کے بعد سب حضرات انہی دروازوں اور محرابوں سے گزر کر شاہی ویٹنگ روم میں تشریف لے گئے۔

ویٹنگ روم کی تزئین و آرائش میں بھی خاص طور پر سعی و کوشش کی گئی تھی۔ دیواروں پر ساحلی مقامات کی تصویریں آویزاں تھیں۔ جابجا خوشنما پردے لٹکے ہوئے تھے۔ فرش پر اعلیٰ درجہ کے قالین بچھے ہوئے تھے۔ ویٹنگ روم کا دروازہ انگریزی اور افغانی جھنڈوں سے مزین کیا گیا تھا۔ تقریباً بیس منٹ تک جلیل القدر مہمانوں نے ویٹنگ روم میں آرام کیا۔ بعدازاں جلوس مرتب ہوا۔ سب سے آگے پولیس کا دستہ تھا۔ پھر محافظ دستے تھے۔ ان کے بعد شاہی گاڑی تھی جس میں شاہ افغانستان اور ملکہ انگلستان تھیں۔ ان کے پیچھے امراء و وزراء تھے جس وقت شاہی جلوس وکٹوریہ اسٹیشن کے احاطہ سے باہر نکلا تو ایک عظیم الشان ہجوم نے تالیوں کے مسلسل شور سے پورے جوش و خروش کے ساتھ استقبال کیا۔

ریوٹر کے نمایندہ خصوصی کا بیان ہے کہ وکٹوریہ اسٹیشن کے احاطے سے باہر جیسا عظیم ہجوم اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان کی تشریف آوری کے موقعہ پر دیکھنے میں آیا۔ ایسا پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ اور لندن کی سڑکوں پر جیسا مجمع جلوس کے وقت تھا ایسا بہت کم ہوا ہے۔

شاہی جلوس وکٹوریہ اسٹیشن سے قصر بکنگھم تک آہستہ آہستہ روانہ ہوا۔ راستے میں سڑکوں پر دورویہ صف میں آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ اور جس طرف سے جلوس گزرتا تھا۔ پھولوں کی بارش ہوتی تھی۔ اور تالیوں کے مسلسل شور سے استقبال کیا جاتا تھا۔ یہ سلسلۂ استقبال قصر بکنگھم پہنچنے تک راستہ بھر جاری رہا

قصر بکنگھم کے قریب خواتین انگلستان کا بھی ایک عظیم الشان مجمع محو انتظار تھا جس وقت خواتین لندن کی نظر ملکہ ثریا پر پڑی انہوں نے جوش و خروش کے ساتھ تالیاں بجائیں۔ اور پھول برسائے۔ ملکہ ثریا کے حسن و جمال کی خبر لندن میں پہلے سے پہنچ چکی تھی۔ اور تمام خواتین ان کو دیکھنے کیلئے بیتاب تھیں جس وقت ان کو دیکھا تو

سب نے تعریف کی ۔

شاہی جلوس قصر بکنگھم کے احاطہ میں پہنچکر فروکش ہوا۔ اور اعلیحضرت شاہ اور ملکہ اپنے جلیل القدر میزبانوں کے ساتھ محل میں داخل ہوئے۔

قصر بکنگھم میں استقبال کی تمام رسوم ادا ہونے کے بعد اعلیحضرت شاہ افغانستان معہ ملکہ معظمہ کے ایک خوبصورت موٹر میں سوار ہوکر یادگار مقتولین کو دیکھنے تشریف لیگئے جہاں اعلیحضرت نے پھولوں کا ایک ہار بہ نفس نفیس چڑھایا۔ اور اس کے بعد چند قدم پیچھے ہٹ کر رسم فاتحہ خوانی ادا کی۔ پھر وہاں سے اعلیحضرت معہ ملکہ معظمہ کے ویسٹ منسٹر کے گرجے میں تشریف لیگئے۔ اور وہاں غیر معروف مقتولین کی قبروں پر پھول چڑھائے اور رسم فاتحہ خوانی ادا کی

پھر قصر سینٹ جمیس میں تشریف لیگئے۔ جہاں ویسٹ منسٹر کی سٹی کونسل اور لندن کی کاونٹی کونسل کے وفود نے خیر مقدم کے سپاسنامے پیش کئے۔ اعلیحضرت نے ان کو شرف قبولیت بخشا۔ اس کے بعد اعلیحضرت معہ ملکہ معظمہ کے واپس قصر شاہی میں تشریف لے گئے ۔

قصر بکنگھم میں شاندار شاہی ضیافت

مغرب کی عظمت مشرق کی سطوت کے حضور میں

۱۳۔ مارچ کو بوقت شب قصر بکنگھم میں اعلیحضرت ہز مجسٹی کنگ جارج کی طرف سے اعلیحضرت غازی مشرق ہز مجسٹی امان اللہ خان اور ملکۂ افغانستان کے اعزاز میں ایک شاندار جلسۂ ضیافت منعقد ہوا۔ رائل روم میں بکثرت سنہرے جھاڑ اور فانوس روشن کئے گئے اور جا بجا خوبصورت آئینہ نصب کئے گئے جس وقت طلائی شمعدانوں میں سے روشنی چھن چھن کر آئینوں پر پڑی تو سارا رائل ہال بقعہ نور بن گیا ۔

شاہی ضیافت کیلئے ہز مجسٹی کنگ جارج نے رینڈکیسل سے خاص طور پر طلائی ظروف منگوائے تھے۔ جن کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔

اس جلسہ ضیافت میں ڈیڑھ سو مہمان مدعو تھے جن میں اسقف اعظم کنٹربری۔ لارڈ برکن ہیڈ۔ لارڈ ریڈنگ۔ لارڈ چیمفورڈ۔ سر کلاوڈ جیکیب۔ سر ولیم جانسن مسٹر چرچل مسٹر ریمزے میکڈانلڈ۔ مسٹر لائڈ جارج اور لارڈ ریڈنگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ارکان وزارت اور مقتدر اشخاص شریک تھے جب وقت ضیافت کا انتظام و اہتمام مکمل ہوگیا۔ تو اعلیحضرت تاجدار افغانستان اور ملکۂ معظمہ کو ایوان ضیافت میں لے جایا گیا۔ جس وقت یہ مہمانان جلیل ایوان ضیافت میں داخل ہوئے تو حاضرین نے صدق دل سے پُرعظمت استقبال کیا۔

ریوٹر کے نمایندہ خصوصی کا بیان ہے کہ اس شاندار ضیافت کے موقعہ پر قصر بکنگھم کے کمروں کی کچھ ایسی عمدہ تزئین کی گئی تھی کہ تمام کمرے چمن زار معلوم ہوتے تھے۔ اور بیحد روح افزا منظر تھا۔ اس شاندار ضیافت کے داعی اعلیحضرت ہز مجسٹی کنگ جارج مہمانان جلیل کے استقبال کے وقت امیر البحری وردی زیب بدن کیے ہوئے تھے اور ملکۂ انگلستان بھی ایک نہایت قیمتی لباس میں ملبوس تھیں۔ ملکہ معظمہ نے جو گون زیب تن فرمایا تھا۔ اس میں نقرئی تار چمک رہے تھے۔ اور سر پر قیمتی موتیوں کا زیور تھا۔ جس میں مشہور و معروف ہیرا کوہ نور لٹک رہا تھا۔

اعلیحضرت غازی مشرق ہز مجسٹی شاہ امان اللہ خاں تاجدار افغانستان اس موقع پر اعلیٰ قسم کا شاندار شاہی لباس پہنے ہوئے تھے اور اپنے خداداد حسن کی وجہ سے ایک شاندار پیکر حسن و جلال نظر آرہے تھے۔ علیاحضرت ملکۂ افغانستان بھی نہایت عمدہ فیشن ایبل یورپین طرز کا بہترین لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھیں۔ اس کے علاوہ علیاحضرت شاہ خانم نے ایک نہایت خوبصورت جواہر نگار مرصع تاج بھی زیب سر فرمایا تھا۔

ضیافت میں کھانا نہایت پرتکلف اور لذیذ تھا اور اسکی تیاری میں مذہبی احتیاط کو پیش نظر رکھا گیا تھا۔ ضیافت کی رسموں سے فارغ ہو کر ہز مجسٹی کنگ جارج نے اپنی اور ملکۂ انگلستان کی طرف سے شہریار غازی اعلیٰحضرت شاہ اور ملکۂ افغانستان کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے لندن میں اعلیٰحضرت کے نزول اجلال فرمانے پر اظہار مسرت کیا اور فرمایا۔

جلالتمآب شاہ امان اللہ خان بادشاہ افغانستان کی روشنخیالی اور بیدار مغزی کا میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں۔ اور آپکے عہد میں افغانستان جو ترقیاں کر رہا ہے میں انکو دلچسپی اور محبت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ باریتعالی اعلیٰحضرت کو عرصہ دراز تک سلامت باکرامت رکھے تاکہ رعایائے افغانستان کیلئے دور ترقی کا سلسلہ جاری رہے"

ہز مجسٹی کنگ جارج کی تقریر کے جواب میں اعلیٰحضرت نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

میں سب سے پہلے خلوص اور محبت کے ساتھ جلالتمآب شاہ برطانیہ اور ملکۂ انگلستان اور لندن کے باشندوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس حقیقت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ جس جوش وخروش اور خلوص و محبت سے اہل لندن نے میرا خیر مقدم کیا ہے اس کا اثر میرے دل پر نہایت گہرا ہوا ہے۔ میں آج کی اس شاندار ضیافت کو جو قلبی اخلاص پر مبنی ہے ہمیشہ یادگار رکھونگا۔ اور آج جو جذبات میری نظروں سے گزرے ہیں اُن سے مجھکو کامل یقین ہوتا ہے کہ یہ پرخلوص ذاتی تعلقات ہر دو ممالک (انگلستان اور افغانستان کے درمیان حقیقی اور عمدہ تعلقات کا پیش خیمہ ثابت ہونگے اور مجھکو توقع ہے کہ آیندہ شاہراہ ترقی پر اور مفاد مشترکہ پر ہر دو ممالک دوش بدوش گامزن ہونگے

گلیڈ ہال میں شاندار ضیافت

۱۴- مارچ ۱۹۲۸ء کو لارڈ میئر نے گلیڈ ہال لندن میں اعلیٰحضرت شاہ افغانستان کے

اعزاز میں ایک شبانہ ضیافت دی جس میں چونسٹھ مہمان مدعو تھے جس وقت اعلیٰ
حضرت شہر یار غازی معہ ملکہ معظمہ کے قصر بکنگھم سے لائف گارڈ کیساتھ گلڈ ہال کی
طرف روانہ ہوئے تو اجتماع کثیر کی طرف سے راستے بھر مسرت کے نعروں سے
خیر مقدم کیا گیا۔ اعلیحضرت شاہ غازی تو سلام کا جواب سلام سے دیتے تھے۔ لیکن ملکہ خانم
شگفتہ روئی کے ساتھ متبسم ہوکر سر جھکا لیتی تھیں۔

جونہی شاہی سواری گلڈ ہال کے قریب پہنچی لارڈ میئر اور لیڈی میئر نے صدق
دل سے خیر مقدم کیا۔ اور پھر ادب واحترام کیساتھ مہمانان جلیل کو ایوان ضیافت میں
لیجایا گیا ایوانِ ضیافت میں بہت سے متعدد اشخاص محو انتظار تھے جن میں امیر البحر
سر چارلس میڈن۔ فیلڈ مارشل سر جارج ملنر۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اسقف اعظم
کنٹر بری۔ سر آسٹن چیمبرلین۔ سر فرانسس ہمفریز خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جب اعلیحضرت شاہ غازی معہ ملکہ معظمہ کے ایوانِ ضیافت میں داخل ہوئے تو سب نے
پُرجوش استقبال کیا۔ اعلیحضرت نے اور ملکہ معظمہ نے ایوان ضیافت کی دلفریب آرائش
وزیبائش کو بہت پسند فرمایا۔ خیر مقدم کی رسم ادا کرنے کے بعد اعلیحضرت شاہ وعلیا
حضرت شاہ خانم کو ایک خوبصورت تخت پر بٹھایا گیا۔ تخت کے آس پاس جڑاؤ طلائی
کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ اُن پر برطانوی خاندان شاہی کے شہزادگان متمکن ہوئے
اس کے بعد لارڈ میئر نے سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں لکھا تھا کہ۔

اعلیحضرت اور ملکہ خانم نے جب سے لندن میں نزول اجلال فرمایا ہے اہل لندن
بے اندازہ مسرت محسوس کر رہے ہیں۔ اور اعلیحضرت کی تشریف آوری اہل شہر کیلئے
سرمایہ افتخار ہے اور اس موقعہ پر اہل انگلستان کی آرزو اور تمنا یہ ہے کہ انگریزی اور
افغانی قوموں میں تعلقات دوستداری نہایت مضبوط اور مستحکم ہو جائیں اور ہر دو ممالک
میں تجارت اور کاروبار کے لحاظ سے ترقی ہو۔

سپاسنامے کا ترجمہ لفٹننٹ کرنل سر فرانسس ہمفریز سفیر برطانیہ متعینہ کابل نے پشتو میں سمجھایا۔ اور پھر سپاسنامے کو ایک طلائی صندوقچے میں رکھکر پیش کیا۔ اس کے بعد اعلیحضرت غازی مشرق نعرہائے مسرت کے درمیان جواب دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا :-

میں صدق دل سے آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آپکے جذبات محبت کا معترف ہوں۔ اس کے بعد یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہز مجسٹی شاہ برطانیہ اور میرے درمیان جو تعلقات دوستانہ ہیں۔ اُن کا آیندہ یہ نتیجہ ہونا چاہیئے کہ انگریزی اور افغانی قوموں کے درمیان سیاسی و تجارتی تعلقات زیادہ مستحکم ہوجائیں میں خیال کرتا ہوں کہ مستقبل قریب میں ہردو ممالک میں تعلقات کی ترقی خاطر خواہ ہوگی۔

اس ضیافت میں بھی کھانا نہایت پرتکلف اور لذیذ تھا۔ اور اس کی تیاری میں بھی مذہبی احتیاط کو پیش نظر رکھا گیا تھا۔ ضیافت سے فارغ ہوکر اعلیحضرت شاہ و علیا حضرت شاہ خانم لائف گارڈ کے ساتھ قصر بکنگھم تشریف لے گئے ۔

۱۵۔ مارچ سنہ ۲۸ء کو اعلیحضرت نے قصر بکنگھم میں مختلف ممالک کے سفیروں کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔ اور تقریباً نصف گھنٹے تک مشفقانہ انداز میں گفتگو فرماتے رہے

بوقت شب ملکہ انگلستان "شاہ خانم" کو ساتھ لیکر تھیٹر دکھانے تشریف لے گئیں جس وقت شاہی سواری تھیٹر کے قریب پہنچی تو زائرین کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ وہ شاہی گاڑی پر گرے پڑتے تھے۔ محافظ دستے نے تماشائیوں کو جبراً ہٹایا۔ بعدازاں ملکہ میری اور ملکہ ثریا تھیٹر میں داخل ہوئیں۔ شاہی نشستوں کو انگریزی افغانی پرچموں سے اور سنہری جھالروں سے مزین کیا گیا تھا۔ حاضرین نے نعرہ ہائے مسرت سے خیر مقدم کیا۔

۱۶۔ مارچ کو سر آسٹن چیمبرلین وزیر خارجہ نے اعلیحضرت شاہ افغانستان اور ملکہ معظمہ

کے اعزاز میں رائل گارڈن میں ایک شاندار ضیافت دی جلسہ ضیافت میں کثیر تعداد میں مہمان شریک ہوئے جن میں اسقف اعظم کنٹر بری۔ پرنس آف ویلز۔ لارڈ ہارڈنگ لارڈ چیمسفورڈ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جب ضیافت کا اہتمام و انتظام مکمل ہوگیا تو اعلیٰ حضرت شاہ اور ملکہ معظمہ کو ایوان ضیافت میں لے جایا گیا جس وقت اعلیٰحضرت مع شاہ خانم کے ایوان ضیافت میں داخل ہوئے تو حاضرین نے پُرجوش استقبال کیا مراسم خیر مقدم ادا کرنیکے بعد اعلیٰحضرت شاہ اور علیا حضرت شاہ خانم کو ایک خوبصورت تخت پر بٹھایا گیا۔ تخت کے قریب ہی ایک طلائی کرسی پر شہزادہ ویلز متمکن ہوئے اس ضیافت میں رسمی تقریریں نہیں ہوئیں ہاں اختتام مجلس کے وقت سر آسٹن چیمبرلین نے غیر رسمی طور پر صدق دل سے اعلیٰحضرت شاہ و ملکہ خانم کا شکریہ ادا کیا۔

۱۷۔ مارچ کو اعلیٰحضرت مع ملکہ معظمہ کے شہر لندن کو دیکھنے کیلئے تشریف لیگئے۔ آپ نے کئی گھنٹے تک مشہور عمارتوں اور مشہور بازاروں کی سیر فرمائی اور اپنے قصر شاہی کے لئے کچھ سامان بھی خریدا۔ اور ۱۷۔ مارچ کی سہ پہر کو اعلیٰحضرت شہریار افغانستان ایک اسپیشل ٹرین میں سوار ہوکر برمنگھم تشریف لیگئے۔ اسٹیشن پر لارڈ میئر اور لیڈی میئر نے استقبال کیا اسٹیشن کے احاطہ سے باہر زائرین کا کثیر مجمع تھا جس میں عورتیں بہت تھیں جسوقت اعلیٰحضرت اسٹیشن کے احاطے سے باہر نکلے جمہور نے صدق دل سے خیر مقدم کیا۔ برمنگھم کی خواتین کو علیا حضرت ملکہ ثریا کے دیکھنے کا بہت اشتیاق تھا۔ لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ ملکہ ثریا کی طبیعت ناساز ہے اور وہ علالت کی وجہ سے برمنگھم تشریف نہ لاسکیں تو انہیں بڑی مایوسی ہوئی۔

برمنگھم میں اعلیٰحضرت نے آہن و فولاد سازی کے کارخانوں اور انجنیری کے کاموں کا معائنہ فرمایا۔ اور اسلحہ سازی کے مشہور کارخانے بی۔ ایس۔ اے کو بھی ملاحظہ فرمایا ۔

برطانوی بیڑے کا معائنہ

۱۸ - مارچ کو اعلیحضرت نے برطانوی بیڑے اور بری سپاہ کا معائنہ فرمایا۔
اعلیحضرت چونکہ نظام عسکری کی خصوصیات سے بخوبی واقف ہیں اسلیئے آپ نے اکثر امور پر تنقیدی نظر ڈالی - اور بعض باتوں کو بنظر استحسان دیکھا۔

بری سپاہ کے معائنہ کے بعد اعلیحضرت نے نظام لاسلکی اور نظام رسد کو بھی بنظر غائر دیکھا اور منتظموں سے بہت سے سوالات کئے۔

۱۹ - مارچ کو اعلیحضرت نے فٹ بال میچ میں شرکت کی اور بوقت شب تھیٹر میں تشریف لے گئے - اور انگریزی ڈرامہ دیکھکر بہت محظوظ ہوئے ۔

زرہ پوش موٹروں کا معائنہ

۲۰ - مارچ کو اعلیحضرت " بورن متھ " تشریف لیگئے اور ایک دن وہاں قیام فرمایا
بورن متھ میں زرہ پوش موٹروں کے پائیس گیرج ہیں - اعلیحضرت نے بعض ماہرین فن کی معیت میں زرہ پوش موٹروں کے شاہی دستوں کے اسکول کا معائنہ فرمایا اور جنگی موٹروں کو دیکھا - ماہرین فن نے جنگی موٹروں میں بیٹھ کر اپنے کمالات دکھائے اور یہ بتایا کہ کس طرح جنگ کی حالت میں دشمن پر حملہ کیا جاتا ہے۔

بارہ موٹریں برابر حملہ کرتی ہوئی آگے بڑھتی تھیں - اور پھر واپس آتی تھیں - اعلیحضرت نے ایک موٹر پر سوار ہو کر یہ سب تماشہ بنظر غائر دیکھا اور بہت محظوظ ہوئے ۔

پھر اعلیحضرت خود ایک زرہ پوش موٹر میں سوار ہوئے - اور اپنے مشاہدات کے مطابق بعض فرضی دشمنوں پر حملہ کیا - یہ نظارہ نہایت دلچسپ تھا ۔

آبدوز کشتی کا دلچسپ سفر

۲۱ مارچ کو اعلیٰحضرت شہریار غازی مع ملکہ معظمہ کے ساوتھ مپٹن تشریف لیگئے جسوقت اعلیٰحضرت لندن سے روانہ ہوئے تو بارش ہورہی تھی۔ مگر جب ممدوح آبادی سے باہر ہوئے تو مطلع صاف تھا اور آفتاب چمک رہا تھا۔

ساوتھ مپٹن میں داخل ہوکر اعلیٰحضرت نے بحری افسران کو شرف ملاقات بخشا۔ پھر آپ نلسن جہاز وکٹری پر تشریف لے گئے اور اس کو ملاحظہ فرمایا۔ پھر اعلیٰحضرت ایک جدید جنگی جہاز ٹائگر پر تشریف لائے اور اس کی خصوصیات کو ملاحظہ فرمایا۔

اس کے بعد اعلیٰحضرت ایک آبدوز کشتی پر سوار ہوئے۔ اور کپتان کو حکم دیا کہ وہ اپنے کمالات دکھلائے۔ اس حکم کے بعد کشتی کو ایک مولناک حرکت ہوئی اور وہ تیزی کے ساتھ ایک جنگی جہاز کے پہلو میں پہنچی۔ جس پر توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ جنگی جہاز کے پہلو میں پہنچکر کشتی نے غوطہ لگایا۔ جو دو میل تک رہا۔ اس موقعہ پر اعلیٰحضرت بہت محظوظ ہوئے کشتی دیر تک سمندر کے اندر رہی اور اعلیٰحضرت آلۂ افق نما کے ذریعہ بہت غور کے ساتھ گرد و پیش کے حالات ملاحظہ فرماتے رہے۔ سمندر کے نیچے سے اعلیٰحضرت نے ملکہ معظمہ کو کئی پیامات بھیجے جو آئرس فورڈ جہاز پر پیچھے تشریف لارہی تھیں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ان پیاموں کا جواب بھی مل جاتا تھا ؛

تارپیڈو کا نشانہ۔

آبدوز کشتی کے سفر میں سب سے عجیب واقعہ یہ ہے کہ اثنائے سفر میں اعلیٰحضرت نے دو تارپیڈو ایک ہزار گز کے فاصلے سے ایک نشانے پر چلائے جو بالکل صحیح نشانہ پر لگے۔ اعلیٰحضرت اس نشانہ بازی سے بیحد مسرور ہوئے۔

آبدوز کے کمانڈر کا بیان ہے کہ ہر تارپیڈو کا وزن ڈیڑھ ٹن تھا اور مجھے ہرگز توقع نہ تھی کہ اعلیٰحضرت ایک ہزار گز کے فاصلے سے فائر کے نشانے میں کامیاب ہوسکیں گے لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب سگنلر نے مجھے اطلاع دی کہ دونوں تارپیڈو نشانے پر پڑے۔ جس وقت فیر ہوئے تو فیر ہوتے ہی تارپیڈو پانی کے نیچے نیچے نشانے کی طرف گئے اور صرف پانچ سکنڈ میں نشانے تک پہنچ گئے۔ اعلیٰحضرت تارپیڈو کی رفتار کو "آلہ افق نما" سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔

نشان امتیازی

جس وقت اعلیٰحضرت آبدوز کشتیوں کے معائنے سے فارغ ہو چکے تو آبدوز ڈیپارٹمنٹ کے جنرل کمانڈر نے نہایت عقیدت و محبت کیساتھ اعلیٰحضرت کی خدمت میں نشانہ بازی کا ایک اعلیٰ تمغہ پیش کیا۔ اور اعلیٰ حضرت کی قادراندازی کا اعتراف کیا۔ اعلیٰحضرت نے اس کو قبول فرمایا۔ اور بیحد خوش ہوئے +

فضائے لندن میں پرواز

۲۲ - مارچ کو اعلیٰحضرت نے کرائڈن کے طیارہ خانے کا معائنہ فرمایا۔ اور اس مرکز کو بھی دیکھا۔ جہاں سے طیاروں کو قابو میں رکھا جاتا ہے۔ اور لاسلکی پیغام بھی سُنا۔ جو پیرس سے آنے والے ایک طیارے نے ارسال کیا تھا۔

اس کے بعد اعلیٰحضرت نے ہوائی جہازوں کی ڈاک رسانی کا طریقہ ملاحظہ فرمایا ایک ہوائی جہاز جو تیزی کیساتھ پرواز کر رہا تھا۔ اُس نے ڈاک کا ایک تھیلہ ایک چھتری باندھ کر اوپر سے پھینکا جو "نیوگراونڈ" میں آکر گرا۔ اعلیٰحضرت نے اس کو کھولکر دیکھا تو چند پوسٹ کارڈ تھے جن پر فارسی اشعار لکھے ہوئے تھے اعلیٰحضرت انکو پڑھکر بہت محظوظ ہوئے۔

بعد ازاں اعلیحضرت وزیر فضائی کے ساتھ ایک تین انجنوں والے طیارے میں سوار ہوئے۔ اور فضائے لندن میں سیر فرمائی اس سیر میں اعلیحضرت بیحد مسرور ہوئے اس موقع پر اعلیحضرت کے ساتھ ملکہ ثریا موجود نہیں تھیں کیونکہ ان کی طبیعت کسیقدر ناساز تھی اور وہ کلیرجز ہاؤس میں آرام فرما رہی تھیں ۔

کیمبرلی کی سیر

۲۳ - مارچ کو اعلیحضرت نے آرام فرمایا۔ اور ۲۴ - مارچ کو علی الصباح معہ ملکۂ خانم بذریعہ موٹر کیمبرلی تشریف لے گئے۔ وہاں اعلیحضرت نے شاہی فوجی کالج کا معائنہ فرمایا۔ اور گھوڑدوڑ کا تماشا دیکھا۔ آپ کو یہ دیکھکر خوشی ہوئی کہ شاہی فوجی کالج میں بعض ہندوستانی بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

۲۵ - مارچ کو سنٹرل ایشین سوسائٹی کی خواتین نے علیا حضرت ملکۂ افغانستان کو ایک گارڈن پارٹی دی جس میں ملکہ معظمہ نے بخوشی شرکت فرمائی۔ اور عورتوں کی تعلیم و ترقی پر ایک لکچر دیا۔

۲۶ - مارچ کو اعلیحضرت شاہ اور علیا حضرت شاہ خانم نے دن بھر آرام فرمایا اور کسی سے ملاقات نہیں کی۔ اور ۲۷ - مارچ کو اعلیحضرت شاہ اور شاہ خانم نے آکسفورڈ اسٹریٹ سے کچھ سامان خریدا۔

رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن کا معائنہ

۲۸ - مارچ کو اعلیحضرت شہریار غازی معہ ملکہ معظمہ کے ایک خوبصورت موٹر میں سوار ہوکر رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن کے دفتر میں تشریف لیگئے۔ وہاں سوسائٹی کے جنرل سکرٹری اور معزز ارکان نے شاندار خیر مقدم کیا۔

پورٹسموتھ میں شاہ و ملکۂ افغانستان ایک جنگی جہاز کا معائنہ فرما رہے ہیں۔

سیاحت انگلستان
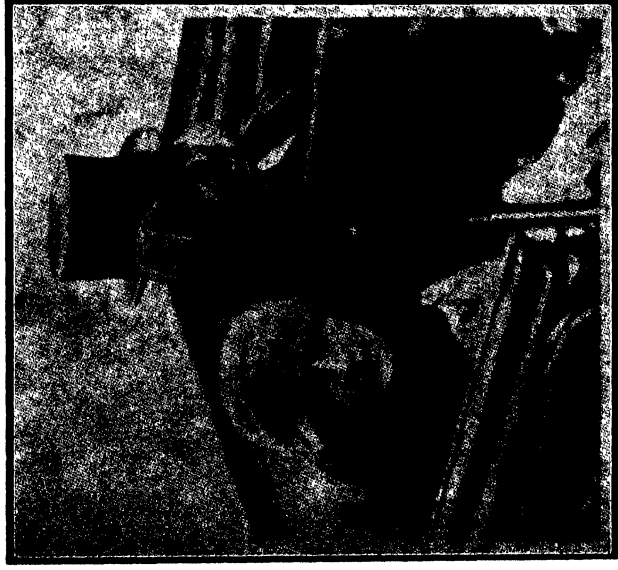
برطانیہ کے ادبی حلقہ کی طرف سے شاہ افغانستان کی عزت
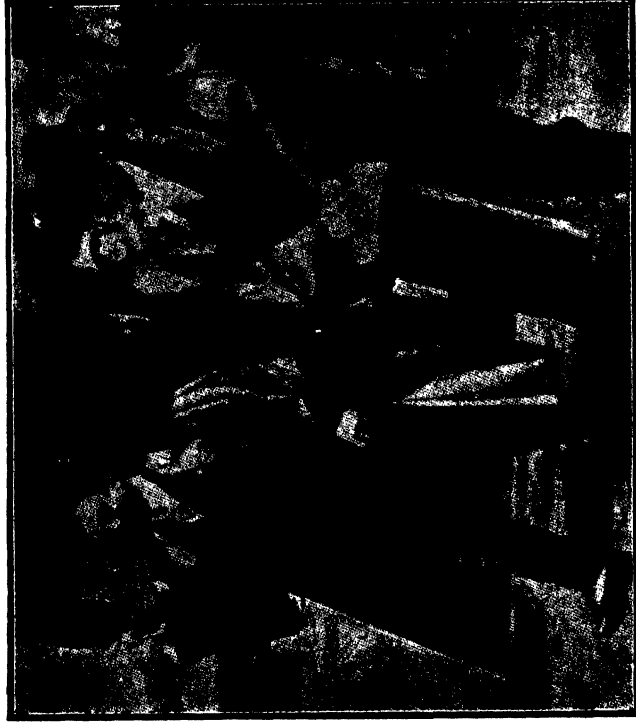
اعلیٰ حضرت آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈی سی ایل کی ڈگری لیکر واپس آرہے ہیں۔

ملکہ و شاہ افغانستان جرمنی میں

ملکہ ثریا اور شاہ امان اللہ خان موٹر میں برلن کے بازار کی سیر کر رہے ہیں۔

اعلحضرت نے سوسائٹی کے کتب خانے میں تشریف لیجاکر مختلف علوم وفنون کی کتابوں کو سرسری طور پر دیکھا۔ اور بعض تصانیف کو بہت پسند فرمایا۔

۲۹۔ مارچ کو اعلحضرت سوتہمپٹن تشریف لیگئے اور وہاں کے مشہور صنعتی سکول کا معائنہ فرمایا۔ پھر ریلوے کے کارخانوں میں تشریف لیگئے اور مختلف مشینوں اور پرزوں کو دیکھکر محظوظ ہوئے۔ ۳۰۔ مارچ کو اعلحضرت شاہ اور علیا حضرت شاہ خانم نے دریائے ٹیمز کی سیر کی۔ اور ایک خوبصورت کشتی میں سوار ہوکر ساحلی مقامات ومناظر کو ملاحظہ فرمایا۔

یکم اپریل کو اعلحضرت معہ ملکہ خانم آکسفورڈ یونیورسٹی میں تشریف لیگئے۔ وہاں پر وائس چانسلر نے اعلحضرت کا پرجوش خیر مقدم کیا اور سپاسنامہ پڑھکر سنایا۔ اعلحضرت نے یونیورسٹی کے مختلف شعبوں اور شاندار عمارتوں کو ملاحظہ فرمایا۔ اور بہت محظوظ ہوئے۔

۲۔ اپریل کو اعلحضرت نے اڈنبرا۔ مانچسٹر لیورپول اور دیگر ایسے مقامات کی سیر کی جو صنعت وحرفت کے مرکز ہیں۔ اور صنعتی ترقیات کو ملاحظ فرماکر محظوظ ہوئے۔

۳۔ اپریل کو ہز مجسٹی کنگ جارج اور ملکہ انگلستان نے اعلحضرت شہریار غازی اور علیا حضرت شاہ خانم سے قصر ونڈسر میں ملاقات کی اور کئی گھنٹے تک بات چیت ہوتی رہی اس موقع پر مہمانان جلیل نے کنگ جارج اور ملکہ میری کیساتھ لنچ تناول فرمایا۔

۴۔ اپریل کو اعلحضرت شاہ غازی معہ ملکہ معظمہ کے بحری مرکز پر تشریف لیگئے اور وہاں برطانیہ کے بحری بیڑے کا معائنہ فرمایا معائنہ کے بعد پھر واپس کلیرجز ہاؤس لندن تشریف لیگئے۔

اعلحضرت غازی مشرق کیخدمت میں ایک اہم عرضداشت

اوائل اپریل میں جب اعلحضرت شاہ غازی لندن کے مشہور مقامات ومناظر کی سیر سے فارغ ہوچکے۔ اور آپ نے واپسی قصد فرمایا تو لندن سنڈے ورکر کے ایک نمایندے نے ایک اہم عرضداشت اعلحضرت کی خدمت میں پیش کی جو مزدور طبقے کیطرف سے تھی عرضداشت کا ترجمہ یہ ہے،

بحضور اعلیحضرت ہز مجسٹی غازی امان اللہ خان تاجدار افغانستان حضور والا ہم آپکی خدمت میں ایک ایسی قوم کے بادشاہ ہونے کی حیثیت یہ عرضداشت پیش کر رہے ہیں جس کی مجاہدانہ جدوجہد آزادی اظہر من الشمس ہے۔ ہم افغانی قوم کی جدوجہد کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

حضور اقدس ہمیں خوب یاد ہے کہ ۱۹۱۹ء میں آپ نے ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ "میں برطانیہ کے زیر حمایت آنے کی بجائے خودکشی کی موت کو ترجیح دونگا" اور آپ نے اس عہد پر قسم کھائی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا یہ ارشاد لائق تعظیم ہے اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے اس قول کو نبھانے میں تساہل یا کوتاہی سے کام لیا ہے

حضور والا! ہمیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے ملک میں غلامی کی رسم کو مٹا دیا ہے۔ اور آپ مساوات حقوق کا لحاظ رکھتے ہیں۔ یہ آپکی بیدار مغزی کا درخشاں ثبوت ہے۔ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ نے اپنے ملک میں یونیورسٹی قائم کی ہے اور لڑکیوں کیلئے بھی اسکول کھول دیئے ہیں اور بہت سے اسپتال اور محتاج خانے جاری کئے ہیں اور صنعت وحرفت کی ترویج و ترقی میں سعی و کوشش کی ہے یہ سب کوائف حالات باعث مسرت ہیں۔

اعلیحضرت! ہم ایک حقیقت کو واضح طور پر عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ یہاں برطانیہ میں جو آپکا شاندار استقبال کیا جا رہا ہے اور تزک و احتشام کے ساتھ آپ کی دعوتیں ہو رہی ہیں یہ تصویر کا ایک رخ ہے اگر آپ گلیڈ ہال سے ذرا آگے نکلکر حالات پر غور فرمائینگے تو آپ کو تصویر کا دوسرا رخ بھی نظر آجائیگا۔ گلیڈ ہال کے نواح میں افلاس و تباہ حالی کے ایسے ایسے المناک مناظر آپ کے دیکھنے میں آئینگے کہ آپ حیران ہو جائیں گے ہم بہت صاف لفظوں میں عرض کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپکا شاہانہ استقبال کیا ہے۔ اور تزک و احتشام کیساتھ آپکی دعوتیں کی ہیں وہی افلاس و تباہ حالی کے ذمہ دار ہیں

حضور والا! ہم یہ عرض کرنے کی بھی اجازت چاہتے ہیں کہ بیشک آجکل آپ برطانیہ کے

جلیل القدر مہمان ہیں۔ اور آپ کے استقبال اور خیر مقدم میں ہزاروں روپیہ صرف کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے شاید آپ ناواقف ہونگے کہ سلطنت برطانیہ افغانستان کی آزادی کیلئے کس قدر تہدید اپنے اندر رکھتی ہے اور ۱۹۱۹ء کے واقعات شاید محتاج وضاحت نہیں ہیں۔

اعلیٰحضرت جب سے آپ نے لندن میں نزول اجلال فرمایا ہے ہم کو بیحد مسرت ہو رہی ہے اور ہم آپ کی ذات گرامی سے بہت گہری محبت و موانست رکھتے ہیں۔ اور کوئی شک نہیں کہ آپ مشرق کے عظیم القدر مدبر ہیں۔ اور مساوات پسند تاجدار ہیں اور غریبوں کے حامی اور مددگار ہیں ہم آپ سے بہت خوش ہیں لیکن ہم آپکو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ آج آپ ان سرمایہ دار شہنشاہیت پسند غاصبوں کے مہمان ہیں۔ جن کے ہوائی جہاز آزاد اقوام پر گولے برساتے ہیں۔ جو مصریوں کے حقوق پر چھاپا مار رہے ہیں اور آپ اُن مکار سیاست دانوں کے مہمان ہیں۔ جو اس وقت بھی ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو غلام رکھنے میں سعی و کوشش کر رہے ہیں۔

غریب مزدوروں کے دلی جذبات کی نمایندگی کرتے ہوئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں۔ آپ ان سفاک لٹیروں اور مکاروں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ ہم بالکل سچ عرض کرتے ہیں کہ آج یہ اہل غرض محض اپنی سیاسی اغراض کے ماتحت آپ کی خوشامد کر رہے ہیں۔ ان کے ظاہر و باطن میں بہت بڑا فرق ہے ہمیں ذرا بھی شک نہیں کہ کل یہی خوشامد کرنے والے اپنے شاہی مقاصد کیلئے افغانستان کی آزادی چھیننے کی کوشش کرینگے ؛ "سنڈے ورکر" (منقول از ہمدرد ۳ مئی ۱۹۲۸ء)

غازی مشرق کی سیاحت پر جرائد لندن کا تبصرہ

اعلیٰحضرت غازی امان اللہ خان کی سیر و سیاحت پر لندن کے تمام سرآوردہ جرائد

مقالات شائع کئے اور انکے شاندار استقبال پر تبصرہ کیا بعض مقالات کا خلاصہ یہ ہے

لندن کے مشہور اخبار لندن ٹائمس نے لکھا ہو کہ شاہ افغانستان کی سیر و سیاحت نے ہمارے ملک کو ایک حسین و جمیل ملکہ اور بادشاہ کے خیر مقدم کا موقع دیا۔ یہ وہ تاجدار ہے جس نے افغانی قوم کو دنیا کی ترقی یافتہ اقوام میں ایک ممتاز حیثیت کے ساتھ داخل کیا۔ افغانستان کی ترقی ہماری دلی تمنا ہے"

"مارننگ پوسٹ" نے لکھا ہو کہ "یہ امر موجب مسرت ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت یعنی برطانیہ نے نہایت خلوص و محبت کیساتھ ایک بیدار مغز مسلم فرمانروا شاہ امان اللہ خان کا شاندار استقبال کیا۔ برطانیہ اور افغانستان دوستی اور دشمنی کی لذتوں سے آشنا ہو چکے ہیں۔ اب ہمارا خیال ہے کہ افغانستان اور انگلستان میں دوستی اور محبت کے رشتے مضبوط ہو جائیں گے کیونکہ برطانیہ کو افغانستان کی دوستی کی ضرورت ہے اور افغانستان کو برطانیہ کی دوستی کی ضرورت ہے یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں"

"ڈیلی نیوز" لندن نے لکھا ہو کہ "شاہ امان اللہ خان تاجدار افغانستان کا ورودِ انگلستان ایک اہم تاریخی واقعہ ہے۔ ابتک افغانستان کا کوئی تاجدار یورپ کے ممالک میں نہیں گیا تھا۔ لیکن روشنخیال امان اللہ نے اس ضرورت کا احساس واقعی کیا۔ افغانستان ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کا یورپ میں کوئی خاص تعارف نہ تھا۔ لیکن امان اللہ خاں نے اس کا تعارف کرا دیا۔ آج شاہ امان اللہ خان کی ہر جگہ تعریف ہو رہی ہے۔ اور در حقیقت وہ تعریف کے لائق ہیں"

"اخبار نیر لسٹ" لندن نے لکھا ہے کہ "شاہ امان اللہ خاں تاجدار افغانستان کی ہستی ایک پُراسرار ہستی ہے جس وقت وہ لندن میں تشریف لائے اور ایک نمائندہ اخبار نے اِن سے دریافت کیا کہ کیا آپ انگلستان کیلئے دوستی اور محبت کا پیغام دیسکتے ہیں تو اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ محکمہ خارجہ سے گفت و شنید کرنے کے بعد ایسا کر سکتے ہیں

یہ ایک پُر از معنی جواب ہے۔ بہرحال ہم اُمّید کرتے ہیں کہ انگلستان اور افغانستان میں دوستانہ تعلقات مضبوط ہو جائیں گے۔

اخبار" فارورڈ کے لندنی نامہ نگار نے لکھا ہے کہ" شاہ امان اللہ خاں تاجدار افغانستان کا جیسا شاندار استقبال لندن میں ہوا ہے۔ شاید کسی دوسرے ملک میں نہیں ہوا۔ جن اشخاص کو قدرت نے فہم سلیم عطا کی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی غایت کیا ہے۔ برطانیہ کو معلوم ہے کہ افغانستان کوئی بڑا ملک نہیں ہے۔ اور ۱۹۲۳ء سے پیشتر افغانستان کا ذکر یورپین اخبارات میں کبھی فسانوں کی صورت میں ہو جاتا تھا لیکن پھر بھی برطانوی اخبارات بادشاہ امان اللہ اور ملکہ ثریا کی تعریف و مدح سے بھرے ہوئے ہیں کسی نے سچ کہا ہے کہ" ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خواند" لندن میں جو شاہ افغانستان کو تمام بری و بحری افواج کا معائنہ کرایا گیا اور فوجی انتظامات دکھائے گئے اور مشین گنوں کی کارگزاریاں دکھائی گئیں۔ ان کا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ غازی امان اللہ کو برطانوی طاقت سے آگاہ کیا جائے۔ لیکن شاہ موصوف نے بھی اپنی تقریروں میں اپنے عزم و استقبال کو واضح طور پر پیش کر دیا۔ (فارورڈ ۱۷۔ اپریل ۱۹۲۸ء)

اعلیحضرت شاہ افغانستان کی لندن سے واپسی

۵۔ اپریل کو اعلیحضرت شاہ افغانستان اور ملکہ معظمہ ثریا معہ حشم و خدم لندن سے جانب پیرس روانہ ہوئے اسٹیشن پر تمام ارکان وزارت اور ممتاز اشخاص نے مہمان جلیل کو الوداع کہا

شاہ برطانیہ کی خدمت میں غازی مشرق کا تحفہ

لندن سے روانگی کے وقت اعلیحضرت شہریار غازی نے افغانی وزیر متعینہ لندن کی معرفت شاہ برطانیہ کی خدمت میں حسب ذیل تحائف بطور یادگار ارسال کئے:۔

(۱) فارسی رسم الخط کا قدیم ترین نمونہ جو دنیا میں اس وقت نایاب ہے
(۲) ۵۰ صفحے کی ایک نہایت خوبصورت کتاب جو اعلیٰ پایہ کی مشرقی یادگار ہے۔ یہ کتاب از اول تا آخر ناخن سے لکھی ہوئی ہے اور اسکا کاغذ نہایت خوشنما ہے۔
جس وقت افغانی وزیر نے ہز مجسٹی کنگ جارج کی خدمت میں اعلیٰحضرت غازی کا تحفہ پیش کیا تو کنگ موصوف نے نہایت خلوص و محبت کے ساتھ اس کو قبول کیا اور اپنے خاص بکس میں احتیاط سے رکھا

شکریہ کا تار

۵۔ اپریل کی صبح کو کیلے سے اعلیٰحضرت شاہ غازی نے شاہ جارج پنجم کے پاس حسب ذیل تار بھیجا۔ ایسے وقت میں جبکہ ہم آپ کی سلطنت کے ساحل کو الوداع کہہ رہے ہیں ہم اپنی طرف سے اور ملکہ ثریا کی طرف سے آپ کے محبت آمیز برتاؤ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

تار کا جواب

ہز مجسٹی جارج نے اعلیٰحضرت غازی مشرق کے تار کا حسب ذیل جواب روانہ کیا۔ ہم آپکی صحت اور کامیابی کیلئے باریتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور آپ کے جذبہ خلوص کا احترام کرتے ہیں۔

پیرس میں قیام

۷۔ اپریل کو اعلیٰحضرت شاہ افغانستان اور شاہ خانم معہ حشم و خدم بخیریت پیرس پہنچ گئے۔ اسٹیشن پر لارڈ کریو اور دیگر معزز اشخاص نے استقبال کیا۔ پیرس پہنچنے کے بعد اعلیٰحضرت نے گردن کے پھوڑے پر عمل جراحی کرایا اور ۲۷۔ اپریل تک سکون کے ساتھ پیرس میں قیام کیا۔
۲۸۔ اپریل کو اعلیٰحضرت شاہ امان اللہ خاں اور ملکہ ثریا معہ حشم و خدم پیرس سے جانب وارسا روانہ ہوئے۔

اعلیحضرت شاہ افغانستان کی سیاحت پولینڈ

وارسا میں شاندار استقبال

۲۹۔ اپریل ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت تاجدار افغانستان نے وارسا میں نزول اجلال فرمایا اعلیحضرت کی تشریف آوری سے قبل حکومت پولینڈ کی طرف سے استقبال کے متعلق نہایت عظیم الشان پیمانہ پر تیاریاں ہوئی تھیں۔ شہر کو خوبصورت جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اور جا بجا خوشنما دروازے بنائے گئے تھے۔ جن کی وجہ سے شہر کی رونق دوبالا ہو گئی تھی۔ جس وقت اعلیحضرت شہریار غازی "وارسا" اسٹیشن پر پہنچے تو صدر جمہوریہ پولینڈ نے معہ ارکان حکومت کے اعلیحضرت کا پُر عظمت استقبال کیا۔ اور عوام نے بھی گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ خیر مقدم کی رسمیں ادا ہونے کے بعد اعلیحضرت معہ صدر جمہوریہ کے ایک خوبصورت موٹر میں سوار ہو کر "قصر اعظم" میں تشریف لیگئے۔ شاہی جلوس جب وقت سڑکوں پر سے گزرا تو اہل شہر نے مسرت کے نعروں اور پھولوں کی بارش سے استقبال کیا۔ سڑکوں پر فوج کے سپاہی صف بستہ کھڑے تھے اور سپاہیوں کے پیچھے زائرین کی قطاریں تھیں جب اعلیحضرت معہ ملکہ معظمہ کے محل میں داخل ہوئے تو سرکاری توپخانہ نے سلامی دی اور رجمنٹ نمبر ۲ کے بینڈ نے خیر مقدم کا نغمہ گایا۔ سب سے پہلے اعلیحضرت نے محافظ دستہ کا معائنہ کیا۔ پھر رومن پارک میں تشریف لیجا کر غیر معروف مقتولین کی قبر پر رسم فاتحہ خوانی ادا کی۔

شاہی ضیافت

۳۰۔ اپریل کو صدر جمہوریہ پولینڈ کی طرف سے اعلیحضرت شہریار غازی کے اعزاز میں ایک شاندار ضیافت دی گئی۔ ضیافت کی تقریب میں قصر اعظم کی نہایت عمدہ تزئین کی گئی تھی اور تقریباً ڈیڑھ سو سر برآوردہ اشخاص کو مدعو کیا گیا تھا۔

جب ضیافت کا انتظام مکمل ہو گیا تو اعلیحضرت شاہ اور علیا حضرت ملکہ خانم کو ایوان ضیافت میں لیجایا گیا جس وقت مہمانان جلیل ایوان ضیافت میں داخل ہوئے تو حاضرین نے پُرجوش استقبال کیا۔ اعلیحضرت اس وقت فوجی لباس پہنے ہوئے تھے اور علیا حضرت شاہ خانم نے اعلیٰ درجہ کا یورپین طرز کا بہترین لباس زیب تن فرمایا تھا ضیافت کی رسوم ادا ہونے کے بعد صدر جمہوریہ پولینڈ نے اعلیحضرت شاہ افغانستان اور شاہ خانم کا جام صحت تجویز فرماتے ہوئے اعلیحضرت کی تشریف آوری پر مسرت کا اظہار فرمایا کہ "آج افغانستان اعلیحضرت شاہ امان اللہ خان کے عہد میں جو ترقیاں کر رہا ہے اُن کو دلچسپی کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اور خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اعلیحضرت کو مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ صدر جمہوریہ کی تقریر کے جواب میں اعلیحضرت نے فرمایا کہ "میں وارسا کے باشندوں کا اور صدر جمہوریہ کا نہایت شکرگزار ہوں کہ انہوں نے نہایت گرمجوشی کے ساتھ میرا خیر مقدم کیا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ مستقبل قریب میں حکومت پولینڈ اور افغانستان کے مابین نہایت دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں گے اور گفت و شنید کے بعد وارسا میں ایک افغانی سفارتخانہ بھی کھولدیا جائیگا۔ تاکہ پولینڈ سے افغانستان کو کپڑے اور لوہے وغیرہ کی تجارت میں آسانی ہو۔

یکم مئی کو اعلیحضرت نے گھوڑوں کی نمائش کا معائنہ فرمایا۔ اور سہپہر میں متعدد اشخاص کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

روس کو روانگی

۲ مئی کو علی الصباح اعلیحضرت شاہ افغانستان اور علیا حضرت شاہ خانم معہ حشم وخدم وارسا سے جانب ماسکو روانہ ہوئے۔ قصر اعظم سے اسٹیشن تک صدر جمہوریہ پہنچانے گئے۔ رخصت کے وقت اعلیحضرت نے اخبارات کے نمایندوں سے فرمایا کہ وہ

انگلینڈ میں پہنچنے کے بعد شاہ افغانستان کنگ جارج کے ہمراہ گارڈ آف آنر کا معائنہ فرما رہے ہیں۔

شاہی خاندان افغانستان کی تازہ تصویر

بائیں جانب اعلیحضرت شاہ امان اللہ خاں کھڑے ہیں اور ان کے آگے ملکہ ثریا تشریف فرما ہیں۔

سپاہیان روس

سوویت رسالہ شاہ افغانستان کی سلامی دینے کو آگے بڑھ رہا ہے۔

بائیں

اپنی سیاحت پولینڈ سے نہایت محظوظ ہوئے ہیں۔

شاہ افغانستان روس میں

ماسکو میں غازی مشرق کا پُرعظمت استقبال

جمہور کا بیتابانہ جوش و خروش

غازی مشرق شاہ امان اللہ خان تاجدار افغانستان کی سیاحت روس کے متعلق بعض عیار حاسدوں نے طرح طرح کی بے بنیاد افواہیں مشہور کی تھیں۔ کبھی کہا گیا کہ چونکہ افغانستان میں بادشاہ کے خلاف ایک سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ اس لئے شاہ امان اللہ خان نے سیاحت روس کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے اور وہ ماسکو نہیں جائینگے۔ کبھی کہا گیا کہ ملکہ ثریا کی طبیعت ناساز ہے اور وہ سفر روس کی صعوبت برداشت نہیں کر سکتی ہیں۔ اس لئے شاہ امان اللہ خان ماسکو نہیں جائینگے۔ کبھی کہا کہ افغانستان میں ایک شدید شورش واقع ہوئی ہے اور رعایا میں بے چینی پیدا ہوگئی ہے۔ اس لئے شاہ غازی کو سیاحت روس کا پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔ اس قسم کے صدہا بے اصل اور بے بنیاد خبریں مشہور کی گئیں تاکہ دنیا کو کچھ عرصہ کیلئے سیاحت روس سے مایوس کر دیا جائے اور اہل تدبر کو عارضی طور پر مغالطے میں مبتلا کر دیا جائے۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مضحکہ انگیز ستم ظریفی یہ ہے کہ ریوٹر ایجنسی نے اعلیحضرت کی انگلستان سے واپسی اور پولینڈ اور روس کی روانگی کے متعلق ایک عجیب طرح کی خاموشی اختیار کر لی۔ حتیٰ کہ ایک خبر بھی ارسال نہ کی تاکہ دنیا کو سیاحت روس کے حالات سے کچھ عرصہ تک بیخبر رکھا جائے۔ لیکن یہ تمام تدابیر خاک میں مل گئیں۔ اور حاسدوں کو بُری طرح ناکامی اور مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا۔

غازی مشرق شاہ امان اللہ خان روس میں پہنچے۔ اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ پہنچے۔

جس وقت شاہ افغانستان اور ملکہ خانم ماسکو میں داخل ہوئے ہیں۔ تو سرکاری طور پر ان کا شاندار خیر مقدم کیا گیا۔ اور عام لوگوں نے بھی عظیم الشان طریقے پر استقبال کیا۔

۳۔ مئی کو ماسکو اسٹیشن پر موسیو وروشیلاف رئیس مجلس حربیہ اور موسیو چیچرن اور موسیو کالنین اور روس کے تمام مقتدر اشخاص اعلیحضرت غازی اور ملکہ خانم کا انتظار کر رہے تھے۔ جب مہمانان جلیل نے نزول اجلال فرمایا اور گاڑی سے باہر قدم رکھا تمام حاضرین نے صدق دل سے خیر مقدم کیا۔ اور پھول برسائے۔

اعلیحضرت کی تشریف آوری کی تقریب میں ماسکو اسٹیشن کی تزئین و آرائش میں خاص طور پر سعی و کوشش کی گئی تھی۔ دروازے اور کمرے پھولوں سے آراستہ کیے گئے تھے۔ اور محرابوں کو ایک خوشنما بیل کے پیچ و خم سے سجایا گیا تھا۔ اعلیحضرت نے اسٹیشن کی تزئین و آرائش کو بہت پسند کیا۔ اور اہل ماسکو کا شکریہ ادا کیا۔

اعلیحضرت اسوقت ایک اعلیٰ درجہ کا سوٹ زیب بدن کئے ہوئے تھے سر پر خوبصورت سیاہ ٹوپی تھی۔ اس پر سفید طرہ شاہانہ لگا ہوا تھا ہمراہی بھی نہایت خوبصورت لباس میں ملبوس تھے۔ ملکہ خانم یورپین طرز کا بہترین لباس پہنے ہوئے تھیں۔ خیر مقدم کی رسمیں ادا ہوتے کے بعد اعلیحضرت غازی شاہ افغانستان اور ملکہ خانم بہمراہی موسیو چیچرن قصر کریملین تشریف لے گئے جس وقت مہمانان جلیل کی سواری اسٹیشن سے باہر نکلی ہے۔ تو نہایت زور شور سے اس عظیم الشان مجمع نے اظہار خیر مقدم کیا جو اس سے پہلے اس قسم کے مواقع پر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا

اسٹیشن سے قصر کریملین تک برابر لوگوں کا مجمع تھا جس میں ہر حیثیت اور ہر خیال کے اشخاص شامل تھے جب شاہی سواری قصر کریملین کے احاطے میں داخل ہوئی تو ایک عظیم الشان ہجوم نے تالیوں کے مسلسل شور اور مسرت کے نعروں سے پورے جوش وخروش کے ساتھ استقبال کیا ؎

لینن کے مزار پر پھولوں کا ہار

قصر کریملین میں خیر مقدم کی تمام رسوم ادا ہونیکے بعد اعلیحضرت شاہ غازی معہ ملکہ معظمہ کے ایک خوبصورت موٹر میں سوار ہوکر یادگار مقتولین کو دیکھنے تشریف لیگئے۔ پھر وہاں سے لینن کے مزار پر تشریف لیگئے۔ مزار پر پہنچکر شاہ غازی نے پھولوں کا ایک ہار بہ نفس نفیس چڑھایا۔ اور اس کے بعد چند قدم پیچھے ہٹ کر نہایت خاموشی سے ننگے سر ہوکر سر جھکایا۔ پھر رسم فاتحہ خوانی ادا کی۔ اس کے بعد اعلیحضرت معہ شاہ خانم کے قصر کریملین میں واپس تشریف لائے ؎

ماسکو میں شاندار ضیافت

۴۔ مئی کو موسیو شیلاف رئیس مجلس حربیہ نے اعلیحضرت شاہ غازی اور علیا حضرت شاہ خانم کے اعزاز میں ایک شاندار ضیافت دی جس میں کثیر التعداد مہمان شریک ہوئے۔ ضیافت کا انتظام قصر سامک میں کیا گیا تھا جس کی دلفریب آرائش و زیبائش قابل تعریف تھی۔ جس وقت شاہ غازی معہ شاہ خانم کے قصر کریملین سے روانہ ہوئے تو اجتماع کثیر کی طرف سے راستہ بھر مسرت کے نعروں کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا قصر سامک میں روس کے تمام سر برآوردہ مقتدر اشخاص کا اجتماع تھا جونہی مہمانان جلیل ایوان ضیافت میں داخل ہوئے حاضرین نے پرجوش استقبال کیا۔ اور موسیو شیلاف نے

خلوص اور محبت کیساتھ خیر مقدم کیا۔ ضیافت کی رسمیں ختم ہونے کے بعد موسیو شیلاف رئیس مجلس حربیہ نے شاہ امان اللہ خان اور ملکہ ثریا کا جام صحت تجویز فرماتے ہوئے مہمانان جلیل کی تشریف آوری پر مسرت کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ " میں اس حقیقت پر یقین رکھتا ہوں کہ اعلحضرت امان اللہ خان آزاد مشرقی سلطنت افغانستان کے ایک مخلص ترین خادم اور رئیس اعلیٰ ہیں۔ اور افغانستان کی تمام ترقیاں اسی بیدار مغز رئیس اعلیٰ کی مرہون منت ہیں۔

شاہ امان اللہ خاں باوجود اس کے کہ ایک آزاد اور خود مختار مشرقی سلطنت کے رئیس اعلیٰ ہیں۔ لیکن پھر بھی حد سے زیادہ سادہ مزاج۔ مساوات پسند۔ غریب پرور اور خادم وطن ہیں۔ ان کی حریت پسندی کا درخشاں ثبوت یہ ہے کہ اپنے اہل وطن کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں۔ جیسا برتاؤ بھائی بھائی میں ہوتا ہے۔ امان اللہ خان ایک رئیس اعلیٰ ہیں۔ لیکن دوسرے بادشاہوں کی طرح وہ اپنے آپ کو کوئی دوسری مخلوق نہیں سمجھتے۔ وہ عام بادشاہوں کی طرح دوسرے انسانوں کو حقیر نہیں سمجھتے وہ قوموں کو اپنا پجاری تصور نہیں کرتے۔ وہ اپنے آپ کو اپنی قوم کا ایک فرد یقین کرتے ہیں۔ اس لیئے ہر ایک شخص کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔

رئیس امان اللہ خان کے دل میں آزاد قوموں کی آزادی چھیننے اور مال وزر کے لالچ میں ان کو غلام بنانے اور آزاد قوم کے حقوق غصب کرنے کا جذبہ نہیں ہے۔ شہنشاہیت کے جنون سے انکا دل و دماغ پاک ہے ان ہی صفات محمودہ اور اعلیٰ محاسن کے باعث ہم کو ان کے ساتھ قلبی محبت ہے اور ہم پورے جوش و خروش کے ساتھ انکا خیر مقدم کرتے ہیں

رئیس مجلس حربیہ کی تقریر کے جواب میں اعلحضرت نے ارشاد فرمایا کہ " میں موسیو شیلاف اور تمام روسی عہدہ داروں اور اہل ملک کا نہایت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے صدق دل سے میرا خیر مقدم کیا۔ مجھے اہل روس کے ساتھ گہری محبت اور ہمدردی ہے اہل روس کے

کے پاکیزہ افکار و جذبات کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں۔ مجھے ایک عرصہ سے ماسکو آنے اور اہل روس سے ملاقات کرنے کا اشتیاق تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے ارادے میں کامیاب ہوا (نعرہائے تحسین)

عزیزان من! موسیو شیلاف نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ مجھے اپنے وطن سے اور اپنی قوم سے گہری محبت ہے۔ اور میں خدمت ملک و قوم سے دلچسپی رکھتا ہوں میں اس بارہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ درحقیقت میں اپنے آپ کو اپنی قوم کا ایک مزدور یقین کرتا ہوں۔ اور اپنی قوم کو اپنے عیش و آرام کا ایندھن تصور نہیں کرتا۔ مجھے حیرت ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں بھی ایسے اشخاص دنیا میں موجود ہیں جو اپنی قوموں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کو اس سے زیادہ کوئی اہمیت دینا پسند نہیں کرتے کہ وہ ان کی عظمت کے عرش کو اپنے کاندھوں پر اٹھائیں (نعرہائے تحسین)

یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ جس قوم کی کمائی سے عیش حاصل کیا جاتا ہو۔ اسی کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ اور بیدردی کیسا تھ اس کی کمائی کو اپنے عیش و آرام پر خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ اشخاص حد سے زیادہ عیش و عشرت کے پرستار ہوتے ہیں۔ اور غرور و نخوت ان کی زندگی کا اصلی سرمایہ ہوتا ہے۔ لیکن حالات و مشاہدات بتلا رہے ہیں کہ اب یہ طلسم برقرار نہیں رہیگا۔ اور عیش پرستوں کو اپنی قوموں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہونا پڑیگا۔ میں نے کہا ہے کہ میں اپنے آپ کو اپنی قوم کا ایک مزدور یقین کرتا ہوں۔ اس میں کچھ مبالغہ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی قوم کا ایک ادنیٰ خادم ہوں اور قوم کی خدمت میرا نصب العین ہے۔

برادران من! اب زمانہ عیش پرستی اور نخوت پسندی کا نہیں ہے بلکہ مساوات پسندی کا ہے ہر شخص کو مساوات حقوق کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور دوسروں کے حقوق آزادی کا احترام کرنا چاہیئے۔ میں آخر میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

روسی فوج کا معائنہ

۵۔ مئی ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت تاجدار افغانستان نے موسیو شیلاف کی معیت میں روسی فوج کا معائنہ فرمایا۔ چونکہ اعلیحضرت کو قدیم و جدید نظام عسکری سے پورے طور پر واقفیت ہے۔ اسلیئے اعلیحضرت نے فوج کے تمام شعبوں پر تنقیدی نظر ڈالی اور روسی عسکری خصوصیات معلوم کر کے بہت خوش ہوئے۔ اور فوج کے معائنہ سے فارغ ہو کر اعلیحضرت آہن سازی کے کارخانے میں تشریف لیگئے اور ماہرین فن کو گفتگو سے معزز فرمایا۔ بعدازاں ایک نمائش کی سیر فرمائی۔ جو صرف مصنوعات افغانستان کیلئے مخصوص تھی۔

ماسکو میں اعلیحضرت کے مشاغل

۵۔ مئی کی سہ پہر کو اعلیحضرت نے روس کے جلیل القدر اور ممتاز اشخاص کو شرف باریابی عطا فرمایا اور تقریباً دو گھنٹے تک بعض اہم مسائل پر گفتگو فرماتے رہے۔

۶۔ مئی کو اعلیحضرت نے ماسکو کی مشہور عمارتوں کی سیر فرمائی اور چار ریلس تھیٹر میں جشن مسرت میں شرکت کی۔

۷۔ مئی کو اعلیحضرت نے پارچہ بافی کے ایک بہت بڑے کارخانے کا معائنہ فرمایا اور مشہور کاریگروں سے بہت سے سوالات کیئے۔

۸۔ مئی کو اعلیحضرت نے ماسکو کے مدرسۂ حربیہ کا معائنہ فرمایا اور مشفقانہ انداز میں طلبا سے بات چیت کی۔

۹۔ مئی کو موسیو چیچرن نے اعلیحضرت شاہ غازی اور ملکہ خانم کے اعزاز میں ایک شاندار ضیافت دی۔ جس میں روس کے سیاسی نمایندے بکثرت شامل ہوئے اس ضیافت میں روسیوں کی طرف سے اعلیحضرت کو خودمختار افغانستان کا رئیس اعلیٰ خطاب دیا گیا۔

۱۰۔ مئی کو اعلیحضرت نے موسیو شیلاف کو شرف ملاقات بخشا۔ اور بہت دیر

تک ان کے ساتھ بات چیت کرتے رہے

۱۱ ۔ مئی ۱۹۲۸ء کو اعلیٰ حضرت نے لینن گراڈ کے ایک جلسہ عام میں ارشاد فرمایا کہ میں سرزمین سوویٹ کی سیاحت سے بہت محظوظ ہوا ہوں اور میری اس سیاحت کا یہ نتیجہ ہوگا کہ دونوں ملکوں کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ ہو جائے گا اور نہایت مضبوط تعلقات قائم ہو جائیں گے "

غازی مشرق کی سیاحت روس پر بعض جرائد کا تبصرہ

اعلیحضرت تاجدار افغانستان کی سیاحت روس پر مشرق کے بعض سربرآوردہ جرائد نے حسب ذیل تبصرہ شائع کیا ہے۔

غازی امان اللہ خان تاجدار افغانستان کی سیاحت روس ایک اہم واقعہ اور انقلاب انگیز ابتدا ہے۔ اب تک افغانستان کا کوئی تاجدار اپنے ملک سے باہر نہیں گیا تھا لیکن امان اللہ خاں نے اس ضرورت کو بروقت محسوس کیا۔ شاہ امان اللہ خاں کا ملک ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ اس کا ذکر یورپین اخباروں میں کبھی فسانوں کی صورت میں نمودار ہو جاتا تھا لیکن آج یورپ کے بہترین اخبارات افغانستان کی مدح سرائی میں مصروف ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف اسلئے کہ افغانستان نے ایک غیر معمولی طاقت حاصل کرلی ہے اور وہ آزادی کے معنی سمجھ گیا ہے اب ہم سیاحت روس کے متعلق چند سطریں لکھتے ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ روس کے انقلاب سے پہلے اور سوویٹ کے نمودار ہونے سے قبل تمام مشرق سوائے ترکی اور جاپان کے کسی نہ کسی مغربی طاقت کے تسلط یا اقتدار میں تھا ان حالات میں سوویٹ روس میدان میں آیا اور اس نے مشرقیوں کو پیغام دیا کہ مشرق صرف مشرقیوں کا ہے۔ اور وہ آزاد ہیں اگر وہ حریت کی نعمت حاصل کرنا چاہیں۔

تو کوئی طاقت ان کو روک نہیں سکتی۔ اسکے بعد سوویٹ نے افغانستان سے دوستانہ تعلقات قائم کئے اور اسکو نہایت مفید مشورے دئے اس حقیقت سے کوئی انصاف پسند انکار نہیں کرسکتا کہ یہ روسی سوویٹ ہی تھا جس نے افغانستان کو یہ بتایا کہ برطانوی فوجی قوت اس قدر زبردست نہیں ہے کہ افغانستان کا تاجدار ہندوستانی وائسرائے کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرے ! یہی وہ احساس حقیقت تھا جسکو لے کر امان اللہ خان زینت آرائے تخت افغانستان ہوئے۔ اور انہوں نے پوری قوت کے ساتھ برطانیہ سے جنگ کی اور برطانوی نگرانی سے آزادی حاصل کی اور اپنے آپ کو ایک آزاد اور خود مختار بادشاہ تسلیم کرالیا

روسی سوویٹ کئی سال سے افغانستان کا نہایت گہرا مخلص دوست ہے اور فی الحقیقت نہایت ہمدرد دوست ہے اس نے افغانستان کو ہمیشہ مفید مشورے دئے ہیں اور ہر طرح کی امداد دی ہے آج افغانستان کسی کا محتاج نہیں ہے وہ آزاد ہے اور خود مختار ہے اور سوویٹ آج بھی اس کا نہایت گہرا دوست ہے یہاں تک کہ اس نے شاہ امان اللہ خاں کو ماسکو میں مدعو کیا اور امان اللہ خاں خلوص و محبت کے ساتھ ماسکو گئے اور کسی مخالفت کی انہوں نے پروا نہیں کی۔ (مارورڈ منقول از مدینہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۲۸ء)

شاہ غازی امان اللہ خاں کی سیاحت روس سے پہلے ان کے سفر روس کے متعلق بعض جماعتوں کی طرف سے عجیب بے بنیاد اطلاعات شائع کی گئی تھیں۔ ریوٹر ایجنسی جس نے سیاحت انگلستان کے واقعات و حالات کے متعلق نہایت طول طویل تار بھیجے تھے سیاحت روس کے بارے میں کچھ دنوں تک خاموش رہی۔ پھر نہایت مجمل اور مختصر خبریں روانہ کیں۔

مخالفوں نے یہ بھی مشہور کیا کہ روس کے ارباب حل و عقد بدترین مخلوقات میں۔ اور روس کے عہدیدار کمینہ قوم کے لوگ ہیں اور وہ بادشاہوں کے خیر مقدم

سے نا واقف اور نہایت بیوقوف اور جاہل ہیں۔

شاہ غازی امان اللہ خاں نے ان تمام خبروں کو پڑھا۔ اور پھر بھی ماسکو تشریف لے گئے اور اصلی حالات سے واقف ہوئے اور نہایت صاف لفظوں میں یہ فرمایا کہ سرزمین سوویٹ کی سیاحت سے میں بہت محظوظ ہوا ہوں۔ ان الفاظ کو پڑھکر سرمایہ دار ملوکیت پرست بہت مغموم اور مایوس ہوئے۔ اور ان کی توقعات خاک میں مل گئیں۔ اس میں شک نہیں کہ اہل روس افغانیوں سے زیادہ قربت رکھتے ہیں اور ایشیائی قوم ہونے کی حیثیت سے شاہ امان اللہ خاں کی دوستی کے زیادہ مستحق ہیں (ماخوذ از ہمدرد ۹ر مئی ۱۹۲۸ء)

سیاحت روس کے متعلق امان افغان کا بیان

روسی سرحد میں داخلہ اعلیٰحضرت غازی ۳ر مئی کو روسی سرحد میں داخل ہوئے۔ سرحاری اسٹیشن پر آقائے قرہ خاں اور رئیس شعبہ امور خارجیہ ملونسکی نے استقبال کیا رئیس جمہوریہ روس کی طرف سے خیر مقدم اور خوش آمدید کا پیغام اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت ٹرین میں سے باہر تشریف لائے۔ فوجی دستوں نے جو اسی مقصد کے لئے آئے ہوئے تھے سلامی دی اور قرہ خاں نے ایڈریس پیش کیا۔ اعلیحضرت نے ایڈریس قبول فرماکر فوجی دستوں کا معائنہ کیا۔ اور اس خاص اور شاندار گاڑی میں جو حکومت روس کی طرف سے اعلیٰ حضرت کے لئے لائی گئی تھی شہر منسک کی طرف تشریف لے گئے جو جمہوریہ اشتراکیہ کا پایۂ تخت ہے۔

منسک میں نزول اجلال منسک میں داخلہ کے وقت رئیس جمہوریہ تمام ارکان حکومت اور فوجی دستوں کے ہمراہ اسٹیشن پر موجود تھے۔ سب نے اعلیٰ حضرت کا استقبال کیا۔ سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت نے جوابی تقریر فرمائی۔ اور عسکری معائنہ کے بعد گاڑی ماسکو کی طرف روانہ ہوئی۔

ماسکو میں شاندار استقبال ۳ رمئی کو دن کے گیارہ بجے اعلیٰحضرت ماسکو میں داخل ہوئے۔ اعلیٰحضرت کی اسپیشل کے ساتھ جنگی طیاروں کا ایک دستہ بھی آیا۔ ماسکو کا اسٹیشن پھولوں اور افغانی اور روسی پرچموں سے دلہن بنا ہوا تھا۔ راستہ کے دونوں طرف سپاہی صف باندھے کھڑے تھے۔ رئیس مجلس انتظامیہ کالینین دیگر مقتدر ارکان کے ہمراہ گاڑی پر استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اسی طرح ماسکو میں رہنے والے افغان بھی جھنڈیاں لئے استقبال کے لئے حاضر تھے۔ جونہی اعلیحضرت گاڑی سے اترے بینڈ نے افغانی قومی گیت گایا۔ حشمت مآب کالینین نے روسی زبان میں خیر مقدم کیا۔ اور اعلیٰحضرت نے فارسی زبان میں تشکر و مسرت کا اظہار فرمایا۔ کالینین نے اپنے اعیان حکومت کو اعلیٰحضرت سے متعارف کیا۔ ملکہ معظمہ کی خدمت میں بھی سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ ازاں بعد اعلیٰحضرت فوجی مرکز کی طرف تشریف لے گئے۔ سلامی لینے کے بعد اعلیحضرت نے سپاہیوں کی مزاج پرسی کی اور سپاہیوں نے بھی اعلیحضرت سے کھل کر گفتگو کی۔

اعلیٰحضرت کی مصروفیتیں اسکے بعد اعلیحضرت اس عمارت میں تشریف لے گئے جو ان کیلئے خاص طور پر مقرر کی گئی تھی۔ ملکہ معظمہ بھی دوسری موٹر پر سوار ہو کر تشریف لیگئیں۔ اس عمارت تک اور دریا کے دونوں کنارو نپر اعلیٰحضرت کے اعزاز میں فوجی دستوں کی قطاریں کھڑی تھیں۔ عمارت مذکور پر افغانی اور روسی جھنڈے لہرا رہے تھے۔ ۲ بجے بعد دوپہر رئیس جمہوریت ملاقات کے لئے آئے۔ ملاقات کے بعد رئیس جمہوریت اور بعض وزراء کی معیت میں اعلیٰحضرت لینین کے مقبرہ پر تشریف لے گئے۔ ۳ بجے اعلیٰحضرت بلدیہ ماسکو میں تشریف لے گئے۔ وکیل رئیس بلدیہ نے دروازہ پر آپکا استقبال کیا اور ارکان بلدیہ ماسکو کیطرف سے ایک نہایت نفیس البم جسمیں ماسکو کے مختلف نظارے ہیں اور ایک کتاب جسمیں بلدیہ کے گذشتہ دس سال کے کارنامے درج ہیں تحفۃً پیش خدمت

گئیں ملکہ معظمہ کی خدمت میں نہایت قیمتی برتنوں کا تحفہ پیش کیا گیا۔ پانچ بجے اعلیٰحضرت کی خدمت میں وزرائے دول کی پزیرائی ہوئی ؛

رئیس جمہوریت کی طرف سے دعوت رات کے وقت حشمت مآب رئیس جمہوریہ نے اعلیحضرت کے اعزاز میں نہایت ہی پر لطف ضیافت دی اس دعوت میں حکومت شوری کے ارکان مجلس سفراء دول کے ارکان اور اعلیٰ حضرت کے رفقاء سفر شامل ہوئے۔ اعلیٰ حضرت اور رئیس جمہوریہ روس نے تقریریں کیں۔ جن میں دوستانہ خیالات کا اظہار کیا گیا تھا ؛

افغانی مصنوعات کی نمائش اعلیٰحضرت کے نزول اجلال کے اعزاز میں ماسکو افغانی مصنوعات و عجائبات کی نمائش کا افتتاح عمل میں لایا گیا۔ اس نمائش گاہ کے وسط میں ایک بہت بڑے بورڈ پر جلی قلم میں لکھا گیا " پائندہ باد استقلال افغانستان۔

اس نمائش میں افغانوں اور انگریزوں کی جنگوں کے نقشے معاہدوں کی نقول اور نقشے افغانی عادات و اطوار کی تصویریں فوجی اشیاء، اور تجارتی اشیاء کابل اور دارالامان کی عکسی تصویریں اور اعلیٰحضرت کے اس فرمان کے تمام اوراق جو غلامی کی تنسیخ کے لئے جاری کیا گیا۔ افغان فوجی افسروں کے فوٹو۔ افغانستان کے متعلق روسی تصانیف افغانستان کی مطبوعات خاص کر امان افغان کے پرچے بجلی کی روشنی میں رکھے ہوئے تھے

رئیس جمہوریہ روس کی تقریر ۴ رمئی کی رسمی دعوت پر رئیس جمہوریہ روس نے حسب ذیل تقریر کی :-

اعلیٰحضرت شاہ غازی اور علیاحضرت ملکہ معظمہ کی تشریف فرمائی ان حقیقی اور صحیح دوستانہ روابط کے اظہار کے لئے جو دونوں دولتوں کی آزادی کے وقت قائم ہوئے تھے ایک جدید مظاہرہ ثابت ہوگی۔ ہم یہ امر یاد کر کے بہت خوش ہوتے ہیں کہ حکومت شورائیہ روس سب سے پہلی حکومت تھی جس نے دولت افغان جدید کو حصول استقلال پر مبارکباد دی۔ اور اسکو آزاد و مستقل دیکھکر خوشی اور شادمانی کا اظہار کیا۔ میں ذاتی طور پر بھی اپنے کو

خوش قسمت خیال کرتا ہوں کہ ابھی دونوں دولتوں کے درمیان روابط و تعلقات قائم نہ ہوئے تھے کہ میں نے اعلیٰ حضرت کی مملکت کو تبریک کہنے کی سعادت حاصل کی تھی کیونکہ پہلی بہار ۱۹۰۳ء میں جب آقائے محمد ولی خاں سفارت فوق العادت لیکر ماسکو میں وارد ہوئے تھے تو خود میں نے ان کا استقبال کیا تھا۔ ہماری دوستی کی بنیاد نہایت نازک دور میں رکھی گئی تھی۔ جب کہ ملت افغان اور اتحاد جماہیر شورائیہ روس دونوں اپنے دشمنوں کے خلاف نہایت قہرمانہ جنگ کر رہی تھیں۔ اور ان دونوں قوموں کے دشمن کوشاں تھے کہ دونوں آزاد ملکوں کے استقلال کو خارجی غلامی کے جال میں پھنسالیں۔ دونوں مملکتیں اس جنگ سے فتح و کامرانی سے سرخرو نکلیں۔ اب صلح کے ایام میں ان کی دوستی قائم ہے اور روز افزوں وسعت و استحکام اختیار کر رہی ہیں۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں دوستی کا سب سے پہلا معاہدہ طے ہوا۔ جو آئندہ سیاسی اقتصادی اور تمدنی اشتراک عمل کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اس کی روشن تجلیات کی ایک شق پیمان کا وہ عہدنامہ ہے جو سنہ ۱۹۲۶ء میں بیطرفی اور عدم تجاوز کے متعلق ہے۔ نیز اس نے تجارتی معاہدوں کے لئے رستے کھول دیئے۔ اب ہمارے ممالک صلح و آشتی کے ساتھ اپنے سیاسی اور اقتصادی تعلقات کے محکم کرنے اور مصالحت میں ترقی کرنے کے لئے کوشاں ہیں، ہم ان دوستانہ مناسبات میں دونوں ملکوں کی اقتصادی اور سیاسی ترقی و توسیع کا پیش خیمہ دیکھتے ہیں۔ اور ابھی میں امن عامہ کی فلاح سمجھتے ہیں، ہم ملت افغان کی کامیابیوں کو جو وہ شاہراہ ترقی میں نہایت تیز گامی کے ساتھ حاصل کر رہی ہے۔ نہایت توجہ سے دیکھتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کی سیاست دور بینانہ کے واسطے سے صمیم دل سے خوش ہیں ہمیں یقین ہے کہ اعلیٰ حضرت کا جماہیر اشتراکیہ شورائیہ اور اس کے ارادوں اصلی کارناموں سے ذاتی طور پر آشنا ہونا دونوں مملکتوں کے روابط کی توسیع و تحکیم کا موجب ہوگا۔ اور ہم آپ کو اپنی زندگی کے ہر شعبے سے آشنا ہونے پر مبارک باد دیتے ہیں۔ اخیر میں آقائے کالینین نے دونوں ملکوں کی ناقابل شکست دوستی دونوں قوموں کی اخوت اور دونوں مملکتوں کے حال و استقبال کو تحریک کی

اعلیٰحضرت شاہ غازی کی تقریر

اعلیٰحضرت شاہ غازی نے جوابی تقریر میں فرمایا کہ یہ سچی دوستی جو دونوں ملکوں کے مشکل ترین امتحانات کے وقت قائم ہوئی تھی۔ دونوں ملکوں کے روابط صمیمانہ کے لئے بہترین بنیاد کا کام دیگی ؟

اعلیٰحضرت نے فرمایا۔ آقائے رئیس! میں خوش ہوں کہ گذشتہ برسوں میں ہماری دوستی دونوں ملکوں کی رفاہ وبہبود کی توسیع کا باعث ہوکر محکم تر ہوتی گئی۔ یہ دوستی دونوں قوموں کی آسائش اور صلح عمومی کی ضامن ہے۔ اب کہ ہمارے روابط ایسی مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں جیسا کہ سنہ ۱۹۲۱ء کے معاہدہ دوستی اور سنہ ۱۹۲۶ء کے معاہدہ بیطرفی و عدم تجاوز سے ظاہر ہے۔ نیز تجارتی معاہدہ کے لئے گفتگو ہو رہی ہے۔ میں نہایت خوشی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہماری مملکتوں کے کام جنہوں نے سب سے پہلے ایک دوسرے کا اعتراف کیا۔ دونوں دولتوں کے منافع پر منتج ہوں گے۔ اسوقت تک جو نتائج ان روابط سے ظاہر ہوتے ہیں وہ سب کے سب حسب توقع ہیں اور روابط کو مستحکم تر کرنیکا باعث بنتے رہے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ میرا آجانا بھی ذاتی طور پر متعارف دونوں مملکتوں کے باہمی روابط کو مستحکم تر کرنے کا باعث ہوگا۔

فوجی مظاہرے

۱۴ مئی کو اعلیٰحضرت نے معہ ملکہ معظمہ اور اپنے رفقائے سفر کے دولت روس کے مامورین مخصوص کے ہمراہ "کرمل" کا ملاحظہ کیا۔ کرمل میں آقایان کالینین۔ نیوکیدرہ قمرغان فلورنسکی اور سیطرسوں کمان دار کرمل نے اعلیٰحضرت اور اون کے رفقاء کا استقبال کیا۔ کرمل میں سب سے پہلے اسلحہ کے استعمال کے مظاہرے دکھائے گئے۔ ازاں بعد اعلیٰحضرت نے کرمل کے عالی شان قلعہ پھانسی لار اور شاہ توپ کا معائنہ کیا۔ کرمل دیکھنے کے بعد اعلیٰحضرت مکتب حربیہ میں تشریف لے گئے۔ کرمل کے میدان میں سواروں نے اپنے کرتب دکھائے۔ پھر اسی میدان میں زراعت کی دو موٹر کھینے والی مشینوں کا کام ملاحظہ کیا گیا۔ حکومت روس نے

یہ دو مشینیں اعلیٰ حضرت کو تحفۃً دی ہیں۔ بارہ بجے اعلیٰ حضرت مدرس گاہ لینین کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس درسگاہ کے رئیس آقائے ستیانف سکوارتسف نے استقبال کیا اور اعلیٰ حضرت کو اس شخص کی حیثیت میں تبریک کہی جس نے جہانگیروں کے مقابلہ میں شدید لڑائیاں کرکے سب سے پہلے استقلال حاصل کیا۔ اسنے کہا کہ لینین نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ جو اقوام امپریلزم کے حلقۂ غلامی میں اسیر ہیں ہمارے دوست اور اتحادی ہیں۔ آخر میں آقائے سکوارتسف نے اس ارزو کا اظہار کیا کہ مشرق کی تمام قومیں جو ابھی تک امپریلزم کے پنجۂ غلامی میں اسیر ہیں۔ افغانستان کی طرح اپنا اپنا استقلال حاصل کریں۔ اقائے موصوف نے درسگاہ کے تمام شعبہ جات اعلیٰ حضرت کو دکھائے۔

۳ بجے دوپہر اعلیٰ حضرت نے ماسکو کے رہنے والے افغانوں کو شرف پذیرائی بخشا اور ایک گھنٹہ ملاقات ہوتی رہی

دارالدہاقین کا معائنہ

۴ بجے اعلیٰ حضرت درالدہاقین (کسان آشرم) میں تشریف لے گئے۔ دہقانوں کے نمائندے نے اعلیٰ حضرت کا خیر مقدم کیا۔ اور درخواست کی کہ وہ دہقانوں کیطرف سے بھی برگ سبز کا ایک تحفہ قبول فرمالیں جو ان کی صنعت گری کا نمونہ ہے۔ اس نمائندے نے ایسے مجسمے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کئے جو زنگارنگ کے باسوں میں ملبس تھے۔ اور روس کی مختلف قوموں کی نمائندگی کرتے تھے۔ ان کی طرف سے اعلیٰ حضرت کو دستکاری کے دیگر نوادر بھی دیئے گئے۔ اعلیٰ حضرت دارالدہاقین میں ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ رہے۔ آپنے ان تمام اشیاء کو جو نمائش گاہ میں رکھی ہوئی تھیں اور حیوانات کی نگہداری اور تیماری سے تعلق رکھتی تھیں۔ نہایت غور سے معائنہ فرمایا اور ایک ایک شئے کی شرح دریافت کی۔ اس سیر میں ڈھائی گھنٹے گذر گئے۔ رات

کے وقت آقائے کیسر ملی خارجہ کی طرف سے ضیافت کی دعوت تھی۔ اس دعوت میں بھی حکومت کے اعضاء اور حبش سفراء کے ارکان موجود تھے۔

پارچہ بافی کے کارخانوں کا معائنہ

۵ مئی کو اعلیٰحضرت اپنے رفقاء کی معیت میں پارچہ بافی کے کارخانوں میں تشریف لے گئے۔ رئیس شعبۂ خارجہ اقتصادیات ملی آراسوف اور مدیر کارخانہ نے استقبال کیا۔ آراسوف نے روسی صنعت کی ترقی قومی اقتصادیات کے قیام اور دیگر کارخانوں کے اجراء کے متعلق اعلیٰحضرت کو شرح و بسط کیساتھ تفصیل بیان کی اور مثال کے طور پر افغانستان اور روس کے تجارتی تعلقات کا ذکر کرکے اس یقین کا اظہار کیا کہ یہ تعلقات وسیع تر ہوتے جائینگے۔ سوت کاتنے اور کپڑے بننے کے کارخانوں کا معائنہ کرنے کے بعد اعلیٰحضرت دارالرضاعات میں تشریف لگئے جو اس کارخانہ میں کاریگروں کے بچوں کی پرورش کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ آپنے کارخانہ مذکور کی لائبریری اور ریڈنگ روم کا بھی معائنہ کیا۔

دفاتر عسکری کا معائنہ

۵ مئی کو ظہر کے بعد اعلیٰحضرت ملکہ معظمہ کی معیت میں سرخ پوش افواج بری و بحری کی عمارت میں تشریف لے گئے جہاں پر آقائے وارشیلوف وزیر حربیہ نے استقبال کیا۔ وارشیلوف نے تمام فوجی افسروں کا تعارف کرایا۔ اس نے ضیافت کا بھی انتظام کر رکھا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد اعلیٰحضرت عمارت عساکر کے شعبۂ علمی و تدقیقہ کا معائنہ کیا۔ آپنے دیکھا کہ سینما کی عمارت میں لشکر کی روزانہ خبریں دکھائی جاتی ہیں۔ پھر اعلیٰحضرت عمارت قشون بحریہ سرخ میں تشریف لے گئے جہاں جنگ استقبال افغانستان کی نمائش دکھائی گئی اخیر میں آقائے وارشیلوف نے شورائے حربی انقلابی کی طرف سے اعلیٰحضرت کی خدمت میں ایک شمشیر اور ایک بیش قیمت خنجر کا تحفہ پیش کیا۔ اور ایک البم بھی دیا گیا جس میں سرخ پوش افواج کی تصاویر تھیں۔ آقائے وارشیلوف نے تقریر کی اعلیحضرت نے بھی تقریر کی آقائے وارشیلوف نے ملکہ معظمہ

No. پیش کی کی خدمت میں ایک بندوق

افغانی سفارتخانہ کا ملاحظہ رات کے وقت سفارت خانہ افغانیہ کی طرف سے استقبال کیا گیا۔ اور اعلیٰ حضرت نے اپنے رفقا کے ہمراہ وہاں کھانا کھایا۔

طیاروں کا معائنہ ۶ ؍ مئی کو اعلیحضرت ماسکو کے مرکزی میدان طیارہ رانی میں تشریف لے گئے۔ آقایان وارشیلوف ینوکیندرہ قراخان اور شورلے جرنیل روس کے دیگر ارکان و افسران نے فوجی استقبال کیا۔ اعلیٰ حضرت کے استقبال کے لئے سو سے زیادہ طیارے اڑائے زاں بعد اعلیٰ حضرت نے طیاروں کے گیرج ملاحظہ کئے

گھوڑ دوڑ کا معائنہ ظہر کے بعد اعلیٰ حضرت اور ملکہ معظمہ گھوڑ دوڑ کے میدان میں تشریف لے گئے۔ آقایان کالینین قراخان کو بیاکوف نے استقبال کیا۔ اس جگہ آقایان سٹیو ینوف چارسکی۔ میکویان وغیرہ بھی موجود تھے۔ چار بجکر ۵ منٹ پر افغانستان مستقبل کے نام سے گھوڑ دوڑ شروع کی۔ جو شخص اول نمبر پر آیا اعلیحضرت نے اس پر کمال الطاف فرمایا۔

اسی رات اعلیٰ حضرت بڑے روبہر (تھیٹر) میں تشریف لے گئے۔ حکومت روس کی تمام اعضا مبشر سفراء کے ارکان اور ماسکو کے افغان۔ اعلیحضرت کی معیت میں تھے۔

کارخانہ جات حربی کا معائنہ ۷ ؍ مئی کو اعلیحضرت غازی نے آقائے لیبنین و تالاکون تلیف کے ہمراہ کارخانجات جنگی و حربی کا معائنہ کیا۔ ساڑھے ۱۲ بجے اعلیٰ حضرت دارالفنون دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وزیر معارف اور مدیر دارالفنون نے استقبال کیا۔

ظہر کی بعد آقائے چیچرن وزیر خارجہ نے اعلیحضرت سے ملاقات کی اعلیحضرت نے انکے ساتھ طویل گفتگو فرمائی۔

ماسکو سے ترکی کی روانگی ماسکو سے اعلیحضرت معہ حشم و خدم کریمیا میں تشریف لیگئے۔ وہاں اعلیحضرت نے کئی گھنٹہ تک موسیو دائیکاف سے بات چیت کی۔ بعد ازاں اعلیحضرت کو سرکاری طور پر رخصت کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت ایک ترکی جنگی جہاز "ازمیر" پر قسطنطنیہ تشریف لیگئے اس جہاز کیساتھ حکومت سوویٹ کیطرف سے بھی جہاز حفاظت کے لئے گئے ہیں اور ہوائی جہازوں کے ایک دستے نے بھی الوداع کہا۔

کی خدمت میں ایک بندوق بطور تحفہ پیش کی

افغانی سفارتخانہ کا ملاحظہ رات کے وقت سفارت خانہ افغانیہ کی طرف سے استقبال کیا گیا۔ اور اعلیٰحضرت نے اپنے رفقا کے ہمراہ وہاں کھانا کھایا۔

طیاروں کا معائنہ ۶ مئی کو اعلیحضرت ماسکو کے مرکزی میدان طیارہ رانی میں تشریف لے گئے۔ آقایان وارشیلوف ینوکیندرہ قراخان اور شورلے جرنہ روس کے دیگر ارکان و افسران نے فوجی استقبال کیا۔ اعلیٰحضرت کے استقبال کے لئے سو سے زیادہ طیارے اڑائے۔ ازاں بعد اعلیٰحضرت نے طیاروں کے گیریج ملاحظہ کئے

گھوڑ دوڑ کا معائنہ ظہر کے بعد اعلیٰحضرت اور ملکہ معظمہ گھوڑ دوڑ کے میدان میں تشریف لے گئے۔ آقایان کالینین قراخان کو بیاکوف نے استقبال کیا۔ اس جگہ آقایان سٹیو ینوف چارسکی۔ میکویان وغیرہ بھی موجود تھے۔ چار بجکر ۵ منٹ پر افغانستان مستقبل کے نام سے گھوڑ دوڑ شروع کی۔ جو شخص اول نمبر پر آیا اعلیحضرت نے اس پر کمال الطاف فرمایا۔

اسی رات اعلیٰحضرت بڑے روبیر (تھیئٹر) میں تشریف لے گئے۔ حکومت روس کی تمام اعضا جیش سفرا کے ارکان اور ماسکو کے افغان۔ اعلیحضرت کی معیت میں تھے +

کارخانہ جات حربی کا معائنہ ۷ مئی کو اعلیحضرت غازی نے آقائے لیبنن و تالاکون تلیف کے ہمراہ کارخانجات جنگی و حربی کا معائنہ کیا۔ ساڑھے ۱۲ بجے اعلیٰحضرت دارالفنون دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وزیر معارف اور مدیر دارالفنون نے استقبال کیا +

ظہر کے بعد آقائے چیچرن وزیر خارجیہ نے اعلیحضرت سے ملاقات کی اعلیحضرت نے انکے ساتھ طویل گفتگو فرمائی +

ماسکو سے ترکی کی روانگی ماسکو سے اعلیحضرت معہ حشم و خدم کریمیا میں تشریف لیگئے۔ وہاں اعلیحضرت نے کئی گھنٹہ تک موسیو وائیکاف سے بات چیت کی + بعد ازاں اعلیحضرت کو سرکاری طور پر رخصت کیا گیا اعلیٰحضرت ایک ترکی جنگی جہاز "ازمیر" پر قسطنطنیہ تشریف لیگئے اس جہاز کیساتھ حکومت سوویٹ کیطرف سے بھی جار جہاز حفاظت کے لئے گئے ہیں اور ہوائی جہازوں کے ایک دستے نے بھی الوداع کہا +

محبوبہ کربلا

جرجی زیدان اڈیٹر الہلال کے ناول "فادۂ کربلا" کا سلیس اردو ترجمہ جس میں واقعاتِ کربلا اور خلافت اموی کے سربستہ راز اس خوبی سے بیان کئے گئے ہیں کہ منظر بالکل سامنے آجاتا ہے اور پڑھنے والا اپنے کو میدان کربلا اور اموی خلافت کے دربار میں پاتا ہے ایران میں خاص طور پر اسکا ترجمہ دو جلدوں میں کیا گیا ہے اور حضرات شیعہ نے خصوصاً اس کو پسند فرمایا ہے۔ قیمت اصلی ... رعایتی قیمت ۸

اپنا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے

اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو لیکن افسوس کہ ہندوستان میں بہت کم ایسی عورتیں جو اپنی اطاعت اور قابلیت خانہ داری سے شوہر کا دل خوش رکھ سکیں اور مذہب نے شوہر کا جو درجہ رکھا ہے۔ اس سے واقف ہوں ہم نے اس مقصد سے کتاب "بیوی کے فرائض" تیار کی ہے اور قرآن و احادیث سے مضامین اخذ کرکے نہایت صاف و سلیس اردو میں دلنشین طریقوں سے عورتوں کو سمجھایا ہے کہ انہیں کسطرح اپنے خاوندوں کی اطاعت کرنی چاہیئے یہ کتاب شریف بیوی کے مطالعہ میں رہنی چاہیئے ہم کو قوی امید ہے کہ اگر آپ یہ کتاب منگا کر مستورات کو سنائیں گے اور انہیں پڑھنے کو دیں گے تو اس کا خاطر خواہ اثر ملاحظہ کریں گے۔ اسکی ہدایتوں سے واقف ہو کر ایک نافرمان عورت بھی انشاء اللہ اپنے خاوند کی اطاعت گذار اور فرمانبردار بیوی بن جائیگی۔ قیمت ۱۲

آپکی عمر اکیس سال ہوسکتی ہے

آپ ساڑھے سات ہزار بیٹھے بیٹھے اور پڑے پڑے چھوڑ سکتے ہیں۔ دہلی کے ایک دانشمند طبیب نے یہ عجیب و غریب کتاب سالہا سال کی محنت میں تیار کی ہے کتاب کیا ہے آبحیات ہے۔ عالیجناب مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم نے ان صحیح اور قابل عمل تجاویز کو بیحد پسند کیا ہے فوراً منگائیے اور انکی ہدایات پر عمل شروع کردیجئے۔ کتاب کا نام "مفتاح الصحت" ہے۔ قیمت صرف دس آنے ۱۰

ڈرامہ انجام یزید۔ قیمت ۸

لطف شباب

مکمل ترجمہ رجوع الشیخ۔ جو سلطان سلیم خاں کے اشارہ سے لکھی گئی تھی۔ صدیوں سے ناپید تھی۔ خود ٹرکی میں عنقا تھی۔ شاہی کتب خانوں میں راز سربستہ کیطرح بند تھی اور دوسروں کو دکھانے میں بخل کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں کسی صاحب نے اس کا نہایت مختصر ترجمہ کیف شباب کے نام سے شایع کیا تھا جسکی ملک نے کافی قدر کی لیکن چونکہ یہ ناکمل اور نہایت مختصر ترجمہ تھا اس لئے شائقین کی پیاس نہ بجھا سکا۔ مجھے بہت سے خطوط وصول ہوئے جو رجوع الشیخ کے مکمل ترجمے اور اصل کتاب شائع کرنے پر مشتمل تھے۔ میں نے تین سال کی کوشش سے ۱۹۳۱ء میں ترکی شاہی کتب خانہ سے رجوع الشیخ کا اصل نسخہ حاصل کیا۔ عام فہم اردو میں اس کا مکمل ترجمہ دو حصوں میں شائع کیا ہے جسکا مطالعہ نامردوں کے لئے آبحیات۔ کمزوروں کے لئے اکسیر۔ بے اولادوں کے لئے مژدہ اولاد ہے۔ اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسموں کا نادر و نایاب مجموعہ ہے جس کو آپ آزمائیں گے تیر بہدف پائیں گے کاغذ سفید چکنا۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ قیمت صرف عہ محصول ڈاک ۵؍ حصہ اول میں تیس باب ہیں۔ مختصر فہرست مضامین ملاحظہ ہو:-